بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

صحیح بخاری

بحوالہ

تیسیر الباری

جلد دوم

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجر پورہ سکیم لاہور

0300-4274936, 042-36880028, 042-36187575

جملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ہیں

نام کتاب : صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (جلد دوم)

مؤلّف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

پروف ریڈنگ : علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، ملک محمد سلیم بادشاہ یوسفی، محمد عبدالعلیم یوسفی، محمد لیاقت علی یوسفی، محمد اکمل یوسفی، محمد رضوان فقیر، محمد عامر فقیر

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی

کمپوزرز : حافظ محمد عظیم یوسفی، عظیم اعظم یوسفی، محمد کامل یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36880028

پرنٹنگ : عطائے نگینہ پرنٹرز، رائل پارک لاہور۔

پہلی مرتبہ : (۱۱۰۰) ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۳ھ بمطابق فروری ۲۰۱۲ء

ہدیہ : ۴۰۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس) 0313-7860920

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی 0322-4730747

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست

نمبر شمار	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	بفیضانِ نظر۔	۱۵
۵	اِنتساب۔	۱۶
۶	عرضِ حال۔	۱۷
۷	پیش لفظ۔	۲۰
۸	نوٹ۔۔۔تیسیر الباری کی تیسیری جلد سے تشریحات۔	۲۳
۹	میّت کی طرف سے حج۔	۲۴
۱۰	عورت کو شہادت کی خوشخبری۔	۲۴
۱۱	مدینہ منورہ سے متعلق خبر غیب اور بشارت۔	۲۵
۱۲	خبر غیب اور مدینہ منورہ۔	۲۶
۱۳	جیسا آپ ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔	۲۷
۱۴	اِیمان مدینہ منورہ کی طرف سمٹ آئے گا۔	۲۸
۱۵	مدینہ منورہ والوں کو ستانے والے کا انجام۔	۲۹
۱۶	یزید پلید۔فتنوں کے مقامات کو دیکھنا۔	۲۹
۱۷	دَجّال مدینہ منورہ داخل نہ ہوگا۔	۳۱
۱۸	ہر راستے پر فرشتے خبرِ غیب۔	۳۲

۱۹	دَجّال کے بارے میں غیبی خبر۔	۳۳
۲۰	مدینہ منورہ اور منافقین۔	۳۴
۲۱	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے سے برکت۔	۳۶
۲۲	مدینہ منورہ کی محبت۔ واقعہ ملاحظہ ہو۔	۳۸
۲۳	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت کی نوعیت۔	۴۱
۲۴	ایک یہ بھی اَندازِ محبت ہے۔ جان اور مال سے بھی محبوب۔	۴۲
۲۵	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت۔	۴۳
۲۶	اللہ تبارک وتعالیٰ کی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت۔	۴۴
۲۷	قانونِ محبت ملاحظہ فرمائیں۔ میرا منبر حوضِ کوثر پر ہوگا خبرِ غیب۔	۵۲
۲۸	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی فضا مبارک ہوگئی۔	۵۴
۲۹	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دُعا۔	۵۶
۳۰	روزہ دار کے منہ کی بو۔	۵۷
۳۱	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدقے۔	۵۸
۳۲	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مشاہدات۔	۵۹
۳۳	لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ۔	۶۰
۳۴	ختم قرآنِ مجید کا جملہ بدعت نہیں۔	۶۱
۳۵	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کی برکت۔	۶۲
۳۶	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی برکت اور دُعا سے نسیان سے حفاظت۔	۶۳
۳۷	مسلمانوں کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہئے۔	۶۴

۳۸	خبرِ غیب۔	۶۵
۳۹	اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے بندوں کی پہچان۔	۶۶
۴۰	رزق میں وسعت کا ذریعہ۔	۶۸
۴۱	اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے بخش دیا۔	۷۰
۴۲	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں لکڑی کا رونا۔	۷۰
۴۳	کعبۃ اللہ پر چڑھائی کے متعلق خبرِ غیب۔	۷۲
۴۴	نیک اَعمال کو وسیلہ بنانا۔	۷۳
۴۵	حکمت کے تحت بیوی کو بہن کہنا اور ولیہ کی دُعا۔	۷۶
۴۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خبرِ غیب۔	۷۸
۴۷	تصویر بنانی حرام۔	۸۰
۴۸	اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم تین آدمیوں کا دشمن۔	۸۲
۴۹	قرآنِ کریم کی تعلیم پر اُجرت لینا۔	۸۳
۵۰	سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کرنا۔	۸۵
۵۱	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رَحمت کردی۔	۸۷
۵۲	جنتی کا کلام، خبرِ غیب۔	۹۰
۵۳	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان۔	۹۱
۵۴	کتے کو پانی پلانے والے کی بخشش۔	۹۲
۵۵	پانی کا صدقۂ جاریہ۔	۹۴
۵۶	پانی پلانے کی برکت۔	۹۵
۵۷	بلی کی وجہ سے عذابِ دوزخ۔	۹۶
۵۸	حوضِ کوثر سے دُور کرنے کے متعلق خبرِ غیب۔	۹۷

۵۹	زَم زَم۔ قیامت کے دِن کی خبرِ غیب۔	۹۸
۶۰	گھوڑے ثواب کا ذریعہ۔	۹۹
۶۱	جو شخص اَدا کرنے کی نیّت سے قرض لے۔	۱۰۱
۶۲	اہل حدیث حضرات قبروں پر کیا کرتے ہیں؟۔	۱۰۳
۶۳	مرنے کے بعد کے حالات۔	۱۰۴
۶۴	دُعا کی برکتیں۔	۱۰۶
۶۵	باغ میں چلنے پھرنے سے برکت، عقیدۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔	۱۰۷
۶۶	نبی کریم ﷺ دُنیا و آخرت میں مومن کے زیادہ قریب ہیں۔	۱۰۸
۶۷	پل صراط سے گذرتے وقت۔	۱۱۰
۶۸	مرنے کے بعد جنت اور دوزخ دیکھنا۔	۱۱۲
۶۹	قیامت کے دن اللہ عزوجل کی اپنے بندے سے سرگوشی کا علمِ غیب۔	۱۱۳
۷۰	مسلمان کا حال۔	۱۱۴
۷۱	ظلم قیامت کے دِن اَندھیرے ہوں گے (خبرِ غیب)۔	۱۱۷
۷۲	علم غیب کے منکرین کے مفسرین لکھتے ہیں۔	۱۱۸
۷۳	آج معافی کا دِن ہے (خبرِ غیب)۔	۱۲۰
۷۴	سات زمینوں کا طوق (خبرِ غیب)۔	۱۲۱
۷۵	قیامت کب آئے گی؟	۱۲۲
۷۶	بچے کا بولنا۔	۱۲۳
۷۷	کھانا سامنے رکھ کر دُعا کرنا اور برکت۔	۱۲۵
۷۸	گستاخ کے قتل کا حکم۔	۱۲۷
۷۹	غلاموں سے محبت۔	۱۲۸

۸۰	آپ ﷺ کو خوش کرنے کے لئے تحفہ پیش کرنا۔	۱۲۹
۸۱	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کھانا کھاتے ہیں۔	۱۳۰
۸۲	قیامت کے حالات اور زکوٰۃ نہ دینے والا۔	۱۳۱
۸۳	درودِ یوار معطر۔	۱۳۲
۸۴	اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اچھی ہیں۔	۱۳۳
۸۵	اچھی بات سے میّت کو فائدہ۔	۱۳۴
۸۶	منافقوں کا عقیدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِیمان۔	۱۳۶
۸۷	تیسیر الباری کی چوتھی جلد سے تشریحات۔	۱۳۸
۸۸	آپ ﷺ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔	۱۳۹
۸۹	فوت شدہ کی طرف سے خیرات کرنا۔	۱۴۰
۹۰	فوت ہونے کے بعد ثواب۔	۱۴۱
۹۱	حائط، باغ۔	۱۴۳
۹۲	کافر کے لئے اِیصال ثواب نہیں۔	۱۴۴
۹۳	فوت شدہ کو اپنے صدقۂ جاریہ کا ثواب۔	۱۴۵
۹۴	پانی کا صدقۂ جاریہ۔	۱۴۶
۹۵	شانِ مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ۔	۱۴۸
۹۶	جہاد قیامت تک فرض ہے۔	۱۴۹
۹۷	خبرِ غیب اور دُعائے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ۔	۱۵۰
۹۸	جنت میں مجاہدین کے لئے سو درجے ''خبرِ غیب''	۱۵۲
۹۹	شہید کے لئے اِنعام (خبرِ غیب)۔	۱۵۳

۱۰۰	جنت کی عورتوں کی خوبیاں۔	۱۵۵
۱۰۱	شہادت کی غیبی خبریں اور مشاہدہ۔	۱۵۶
۱۰۲	سریۂ موتہ۔	۱۵۷
۱۰۳	اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں زخمی ہونے والے کی شان۔	۱۵۹
۱۰۴	اللہ والوں کی شان۔	۱۶۰
۱۰۵	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اختیارِ مبارک۔	۱۶۱
۱۰۶	دیوار کے پیچھے کا علم۔	۱۶۲
۱۰۷	○ خوش خبری سننے کے بعد۔ ☆ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان۔	۱۶۳
۱۰۸	مجاہدین کو خوش خبری اطلاع علی الغیب۔	۱۶۳
۱۰۹	فرشتوں کے پروں کا سایہ۔	۱۶۴
۱۱۰	کیا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ جیسا کوئی ہے؟ جواب نہیں۔	۱۶۵
۱۱۱	دُعا بعد از نماز۔	۱۶۶
۱۱۲	عجز۔ کسل۔ بُزدلی۔ رذیل عمر۔ حیات وممات کے فتنے۔	۱۶۸
۱۱۳	اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا مسکرانا، خبرِ غیب۔	۱۶۹
۱۱۴	دوزخ سے ۷۰ برس کے فاصلے کی خبرِ غیب۔	۱۶۹
۱۱۵	وصال کے بعد چوری شدہ زرہ کی اطلاع دی۔	۱۷۰
۱۱۶	گھوڑے میں برکت۔	۱۷۱
۱۱۷	مجاہد کا ثواب۔	۱۷۲
۱۱۸	قوت کی تفسیر۔	۱۷۳
۱۱۹	مرنے کے بعد دُعائے بخشش۔	۱۷۴
۱۲۰	اَنصار رضی اللہ عنہم کی تعظیم۔	۱۷۶

۱۲۱	نیک اور برگزیدہ لوگوں کی برکت سے فتح۔	۱۷۷
۱۲۲	یزید کی محبت میں آخرت خراب نہ کیجئے۔	۱۷۹
۱۲۳	دُعائے ہدایت۔	۱۸۰
۱۲۴	کسی مسلمان کو جمعراتیئے کہنا بے علمی ہے۔	۱۸۲
۱۲۵	حرم محترم میں کس نے گھوڑے بندھوائے۔	۱۸۲
۱۲۶	آپ ﷺ نے فرمایا' وہ دوزخی ہے۔	۱۸۳
۱۲۷	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور غیر نبی کا فرق۔	۱۸۵
۱۲۸	کیا یہودی کو قتل کرنے والا پتھر دہشت گرد ہوگا؟	۱۸۷
۱۲۹	ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔	۱۸۹
۱۳۰	تکبیر کہنے میں آواز زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے۔	۱۹۰
۱۳۱	دیوار کے پیچھے کا علم۔	۱۹۲
۱۳۲	فاتح خیبر، غیب غداً اور لعابِ شفاء۔	۱۹۴
۱۳۳	کئی میل دُور دیواروں کے پیچھے دیکھنا۔	۱۹۵
۱۳۴	قیام تعظیمی۔	۱۹۷
۱۳۵	پکے خارجی مردود ہیں۔	۱۹۸
۱۳۶	اَنبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کی چیزوں سے برکت حاصل کرنا۔	۱۹۹
۱۳۷	اَنگوٹھی مبارک کی برکتیں۔	۲۰۰
۱۳۸	کسریٰ اور قیصر کے بارے میں خبر غیب۔	۲۰۱
۱۳۹	سورج چلنا رُک گیا۔	۲۰۲
۱۴۰	ہمارے اِمام سے کیا ناراضگی ہے؟	۲۰۷

۱۴۱	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لئے کھجور کا درخت۔	۲۰۸
۱۴۲	اِمام اعظم رضی اللہ عنہ اَحادیث کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔	۲۰۹
۱۴۳	حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان۔ ولی اللہ اور حکم الٰہی۔	۲۱۰
۱۴۴	منافقوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم محفوظ فرمائے۔	۲۱۲
۱۴۵	منافق کی پہچان۔	۲۱۳
۱۴۶	کافر دغاباز اور خبرِ غیب۔	۲۱۷
۱۴۷	خبرِ غیب۔	۲۱۸
۱۴۸	صلح حدیبیہ اور اَدب واحترام۔	۲۲۰
۱۴۹	جن وانس اور ملائکہ اللہ والوں کے محکوم۔	۲۲۲
۱۵۰	آپ ﷺ کا دیکھنا معجزہ۔	۲۲۳
۱۵۱	فرشتوں کا اُترنا اور جمع ہوتے دیکھنا، نگاہِ حبیب ﷺ۔	۲۲۳
۱۵۲	دووقت جنت اور دوزخ کا نظارہ۔	۲۲۴
۱۵۳	بادل کا سایہ۔	۲۲۵
۱۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات۔	۲۲۷
۱۵۵	عقیدۂ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ۔	۲۲۸
۱۵۶	خبرِ غیب اور اِیمان بالغیب۔	۲۲۹
۱۵۷	بہشت، غیب اور اِیمان بالغیب۔	۲۳۰
۱۵۸	جنت کی غیبی خبریں۔	۲۳۱
۱۵۹	ہمارے پیر ومرشد۔	۲۳۳
۱۶۰	طبیبِ اعظم ﷺ کا فرحت بخش نسخہ۔	۲۳۴
۱۶۱	شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے۔	۲۳۶

۱۶۲	قیامت کے دِن گواہ خبرِ غیب۔	۲۳۶
۱۶۳	علم مصطفیٰ ﷺ۔	۲۳۷
۱۶۴	اَمر بالمعروف اودوزخی کا حال۔	۲۳۷
۱۶۵	نارِدوزخ بھی غیب ہے، اُس کا علم، علمِ غیب ہے۔	۲۳۸
۱۶۶	سورج کیسے نکلتا ہے؟	۲۴۰
۱۶۷	شیطان کو بھاگتے دیکھنا۔	۲۴۱
۱۶۸	شیطان پر دسترس اور غلبہ۔	۲۴۲
۱۶۹	شیطانوں کو پھیلتے دیکھنا۔	۲۴۳
۱۷۰	شیطانوں کو بھگانے کا طریقہ۔	۲۴۵
۱۷۱	شیطان کو ہنستا دیکھنا۔	۲۴۷
۱۷۲	کیسے عظیم مسلمان تھے؟	۲۴۸
۱۷۳	بُرے خواب سے بچاؤ کا طریقہ۔	۲۵۰
۱۷۴	آگے فائدہ لکھا ہے۔	۲۵۱
۱۷۵	شیطان رات کہاں گزارتا ہے؟	۲۵۴
۱۷۶	خبرِ غیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یقین۔	۲۵۵
۱۷۷	جنات کا وجود۔	۲۵۶
۱۷۸	جنات کس چیز کے بنے ہوئے ہیں؟	۲۵۷
۱۷۹	جنوں کے نام۔	۲۵۸
۱۸۰	جن جسم رکھتے ہیں، اُن کی شکلیں مختلف ہیں۔	۲۶۰
۱۸۱	کیا جنات کھاتے پیتے ہیں؟	۲۶۱
۱۸۲	جنوں کی اَقسام۔	۲۶۲

۱۸۳	جنات کے بادشاہوں کے نام۔	۲۶۳
۱۸۴	اَقسام جنات۔	۲۶۵
۱۸۵	جن مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔	۲۶۶
۱۸۶	واقعہ۔	۲۶۶
۱۸۷	کیا جنات عبادت کرتے ہیں؟	۲۶۸
۱۸۸	بہترین مال، خبرِ غیب۔	۲۷۰
۱۸۹	نیک لوگوں کی صحبت میں دُعا کرنا۔	۲۷۰
۱۹۰	گدھے کے بولنے پر کیا کہیں؟	۲۷۳
۱۹۱	مکھی کے پر میں شفاء۔	۲۷۴
۱۹۲	مخلوق پر رحم کرنا شرک نہیں۔	۲۷۵
۱۹۳	ایک بدکار عورت کا واقعہ۔	۲۷۷
۱۹۴	تنکا اُٹھانے والے کا واقعہ۔	۲۷۸
۱۹۵	کتے کو پانی پلانے والا جنت میں داخل۔	۲۷۸
۱۹۶	مسلمان ایک دوسرے پر رحم کرنے والے۔	۲۸۰
۱۹۷	تین سوالات۔	۲۸۱
۱۹۸	عَالِمِ مَا كَانَ۔	۲۸۳
۱۹۹	حضرت ہرم بن حیان اور حضرت اویس بن عامر قرنی کی ملاقات۔	۲۸۳
۲۰۰	عَالِمِ مَا سَيَكُوْنُ۔	۲۸۵
۲۰۱	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے گستاخ اور مرد ُودوں کا حلیہ۔	۲۸۸
۲۰۲	غیبی خبریں سُن کر نعرے لگانا۔	۲۹۰
۲۰۳	خوشی سے نعرہ لگانا۔	۲۹۲

۲۰۴	قصۂ یاجوج وماجوج۔	۲۹۳
۲۰۵	آپ ﷺ کی خبر سے لوگوں کی بے خبری۔	۲۹۳
۲۰۶	ختم قرآنِ مجید۔	۲۹۶
۲۰۷	۹ بچوں نے کلام کیا۔	۲۹۷
۲۰۸	بغض وغلط معنی۔	۳۰۰
۲۰۹	قوم کا سیّد کون؟	۳۰۳
۲۱۰	اللہ ﷻ چوبیس گھنٹے صفت وثناء بیان فرماتا ہے۔	۳۰۵
۲۱۱	خبرِ غیب۔	۳۰۷
۲۱۲	حضرت امام مہدی علیہ السلام امام ہوں گے۔	۳۱۰
۲۱۳	شرح۔	۳۱۱
۲۱۴	یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر۔	۳۱۳
۲۱۵	بلند حوصلگی اور حُبِّ رسولِ کریم ﷺ۔	۳۱۴
۲۱۶	اولیاء اللہ کی برکتیں۔	۳۱۶
۲۱۷	بستیوں کو شریف یا صالح کہنا۔	۳۱۸
۲۱۸	قانونی نکتہ۔	۳۲۰
۲۱۹	مسائل۔	۳۲۲
۲۲۰	لکڑی اور پتھر کا کلام کرنا اور بھیڑیئے کا علم۔	۳۲۲
۲۲۱	قدرتِ الٰہی۔	۳۲۵
۲۲۲	خبرِ غیب غداً۔	۳۲۸
۲۲۳	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعظیم وتوقیر۔	۳۲۹

۲۲۴	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تیر اندازی کی ترغیب دِلائی۔	۳۳۱
۲۲۵	قیامت کب آئے گی؟	۳۳۲
۲۲۶	بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کیا ہے؟	۳۳۳
۲۲۷	آپ ﷺ کی دُعا کی برکتیں۔	۳۳۶
۲۲۸	مُشک سے زیادہ پیاری خوشبو۔	۳۳۶
۲۲۹	ذکرِ میلاد۔	۳۳۸
۲۳۰	دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا۔	۳۳۹
۲۳۱	نورانی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے۔	۳۳۹
۲۳۲	ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا۔	۳۴۳
۲۳۳	لکڑی کا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں رونا۔	۳۴۴
۲۳۴	بابِ لُدّ کی غیبی خبر۔	۳۴۵
۲۳۵	دَجّال کے بارے میں خبرِ غیب کی تفصیل۔	۳۴۸
۲۳۶	ایک اِرشادِ عظیم اور کئی غیبی خبریں۔	۳۵۰
۲۳۷	کیا یہ حدیث شریف علماء کی نظر میں ہے؟	۳۵۴
۲۳۸	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بصارت وسماعت پاک۔	۳۵۵
۲۳۹	جنتی ہونے کی خبر۔	۳۵۷
۲۴۰	دُعائے مصطفیٰ ﷺ کا معجزہ۔	۳۵۸
۲۴۱	خارجیوں، منافقوں کا اِمام ذوالخویصرہ۔	۳۶۰
۲۴۲	حضر موت تک تنہا جانے کی خبرِ غیب۔	۳۶۱

☆☆☆

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّر اوجِ شرافت،
مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفیٰ،
فنا فی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امین علمِ لدُنی، قطبِ جلی،
نائبِ غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش،
حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی
قدس سرہٗ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۱۷۶ گ۔ب
تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اِس تالیفِ لطیف کو

عظیم تابعی، اِمام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الأمہ اِمام اعظم
حضرت نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

و

سیّد المحدثین، محدثِ کبیر، شیخ الحدیث
حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ

اور

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، امین علمِ لدُنی، قطبِ جلی، نائبِ غوث الثقلین،
منظورِ نظر حضرت داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز

کے نام منسوب کرتا ہے۔

نیاز آگین
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

عرضِ حال

صحیح بخاری شریف، حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل المعروف اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی ترتیب کردہ اَحادیثِ مبارکہ کا خوبصورت مجموعہ ہے۔ کئی حضرات نے مختلف عنوانات سے صحیح بخاری شریف کی تشریح فرمائی ہے جن میں فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری تفہیم الباری، نزہۃ القاری، فیوض الباری، الفیض البخاری اور نعمۃ الباری وغیرہ ضخیم شروح ہیں۔ اِن کے علاوہ غیر مقلد شارح محمد وحید الزماں کی ''تیسیر الباری شرح بخاری'' بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

وحید الزماں صاحب کی لکھی ہوئی شرح ''تیسیر الباری شرح بخاری'' کے مطالعہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ شارح نے حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے تیسیر الباری میں جہاں اپنے خودساختہ نظریات کو پھیلانے کی کوشش کی ہے، وہاں سچائیاں بھی بیان کرنے کی جرأت کی ہے۔ خدا معلوم اُن کی قوم نے اَحادیثِ مقدسہ کے مطابق سچائیوں کو بیان کرنے کی اُن کی کوشش کو اچھا جانا ہے یا بُرا۔

بہرحال یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ صحیح بخاری شریف کا ہر صفحہ عقائد صحیحہ اہلسنّت و جماعت کی تائید کرتا ہے اور وحید الزماں صاحب نے مختلف احادیثِ مبارکہ کی جو تشریح کی ہے وہ اہلحدیث اور دیوبندی مکتبِ فکر کے لوگوں کے عقائد و نظریات کی نفی کرتی ہے اور عقائدِ اہلسنّت و جماعت حنفی بریلوی کی تائید کرتی ہے۔ چنانچہ بتوفیق الٰہی دِل میں اِرادہ پیدا ہوا کہ اُن تمام تشریحات سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

اِسی سلسلہ کے پہلے مرحلے میں تیسیر الباری سے پہلی جلد شائع ہو چکی ہے جس میں تیسیر الباری کی پہلی دو جلدوں سے کتاب ترتیب دے کر شائع کی گئی جو ۳۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اَب قارئین کرام کی خدمت میں ''تیسیر الباری'' کی تیسری اور

چوتھی جلد سے وحید الزماں صاحب کی تشریحات پیش کی جارہی ہیں۔ اِسی نسخہ میں یہ بات قارئین کرام کی خدمت میں معلومات کے لئے عرض کی جارہی ہے۔ کہ تیسیر الباری کے مصنّف کی تشریحات کو من وعن پیش کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہیں کی گئی۔

یہاں یہ بات بھی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے کہ صاحب تیسیر الباری نے اَن گنت مقامات پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِسم گرامی کے ساتھ ''ص'' لکھا ہے۔ اِسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کے ساتھ ''رض'' اور فقہا اور بزرگوں کے ناموں کے ساتھ ''رح'' لکھا ہے جو نہ سُنّت ہے اور نہ ہی مستحب۔ اِس کے بارے میں علماء ہی بتا سکتے ہیں کہ اَیسا لکھنا کیسا ہے اور ایسا لکھنے والا کون ہے؟

اِمام العلماء والفقہا' اِمام اہلسنّت مجدِدِ دین وملّت اِمام احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ شریف طبع جدید رضا فاؤنڈیشن جلد نمبر ۲۲ صفحہ نمبر ۶۹۲ میں لکھتے ہیں: '' دُرود شریف کی جگہ جو عوام وجہال صلعم یا ع یام یا ص یا صللم لکھتے ہیں' محض مہمل وجہالت ہے۔ القلم احدی اللسانین جیسے زبان سے دُرود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا دُرود شریف اَدا نہ کرے گا۔ یونہی اِن مہملات کا لکھنا دُرود شریف لکھنے کے کام نہ آوے گا۔ اَیسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں اَیسے لوگ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلاً غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ ...[۱] میں داخل نہ ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا دُرود شریف لکھا جائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم''۔[۲]

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے جہاں جہاں تیسیر الباری کی عبارات حوالہ کیلئے پیش کی ہیں' اُن میں تیسیر الباری میں جہاں ''صم'' لکھا ہے یا ''رض'' وہ مجبوراً من وعن لکھ

---

[۱] الاعراف: ۱۶۲۔ [۲] فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۵۴' سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد۔

دیا ہے، تاکہ قارئین کرام کے لئے اِس بات کی وضاحت ہو جائے کہ "ص" یا "رض" یا "رح" وحید الزماں صاحب کی اپنی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ ناچیز نے دیگر عبارات میں جہاں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نام مبارک آیا ہے۔ "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" پورا لکھا ہے۔ ایسے ہی "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اور "رحمہ اللہ تعالیٰ" بھی پورا لکھا ہے۔

اِس کتاب "صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (جلد دوم)" کی تصحیح اور پروف ریڈنگ میں علامہ صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، چوہدری رشید احمد جنجوعہ یوسفی اور ملک محمد سلیم بادشاہ یوسفی، محمد عبدالعلیم یوسفی، محمد رضوان فقیر، محمد عامر فقیر، محمد لیاقت یوسفی، محمد اکمل یوسفی کے معاونت کرنے پر بندۂ ناچیز اِن تمام معزز و مکرم حضرات کا تہہ دِل سے شکر گزار ہے۔

ابوبکر کمپیوٹر سینٹر کے اِنچارج محمد عثمان علی یوسفی اور اُن کے ساتھیوں حافظ محمد عظیم اعجاز یوسفی، عظیم اعظم یوسفی، محمد کامل اسلم یوسفی اور عطائے نگینہ پرنٹرز (رجسٹرڈ) کے سربراہ شیخ محمد آصف یوسفی، جنہوں نے کمپوزنگ اور پرنٹنگ میں بھرپور کردار ادا کیا، بندۂ ناچیز اِن کے لئے دُعا گو ہے۔

قارئین کرام سے اِلتماس ہے، اگر اِنہیں کتاب میں کہیں کوئی لفظی غلطی یا ترتیب میں نقص نظر آئے تو بندۂ ناچیز کو بذریعہ ٹیلی فون یا بذریعہ خط اِطلاع فرمائیں اور اگر کتاب دِل کو اچھی لگے تو اپنے تاثرات لکھ کر بھیجیں۔ اِنشاء اللہ العزیز دوسرے ایڈیشن میں اُن کو بھی شاملِ اشاعت کیا جائے گا۔ جزاک اللہ جزاء الخیر

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ
0300-4274936

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اِنسانی فلاح و بہبود اور قوت کا اَصل سرچشمہ اِسلام ہے۔ یہی وہ چراغ ہے جس سے اِنسان کی فطری تقاضوں کی راہیں منور کی جاسکتی ہیں، باہمی اُخوت ومحبت اور اُلفت کے لئے اِسلام ہی وہ مضبوط بنیاد ہے جس سے حقیقت کی عظمتوں اور رفعتوں سے شناسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ چشمہ ہے جس سے تشنگانِ علم اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں اور یہی وہ آفتاب ہے جس سے طالبانِ حق اِکتسابِ نور کر سکتے ہیں لیکن اِس کے لئے ضروری ہے کہ اِنسان کا اِیمان اور عقیدہ درست اور پختہ ہو۔

فقہی اور دینی مسائل میں تعبیرات اور آراء کا اِختلاف ایک فطری اَمر ہے بندہ کے خیال میں فکر ونظر اور گفت وکلام کا اِختلاف نہ مٹایا جا سکتا ہے نہ مٹانے کی ضرورت ہے کیونکہ جہاں تفکر وتدبر اور سوچ وبچار کی صلاحیتیں ہوں گی وہاں اُن میں اِختلاف بھی ہوگا۔ یہ اِختلاف کسی بھی مسئلہ کے بہتر حل کے لئے ہوتا ہے۔ جب ایک ہی مسئلہ کو مختلف زاویوں اور جہتوں سے پرکھا جائے تو اِس کی نئی نئی صورتیں سامنے آتی ہیں اور اِس کے مثبت نتائج مستنبط ہوتے ہیں لیکن جب اِن تغیرات اور آراء کے اِختلاف کو مخالف اور ہٹ دھرمی کا رنگ دے دیا جائے تو پھر مثبت کی بجائے منفی نتائج اِختلاف نکلنے سے اِختلاف رائے رَحمت کی بجائے زحمت بن جاتا ہے۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں بھی اِختلاف رائے پایا جاتا تھا لیکن وہ صرف اِختلاف ہوتا تھا، مخالفت نہیں ہوتی تھی۔ اہلِ علم کا فقہی مسائل میں اِختلاف کرنے اور پھر اِس اِختلاف پر باہمی تبادلہ خیال کرنا اگر مسئلے کے بہتر حل کے لئے ہو تو اِس

سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور دِلوں میں نورِ محبت پیدا ہوتا ہے لیکن اگر محض مجادلہ اور جھگڑ کر اور ایک دوسرے کی تذلیل کر کے مسائل کا حل دریافت کرنا چاہیں تو یہ سعی لا حاصل بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والی بات ہے جس سے دِلوں کا نور بھی نکل جاتا ہے۔

بدقسمتی سے اُمّت کے جس باغ کو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ ملا کر خون سے سینچ کر سرسبز وشاداب کیا تھا۔ آج وہی گلشنِ اُمّت ہماری کورنگاہی اور کوتاہ اندیشی کے باعث افتراق وانتشار کے آتشیں بگولوں کی زد میں ہے۔ کفر وشرک اور بدعت کے فتوے جاری کئے جارہے ہیں جس سے اُمّت کی وحدت پارہ پارہ ہوچکی ہے۔ اِس ساری صورت حال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ کھلے دِل ودماغ سے کام لینے کی بجائے تنگ نظری سے مطالعہ کی وجہ سے فقہی اور دینی مسائل کو خواہ مخواہ اُلجھا کر اُمّت کو راہ راست سے بھٹکا رہے ہیں۔ اِس بات پر ہر مکتبہ فکر کا اِتفاق ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب قرآنِ مجید فرقانِ حمید اُمّت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ پوری کائنات کے لئے منبعٔ رشد وہدایت ہے۔ اِس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس کائنات کے جملہ اسرار ورموز کا ذکر فرمایا ہے۔ اَب بنی نوع اِنسان کا ظرف ہے کہ وہ اِس کو کس حد تک سمجھ سکے ہیں یا سمجھ سکتے ہیں۔ اِس کے بعد دینِ اِسلام کو سمجھنے کے لئے اَحادیثِ مبارکہ سب سے بڑا ذریعہ ہمارے پاس موجود ہے کہ ہم اَحادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کر کے دین اِسلام کی روح صحیح معنوں میں سمجھ سکتے ہیں۔ اِس وقت بے شمار اَحادیثِ مبارکہ کی کتب موجود ہیں لیکن ان سب میں ''بخاری شریف'' کو نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ حضرت اِمام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ نے اِسے نہایت محنت سے ترتیب دیا ہے۔

قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی برکاتہم العالیہ نے ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری'' کے عنوان سے حصّہ اوّل تالیف کر کے شائع کیا ہے جس میں حضرت

علامہ صاحب نے نہایت تفصیل سے بخاری شریف کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت اِمام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ اہل سُنّت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ قطعاً فرقہ پرست نہ تھے۔ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مقام ومرتبہ کو اپنے علم کے مطابق سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے کہیں بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم غیب اور معجزات کا اِنکار نہیں کیا۔

اِسی سلسلہ میں ''صحیح بخاری بحوالہ تیسیر الباری (حصہ دوئم)'' آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ اِس میں بھی قبلہ محترم نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے غیر مقلدین کے خودساختہ عقائد کا بخاری شریف کے حوالہ سے ردفرمایا ہے اور عوام الناس کو راہنمائی کے لئے ''بخاری شریف'' کو شرح صدر سے مطالعہ کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے حضرت علامہ صاحب کو صحت وتندرستی والی عمر خضری عطا فرمائے اور اُن کی اِس سعی پیہم کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور قارئینِ کرام کو اِس سے کما حقہٗ مستفید ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

نیازمند

رشید احمد جنجوعہ یوسفی

نوٹ

قارئینِ کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ صاحبِ تیسیر الباری نے اَن گنت مقامات پر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِسم گرامی کے ساتھ ''ص'' لکھا ہے۔ اِسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کے ساتھ ''رض'' اور فقہا اور بزرگوں کے ناموں کے ساتھ ''رح'' لکھا ہے۔ اِس لئے وہ تمام عبارات جو تیسیر الباری سے نمایاں کر کے شائع کی گئی ہیں وہاں جیسا صاحبِ تیسیر الباری نے لکھا ہے ویسے ہی ''ص'' ''رض'' اور ''رح'' لکھ دیا گیا ہے۔

تیسیر الباری کی تیسری
جلد سے تشریحات ملاحظہ فرمائیں

میّت کی طرف سے حج:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَآءَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ''جہینہ کی ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی جناب میں حاضر ہوئی'' عرض کیا' اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا ؟ ''میری والدہ نے حج کی منّت مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی' کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا اَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ' اَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ [1] ہاں! اُس کی طرف سے حج کرو' مجھے بتاؤ' اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اَدا کرتی؟ (اُس نے عرض کیا ضرور) تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ (عزوجل) کا قرض اَدا کرنا بہت ضروری ہے''۔ ۝

۝ ''معلوم ہوا میّت کی طرف سے حج کرنا درست ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۵۲ من وعن) ☆

☆ حج بدنی' قولی اور مالی عبادت ہے۔ فوت شدہ کی طرف سے جب عبادات کو اَدا کیا جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل سلطانہٗ مرنے والے کو اُس کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر اِسلام میں مرنے والے کی طرف سے یا مرنے والے کو ثواب پہنچانے کے لئے کوئی نیکی کرنی جائز نہ ہوتی تو حج بھی جائز نہ ہوتا۔

عورت کو شہادت کی خوشخبری:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ہم آپ لوگوں کے ساتھ غزوہ اور جہاد کرنے کے لئے جایا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لٰكِنَّ

[1] بخاری جلد۱ص۲۵۰' تیسیر الباری جلد۳ص۵۱' تفہیم البخاری جلد۳ص۱۵۳۔

اَحْسَنُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ الْحَجُّ، حَجٌّ مَبْرُوْرٌ [۲] ''تم عورتوں کا عمدہ اور اچھا جہاد ہے وہ حج ہے، جو حج مبرور ہے''۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ اِرشادِ مبارک سننے کے بعد کبھی حج چھوڑنے والی نہیں''۔

۞ ۔۔۔ اِس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں مجاہدین کے ساتھ نہ جائیں بلکہ جاسکتی ہیں کیونکہ اُمّ عطیہ کی حدیث میں ہے کہ ہم جہاد کے لئے نکلتے تھے اور زخمیوں کی دوا وغیرہ کرتے تھے اور آپ نے ایک عورت کو بشارت دی تھی کہ وہ مجاہدین کے ساتھ شہید ہوگی۔ (تیسیر الباری جلد۳ص ۵۵۔۵۶ من وعن)

مدینہ منورہ سے متعلق خبر غیب اور بشارت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا تَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ [۳] ''مجھے اُس بستی میں جانے کا حکم ہوا جو دوسری بستیوں کو کھالے گی ۞ (اُن کی سردار بنے گی) منافق اُس کو ''یثرب'' کہتے ہیں۔ اُس کا نام مدینہ (منورہ) ہے۔ بُرے لوگوں کو اِس طرح نکال باہر کرے گی جیسے بھٹی لوہے کا میل نکال دیتی ہے''۔

۞ ''یعنی اُن پر غالب ہوگی۔ اُن کا صدر مقام اور پائے تخت بنے گی۔ یہ بشارت آپ کی بالکل صحیح اور پوری ہوئی۔ مدینہ ایک مدت تک ایران اور عرب اور مصر اور شام اور توران کا پائے تخت رہا اور خلفائے راشدین نے مدینہ میں رہ کر خلافت کی پھر بنی اُمیہ کے وقت شام پائے تخت ہوا اور عباسیہ کے وقت میں بغداد''۔ (تیسیر الباری

---

[۲] تفہیم البخاری جلد۳ص ۱۵۷۔ [۳] بخاری جلد۱ص ۲۵۲، تیسیر الباری جلد۳ص ۶۲، مسند احمد جلد۲ص ۲۳۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۳۷، تفہیم البخاری جلد۳ص ۱۶۸، شرح السنۃ جلد۴ص ۱۹۵، مسلم حدیث نمبر ۴۸۸-۱۳۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۸۰۷، دلائل النبوۃ جلد۲ص ۲۴۴۔

جلد۳ص۶۲ من وعن) ☆

☆ ''اِس حدیث شریف میں شانِ مدینہ منورہ ظاہر ہوئی اور مزید پتا چلا کہ مدینہ منورہ کو یہ اختیار ہے کہ وہ مدینہ منورہ سے بُرے لوگوں کو نکالنے کی طاقت رکھتا ہے''۔

خبرِ غیب اور مدینہ منورہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: تَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِي السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَاٰخِرُ مَنْ يُّحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُّزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا [۴] ''تم مدینہ منورہ کو اچھے حال میں چھوڑ کر جاؤ گے (پھر ایسا اُجاڑ ہو جائے گا) وہاں وحشی جانور درندے اور چرندے رہ جائیں گے اور آخیر میں قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے مدینہ منورہ آئیں گے جو اپنی بکریوں کو آوازیں دیں گے اِس لئے کہ اپنی بکریاں ہانک کر لے جائیں ۱؎ تو دیکھیں گے وہاں صرف وحشی جانور ہی جانور ہیں حتیٰ کہ جب وہ ثنیۃ الوداع پہنچیں گے تو اپنے مونہوں کے بل گر پڑیں گے''۔ ۲؎

۱؎ ''یہ حال آخیر زمانے میں قیامت کے قریب ہوگا۔ ۲؎ وہ بھی مر جائیں گے۔ اِس کے بعد قیامت قائم ہوگی''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۶۳ من وعن)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ منورہ ایک بار خالی ہو جائے گا اور اُس وقت کتنے مسجد کے میناروں پر آوازیں بلند کریں گے۔ پھر لوگ واپس آجائیں گے۔ اِمام نووی علیہ الرحمہ نے کہا یہ حال آخر زمانہ میں ہوگا جب کہ قیامت قریب ہوگی۔ (تفہیم البخاری جلد۳ص۱۷۱)

---

[۴] بخاری جلد۱ص۲۵۲' تفہیم البخاری جلد۳ص۱۷۰' تیسیر الباری جلد۳ص۶۳' مسلم حدیث نمبر۴۹۹-۱۳۸۹' شرح السنۃ جلد۴ص۱۹۶' کنز العمال حدیث نمبر۳۴۸۴۸۔

جیسا آپ ﷺ نے فرمایا ویسا ہی ہوا؟

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ ،وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ "یمن کا ملک فتح ہوگا پھر وہاں سے کچھ لوگ سواری کے جانور ہانکتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو اُن کا کہنا سنیں گے اُن کو لاد کر مدینہ منورہ سے لے جائیں گے حالانکہ اگر اُن کو معلوم ہوتا تو مدینہ منورہ میں رہنا اُن کے لئے بہتر تھا"۔

(۲) وَ تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ ،وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ "اسی طرح شام کا ملک فتح ہوگا پھر وہاں سے کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو اُن کی بات سنیں گے اُن کو لاد کر لے جائیں گے حالانکہ اگر وہ جانتے تو مدینہ منورہ اُن کے لئے بہتر تھا"۔

(۳) وَ تُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ ،وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۵ پھر عراق فتح ہوگا کچھ لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو اُن کی بات مانتے ہوں گے اُن کو سوار کر کے لے جائیں گے اگر اُن کو سمجھ ہوتی تو مدینہ منورہ اُن کے لئے بہتر تھا۔ ☆

☆"نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مذکورہ بالا علاقوں کے فتح ہونے کی

---

۵ بخاری جلد۱ ص۲۵۲، تیسیر الباری جلد۳ ص۶۴، تفہیم البخاری جلد۳ ص۱۷۱، مسلم حدیث نمبر ۲۹۷۔ ۱۳۸۸، شرح السنۃ جلد۴ ص۱۹۶، الترغیب والترہیب جلد۲ ص۲۲۱، مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۷۱۵۹۔

(غیبی خبر ارشاد فرمائی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی ترتیب سے یہ علاقے فتح ہوئے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں یمن کے علاقے فتح ہوئے۔ اس کے بعد شام فتح ہوا اور اس کے بعد عراق فتح ہوا۔ ان لوگوں کا مدینہ منورہ کو چ کر کے مفتوحہ علاقوں میں چلے جانے کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ مدینہ منورہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا حرم، مہبطِ وحی اور منزلِ برکات ہے۔ وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی رحمتیں اور برکات نازل ہوتی ہیں۔ اس لئے مدینہ منورہ میں سکونت رکھنا اُن کے لئے بہتر تھا۔ یہ حدیث شریف نبی آخرالزماں ﷺ کے معجزات اور اطلاعِ غیب سے ہے کہ یہ ممالک اسی ترتیب سے فتح ہوں گے اور لوگ وہاں منتقل ہو جائیں گے۔ چنانچہ سب کچھ ایسا ہی ہوا، جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا"۔

اِیمان مدینہ منورہ کی طرف سمٹ آئے گا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاِیْمَانُ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِھَا [۶] "ایمان مدینہ منورہ کی طرف سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے"۔ ۝

۝ "اسی طرح آخیر زمانہ میں سچے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں گے۔" (تیسیر الباری جلد۳ ص۶۴ من وعن) ☆

☆ "مدینہ منورہ میں صرف مومن رہ جائے گا کیونکہ اُس کا ایمان اور سیّد عالم ﷺ کی محبت اُس کو وہاں جانے پر مجبور کرے گی گویا کہ ایمان والا وہاں جائے گا جیسے سانپ اپنے بل سے نکل کر اِدھر اُدھر پھرتا ہے جب وہ کسی سے خوف محسوس کرے تو اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔ یہ حدیث شریف بھی معجزات اور خبرِ غیب

[۶] بخاری جلد۱ ص۲۵۲، تیسیر الباری جلد۳ ص۶۴، تفہیم البخاری جلد۳ ص۱۷۲۔

سے ہے کیونکہ آپ ﷺ کے اِرشادِ مبارک کے مطابق آپ ﷺ کے عہدِ مبارک اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہدِ مبارک میں قرونِ ثلاثہ تک اِسلام بڑا غالب رہا پھر اِس کے بعد حالات بدل گئے اور باطل فرقے اپنے زہر آلود فاسد عقائد سے مسلمانوں کے دین وایمان کو لوٹنے لگے اور حالات زوال پذیر ہو گئے۔ **اللہ ورسولہ اعلم** (تفہیم البخاری جلد۳ ص۱۷۲ من وعن)

مدینہ منورہ والوں کو ستانے والے کا اَنجام:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، فرماتی ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **لَا یَکِیْدُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ** [۷] ''مدینہ منورہ والوں سے جو کوئی فریب کرے گا تو اِس طرح گل جاوے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے''۔

یزید پلید:

حضرت اِمام نووی علیہ الرحمہ نے کہا جو کوئی اہلِ مدینہ سے فریب کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُسے مہلت نہ دے گا اور نہ ہی اُس کو دُنیا میں قدرت دے گا، چنانچہ بنوامیہ کے عہد میں مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور واپسی میں مر گیا پھر اِس کو بھیجنے والا یزید پلید بھی اِس کے بعد جلد ہی مر گیا اور جس جس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، قدرت نے اُس کو دُنیا میں رہنے کی مہلت نہ دی''۔

فتنوں کے مقامات کو دیکھنا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **اَشْرَفَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ ھَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی اِنِّیْ لَاَرٰی**

---

[۷] بخاری جلد۱ ص۲۵۲، تیسیر الباری جلد۳ ص۶۵، تفہیم البخاری جلد۳ ص۱۷۳، الترغیب والترہیب جلد۳ ص۳۵۶۔

مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقِطْرِ ۸ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مدینہ (منورہ) کے مکانوں میں سے ایک اُونچے محل (مکان) پر چڑھے۔ پھر (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) فرمایا: جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے ہو۔ میں تمہارے گھروں میں فتنے کے مقام اِس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے بارش گرنے کے مقام۔ ۞

۞ ''یہ دیکھنا بہ طریقِ کشف کے تھا اِس کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ قسطلانی نے کہا یہ دیکھنے سے علم مراد ہے اور آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا پورا ہوا' مدینہ ہی میں حضرت عثمانؓ قتل کئے گئے اور یزید پلید کی جانب سے واقعہ حرہ میں اہل مدینہ پر کیا کیا آفتیں پیش آئیں''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص ۶۵ من وعن) ☆

☆ چاہے کشف کہیں یا دیکھنے سے علم مراد لیں۔ یہ بات ماننا ہی ایمانیات میں سے ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ربِّ ذوالجلال والا کرام نے علمِ غیب عطا فرمایا ہے کہ جس کی روشنی میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی نورانی مبارک آنکھوں سے ہر چیز دیکھ کر بتا دیتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے زبردست اِیمان اور اِعتقاد والے حضرات تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جیسے فرماتے تھے' وہ ویسے ہی بغیر بحث کے مان لیتے تھے۔ ہر کلمہ گو کا اَیسا ہی اِیمان ہونا چاہئے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے قیامت تک ہونے والے فتنے دیکھے اور اُن کے واقع ہونے کی جگہیں بھی دیکھیں اور فتنوں کے مواقع آپ ﷺ کے پیشِ نظر تھے یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے جیسے جنت آپ ﷺ کے سامنے تھی اور آپ ﷺ نے جنت کا خوشہ پکڑ لانے کا اِرادہ فرمایا اور پھر ترک فرما دیا۔

---

۸ بخاری جلد۱ ص ۲۵۲' تیسیر الباری جلد۲ ص ۶۵' تفہیم البخاری جلد۳ ص ۱۷۳'' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۸۷' مسلم حدیث نمبر ۹-۲۸۸۵' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۰۰' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۵۰۸' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۵۲۱' دلائل النبوۃ جلد۶ ص ۴۰۵۔

دَجّال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَهَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ ۹ ''مدینہ منورہ میں دَجّال کا رعب داخل نہ ہوگا اور اُس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے''۔ ۝

۝ ''یہ حدیث ایک کھلا معجزہ ہے آپ کا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ مدینہ میں فصیل تھی اور نہ اِس میں دروازے تھے اَب فصیل بھی بن گئی ہے اور سات دروازے بھی ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص ۶۶ من وعن) ☆

☆ کھلا معجزہ کہیں یا علمِ غیب کہیں بات ایک ہی ہے۔

غور فرمائیں جب دَجّال کا خوف مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا تو وہ خود بطریقِ اولیٰ داخل نہ ہوگا اور مسیح کو دَجّال اِس لئے کہا گیا کہ اُس کی ایک آنکھ چھوٹی ہوگی اور وہ کانا ہے یا اِس لئے کہ وہ ساری زمین میں پھر جائے گا۔ جب کہ مسیح کا معنی سیاحت کرنے والا ہے۔ اُس کو دَجّال اِس لئے کہا گیا ہے کہ دجل کا معنی کذب ہے اور وہ بہت بڑا کذاب ہوگا۔ مسیح کے بعد دَجّال کو اِس لئے ذکر کیا کہ اُس کا حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام سے اِشتباہ نہ ہو۔ آخری زمانہ میں مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ تیسرے زلزلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُن لوگوں کو باہر نکال پھینکے گا جو ایمان میں مخلص نہ ہوں گے اور باقی صرف خالص مومن رہ جائیں گے۔ دَجّال اُن کا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ یہ سرورِ کائنات ﷺ کا علم غیب اور معجزہ ہے کہ

۹ بخاری جلد۱ ص ۲۵۲، تیسیر الباری جلد۳ ص ۶۵، تفہیم البخاری جلد۳ ص ۱۷۴، مسلم باب الفتن حدیث نمبر ۹۸-۹۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۴۳-۴۷، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۵۴۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۴۸۱، مرقاۃ جلد۱۰ ص ۱۳۲۔

قیامت کے قریب ہونے والے واقعات کو بھی ذکر فرما دیا۔

ہر راستے پر فرشتے۔ خبرِ غیب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرِسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ ۱؎

''دُنیا میں کوئی ایسا شہر نہیں جس کو دجّال نہ روندے گا۔ ۱؎ ضرور روندے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ان دونوں شہروں میں آنے کے جتنے راستے ہیں، ہر راستے پر فرشتے صفیں باندھے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ پھر مدینہ منورہ اپنے لوگوں پر تین مرتبہ لرزے گا اور اللہ (عزوجل) ہر منافق اور کافر کو اُس میں سے نکال دے گا''۔

۱؎ یعنی دجّال خود اپنی ذات سے ہر بڑے شہر میں داخل ہو گا۔۔۔ ۲؎ دجّال کا ایک دن ایک برس کے برابر ہو گا۔ مدینہ منورہ میں زلزلہ اُن لوگوں کو نکالنے کے لئے ہو گا جو ظاہر میں مسلمان ہیں لیکن دل میں نفاق اور کفر بھرا ہوا تھا۔ وہ زلزلے کے ڈر سے مدینہ سے نکل جائیں گے اور دجّال کے لشکر سے جا ملیں گے''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۶۶ من وعن) ☆

☆ مذکورہ بالا حدیث میں بھی غیبی خبر ہے یعنی آخر زمانہ میں مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ تیسرے زلزلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اُن لوگوں کو باہر پھینکے گا جو ایمان میں مخلص نہ ہوں گے اور باقی صرف خالص مومن رہ جائیں گے۔ دجّال اُن کا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطائی علم غیب ہے اور بہت بڑا معجزہ ہے کہ قیامت کے قریب

۱؎ بخاری جلد۱ ص۲۵۳، تیسیر الباری جلد۳ ص۶۶، تفہیم البخاری جلد۳ ص۱۷۵، کنز العمال حدیث نمبر۳۴۸۵۸، مشکوٰۃ ص۴۷۲، قرطبی جلد۲ جز۴ حدیث نمبر۸۹۔

ہونے والے واقعات کو بھی ذکر فرمایا۔ اِس حدیث شریف سے مدینہ منورہ والوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے"۔

دَجّال کے بارے غیبی خبر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہم سے لمبی حدیث شریف بیان فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا: یَأْتِی الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَّدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ يَنْزِلُ بَعْضَ السَّبَاخِ الَّتِی بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْمِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَهُ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَأَيْتَ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِی الْاَمْرِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ، فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَاكُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّی الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ: اَقْتُلُهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ [1] "دَجّال مدینہ (منورہ) کی ایک کھاری زمین میں اُترے گا۔ اُس پر مدینہ منورہ میں تو آنا حرام کردیا گیا ہے۔ پھر (مدینہ منورہ سے) ایک شخص جو اُس زمانے کے سب لوگوں میں نیک ہوگا۔ دَجّال کے پاس جائے گا اور کہے گا میں گواہی دیتا ہوں تو وہی دَجّال ہے جس کا حال نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہم سے بیان فرمادیا تھا۔ دَجّال اپنے لوگوں سے کہے گا بھلا کہو تو سہی اگر میں اِس شخص کو مار ڈالوں پھر زندہ کردوں تب تو تم میرے معاملہ میں (یعنی میری خدائی میں) شک نہیں کرو گے؟ کہیں گے نہیں۔ دَجّال اُس شخص کو مار ڈالے گا پھر زندہ کردے گا۔ وہ شخص زندہ ہوکر کہے گا' اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی قسم اَب تو مجھے پوری طرح معلوم ہوگیا تو وہی دَجّال ہے۔ دَجّال پھر اُس کو مار ڈالنا چاہے گا لیکن مار نہ سکے گا۔ ○

---

[1] بخاری جلد ۱ ص ۲۵۳' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۶۷' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۷۴۔

o کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تیری ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ تو ایک شخص کو مار کر پھر جلائے گا۔ حقیقت میں دجّال کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی کو مار کر پھر جلا سکے یہ تو اَحیاء ہے جو خاص صفتِ الٰہی ہے۔ مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومنوں کو آزمانے کے لئے دجّال کے ہاتھ پر یہ نشانی ظاہر کردے گا جو لوگ سچے خداوند کو نہیں پہچانتے وہ دجّال کی خدائی کے قائل ہوجائیں گے، پر جو سچے اِیماندار ہیں اور اپنے حقیقی مالک کو پہچانتے ہیں وہ یہ کرشمہ بھی اُسی کا کرشمہ سمجھیں گے اور دجّال اگر اَیسی لاکھوں باتیں بتلائے تب بھی اُس کو خدا نہیں سمجھنے کے"۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص ۶۷ من وعن) ☆

☆ جو شخص اُس کی طرف نکلے گا وہ حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام ہیں۔ جو لوگ دَجّال کی بات کی تصدیق کرنے والے ہیں وہ بد بخت یہودی ہوں گے یا عام لوگ مراد ہیں اور وہ خوف سے اُس کی ہاں میں ہاں ملائیں گے لیکن اُس کی بات کی تصدیق نہیں کریں گے۔

حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام کو دَجّال ایک بار قتل کرے گا پھر اُن کے قتل پر قادر نہ ہوگا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُن کے ہاتھ تانبے کے کردے گا جس پر تلوار اَثر انداز نہ ہوگی۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص (حضرت خضر علیہ السلام) اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حضور تمام لوگوں میں سے عظیم تر شہادت کا حامل ہوگا۔ (تفہیم البخاری جلد۳ ص ۱۷۷)

مدینہ منورہ اور منافقین:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَبَایَعَهٗ عَلَی الْاِسْلَامِ، فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ: اَقِلْنِیْ، فَاَبٰی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الْمَدِیْنَةُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَیِّبَهَا [۱۲] "ایک اعرابی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آیا اور

[۱۲] بخاری جلد۱ ص ۲۵۳، تیسیر الباری جلد۳ ص ۶۸، تفہیم البخاری جلد۳ ص ۱۷۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰۷۔

اِسلام پر آپ ﷺ کی بیعت کی پھر دوسرے روز آیا حالانکہ وہ بیمار تھا اور عرض کرنے لگا میری بیعت ختم کر دیں آپ ﷺ نے تین بار اِنکار فرمایا اور فرمایا ''مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو نکال دیتی ہے اور خالص مال کو رکھ لیتی ہے''۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت' فرماتے ہیں' لَمَّا خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَتْ فِرْقَۃٌ نَقْتُلُھُمْ وَقَالَتْ فِرْقَۃٌ لَّا نَقْتُلُھُمْ فَنَزَلَتْ فَمَالَکُمْ فِی الْمُنَافِقِیْنَ فِئَتَیْنِ. وَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّھَا تَنْفِی الرِّجَالَ کَمَا تَنْفِی النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ [۱۳]

''جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ غزوۂ اُحد کے لئے نکلے اور آپ ﷺ کے بعض ساتھی واپس چلے گئے تو چند لوگوں نے عرض کیا' ہم اِن کو قتل کریں گے اور کچھ لوگوں نے کہا ہم اِن کو قتل نہیں کریں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ''تمہارا کیا حال ہے کہ منافقین کے بارے میں دو گروہ بن گئے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ منافقوں کو دُور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگ دور کرتی ہے''۔ ۝

۝ ''قسطلانی نے کہا یہ اَمر خاص تھا آنحضرت ﷺ کے زمانے سے وہی نکلتا جس کے اِیمان میں نقص ہوتا اور اِس کی دلیل یہ ہے کہ بہت سے اَجلائے صحابہ جیسے ابنِ مسعودؓ اور ابوموسیٰؓ اور علیؓ اور ابوذرؓ اور عمارہؓ اور حذیفہؓ مدینہ سے نکل کر اور مقاموں پر جا کر مرے''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۶۹ من وعن) ☆

☆ صاحبِ تیسیر الباری لکھ رہے ہیں کہ آپ سرکار ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں مدینہ منورہ سے وہی نکلتا تھا جو منافق ہوتا تھا۔ وگرنہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مختلف مقامات کی طرف تشریف لے گئے اور بیرونِ مدینہ منورہ شہید ہوئے یا طبعی موت فوت ہوئے۔

---

[۱۳] بخاری جلد۱ص۲۵۳' تیسیر الباری جلد۳ص۶۸' تفہیم البخاری جلد۳ص۱۷۶۔

صاحبِ تیسیر الباری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھتے وقت اکثر (رض) لکھتے ہیں۔ (رض) لکھنا ایک ایسی بدعت ہے جو بڑی تیزی سے پھیلی ہے۔ ایسے ہی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نام پاک لکھ کر بخل کرتے ہوئے (ص) لکھا جاتا ہے جس کے لکھنے سے نہ صرف یہ کہ دُرود وسلام کی توہین ہوتی ہے بلکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔ پھر ''رض'' یا ''ص'' کا لفظی معنی کچھ نہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نام مبارک سن کر دُرود شریف نہ پڑھنے والا بخیل، جنت سے دُور، دوزخ سے قریب، اور جنت کا راستہ بھولا ہوا ہے۔ (ص) لکھنے والے کتنے ناسمجھ اور سست لوگ ہیں جو ﷺ لکھنا گوارا نہیں کرتے۔ اُن سے پوچھا جائے کہ اگر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نام پاک لیا جائے تو آپ ﷺ کا نام سنتے وقت صرف ''ص'' کہا جائے تو کیا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پر عمل ہو جائے گا؟ ''ص'' محض ایک حرف ہے جس کے لکھنے یا منہ سے ادا کرنے سے ''دُرود شریف'' ﷺ ادا نہیں ہو سکتا۔ کیسے خسارے والے لوگ ہیں جو ''ﷺ'' کے ثواب اور انعام کو چھوڑ کر ''ص'' کی بدعت میں گرفتار ہیں اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر دُرود وسلام بھیجنے میں سستی، کوتاہی، غفلت اور بخل کا شکار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہدایت عطا فرمائے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے سے برکت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ [۱۴] ''یا اللہ (جل جلالک) مکہ مکرمہ میں تو نے جو برکت دی ہے مدینہ منورہ میں اُس سے دوگنی برکت عطا فرما''۔ ۝

۝ ''یعنی وہاں کے ناپ تول، کھانے پینے میں مکہ مکرمہ سے بھی زیادہ

---

[۱۴] بخاری جلد ۱ ص ۲۵۳، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۱۷۷، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۶۹، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۴۲، مسلم حدیث نمبر ۹۹۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۲۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۵۴، ابن کثیر جلد ۱ ص ۲۵۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۸۴۴۔

برکت دے۔ یہ ایک خاص دُعا ہے۔ مدینہ طیبہ کے لئے۔۔۔ اور ایک جماعت علماء اِس کی بھی قائل ہوئی ہے کہ مدینہ مکہ سے افضل ہے کیونکہ وہاں جسدِ مبارک جناب رسالت مآبؐ کا مدفون ہے۔ بالاتفاق مکہ سے بلکہ ساری دُنیا سے افضل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مدینہ منورہ جا کر رہے' اُس کو یہ برکت جس کے لئے آپ نے دُعا فرمائی بالکل کھل جاتی ہے۔ وہاں ایک روٹی سے پیٹ بھر جاتا ہے کہ دوسرے شہروں میں دو تین روٹیوں سے نہیں بھرتا۔ یہ سب برکت آنحضرت ﷺ کے صدقے سے ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۶۹ من وعن) ☆

☆ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے جسدِ مبارک کی وجہ سے مدینہ منورہ صرف مکہ مکرمہ ہی سے افضل نہیں بلکہ کائنات کی ہر عالی سے عالی شان مخلوق کے مقابلے میں سرکارِ کائنات ﷺ کی ذاتِ مبارک افضل ہے۔ عرش وکرسی اور لوح وقلم اور بیت اللہ شریف وغیرہ سب سے بڑھ کر افضل ہیں۔

سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ☆
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی ☆

کائنات کی ساری برکتیں اور فضیلتیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے سے حاصل ہیں۔ آپ ﷺ مخلوقِ ربُّ العالمین میں سب سے بلند مرتبہ اور عالی شان ہیں۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَاسَیِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرِ
لَا یُمْکِنُ ثَنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدائے بزرگ توئی قصّہ مختصر

☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مدینہ منورہ کی محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰی جُدَرَاتِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَہٗ وَ اِنْ کَانَ عَلٰی دَآبَّۃٍ حَرَّکَھَا مِنْ حُبِّھَا [۱۵] ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے اور اُس کی محبت سے اپنی اُونٹنی تیز چلاتے اور اگر کسی اور جانور پر ہوتے تو اُس کو بھی ایڑ لگاتے (حرکت دیتے)''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص ۶۹) ☆

☆ یہ خود نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا محبوب انداز ہے کہ آپ ﷺ شہر مدینہ منورہ سے محبت فرماتے ہیں۔ اگر کوئی کلمہ گو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے دِل کی گہرائیوں سے محبت رکھتا ہوگا تو اُسے آپ سرکار ﷺ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز دل وجان سے پیاری ہوگی۔

واقعہ ملاحظہ ہو:

ثُمامہ بن اُثال الیمامی (رضی اللہ عنہ) جو اہلِ یمامہ کا سردار تھا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو شہید کرنا چاہتا تھا۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) ثمامہ بن اُثال کو میرے قابو میں کردے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار روانہ فرمائے۔ وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کو ثُمامہ بن اُثال کہتے تھے اور اُسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَۃُ؟ ''اے ثُمامہ تیرے پاس کیا ہے''؟ (مطلب یہ تھا تو کیا سمجھتا ہے میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟) اُس نے عرض کیا: عِنْدِیْ خَیْرٌ یَا مُحَمَّدُ اِنْ تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَّ

[۱۵] بخاری جلد۱ص ۲۵۳، تیسیر الباری جلد۳ص ۶۹، تفہیم البخاری جلد۳ص ۱۷۸۔

اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ وَ اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس خیر ہے۔ اگر آپ ﷺ مجھے قتل کریں گے تو بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ میں خونی ہوں (میں نے بھی جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے) اور اگر آپ ﷺ احسان فرما کر مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ ﷺ کا شکر گزار ہوں گا اور اگر آپ ﷺ مال چاہتے ہیں تو جتنا مال چاہتے ہیں، میں حاضر ہوں''۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ثمامہ بن اُثال کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر دوسرے دن اُس کے پاس تشریف لائے اور اُس سے پوچھا: مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ ؟ ''اے ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے یا تیرے پاس کیا ہے؟'' ثمامہ نے عرض کیا: میں عرض کر چکا ہوں اگر آپ ﷺ احسان فرما کر چھوڑ دیں گے تو میں شکر گزار ہوں گا۔ آپ ﷺ نے اُس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر جب تیسرا دن ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ ؟ ''اے ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے یا تیرے پاس کیا ہے؟'' ثمامہ نے عرض کیا عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ ''میرے پاس وہی ہے جو میں عرض کر چکا''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ ''ثمامہ کی رسیاں کھول دو''۔ (ثمامہ کو چھوڑ دو)۔

فَانْطَلِقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ ''وہ مسجد کے قریب کھجوروں (کے درخت) کے پاس گیا''۔ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ ''پھر اُس نے غسل کیا اور بعد از غسل مسجد میں آیا اور عرض کیا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) ہیں''۔

پھر حضرت ثُمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ نے درج ذیل گفتگو کی: ہر کلمہ پڑھنے والا بغور مطالعہ کرے کہ ایمان کیسا ہونا چاہئے اور مومنِ کامل کے جذبات کیسے ہونے چاہئیں؟

یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا کَانَ عَلَی الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ

وَجْهِکَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُکَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَیَّ، وَاللّٰهِ مَا کَانَ دِیْنٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ دِیْنِکَ فَاَصْبَحَ دِیْنُکَ اَحَبَّ الدِّیْنِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا کَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ بَلَدِکَ فَاَصْبَحَ بَلَدُکَ اَحَبَّ الْبِلَدِ اِلَیَّ وَ اِنَّ خَیْلَکَ اَخَذَتْنِیْ وَ اَنَا اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَمَا ذَا تَرٰی

''یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) بخدا! ساری زمین پر کسی کا چہرہ دیکھ کر مجھے اِتنا غصہ نہیں آتا تھا جتنا آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ کر مجھے غصہ آتا تھا۔ اَب آج کے دن سے آپ ﷺ کا رُخِ زیبا (کائنات کے) تمام (لوگوں کے) چہروں سے محبوب ترین ہے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے دین سے بڑھ کر مجھے کوئی دین زیادہ مبغوض نہیں تھا مگر آج کے دن سے آپ ﷺ کا دین سب دینوں سے زیادہ محبوب ترین ہے اور اللہ (عزوجل) کی قسم آپ ﷺ کا شہر مقدس مجھے سب شہروں سے ناپسندیدہ تھا مگر آج کے دن سے سب شہروں سے محبوب ترین شہر آپ ﷺ کا شہر (مدینہ منورہ) ہے۔ آپ ﷺ کے سواروں نے مجھے اِس حال میں پکڑا کہ میں عمرہ کرنا چاہتا تھا' اَب آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَمَرَهُ اَنْ یَّعْتَمِرَ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کو خوشخبری عطا فرمائی اور عمرہ کرنے کا حکم فرمایا''۔

جب وہ (حضرت ثُمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کسی نے کہا تو بے دین ہو گیا مگر آپ نے فرمایا: اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا تَاْتِیْکُمْ مِّنَ الْیَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰی یَاْذَنَ فِیْهَا النَّبِیُّ ﷺ [۱۶] ''میں محمد رسول اللہ ﷺ کے دستِ اَقدس پر اِسلام لایا ہوں' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا

---

[۱۶] بخاری جلد۲ ص ۶۲۷' تفہیم البخاری جلد۶ ص ۴۸۱' تیسیر الباری جلد۵ ص ۵۲۱' مسند احمد جلد۲ ص ۴۵۲۔ ۳۴۶' البدایہ والنہایہ جلد۵ ص ۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ ص ۶۱۷' جلد۶ ص ۳۱۹' جلد۹ ص ۶۵' مسلم جلد۲ ص ۹۳' شرح السنۃ جلد۵ ص ۹۶' صحیح ابن خزیمہ جلد۱ ص ۱۲۵' مصنف عبدالرزاق جلد۶ ص ۹ حدیث نمبر ۹۸۳۴۔

ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اذن نہ ہو"۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت کی نوعیت:

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت اصل الاصول ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت کے بغیر ہر عمل بے نور ہے۔

ڈاکٹر علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دین
ہست حُبِ رَحمۃ للعالمین

جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اُس کو اختیار کرتا ہے اور ترجیح دیتا ہے اور اُس کی موافقت کو پسند کرتا ہے ورنہ وہ اپنی محبت میں سچا اور کامل نہیں ہوتا۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں وہی شخص سچا اور کامل ہے جس پر محبت کی علامت ظاہر ہو اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ بندۂ مومن اپنی نفسانی خواہشات کو اِس اَمر پر ترجیح دیتا ہے جس کو آپ ﷺ نے مشروع قرار دیا ہے اور اُس پر برانگیختہ کیا ہے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ محبت کرنے والا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ذکر پاک کثرت سے کرے کیونکہ جو شخص کسی سے بھی محبت کرتا ہے اُس کا اکثر ذکر کیا کرتا ہے اور اِن علاماتِ محبت میں سے آپ ﷺ کی زیارت اور ملاقات کا شوق بھی ہے کیونکہ ہر دوست اپنے محبوب کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے۔

جب حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے اِنتقال کا وقت آیا اُن کی بیوی نے پکارا: وَ اَحُزَنَاہُ "یعنی اے افسوس!" تو حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَاَطَرَبَاہُ غَدًا اَلْقَی اَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَ حِزْبَہٗ [۱۷] یعنی "اے خوشی کل کے دن میں اپنے محبوب

[۱۷] کتاب الشفاء جز۲ ص ۱۸۔

حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور اُن کی جماعت سے ملوں گا''۔

محبت کی علامات میں سے ہے کہ آپ ﷺ کے ذکر پاک کی کثرت کرنا' ذکر پاک کے وقت آپ ﷺ کی اور آپ کے نام مبارک کی تعظیم وتوقیر کرنا اور آپ ﷺ کا اِسم مبارک سنتے ہی دُرود شریف پڑھنا اور خشوع و اِنکساری کا اِظہار کرنا بھی ہے۔

ایک یہ بھی اَندازِ محبت ہے:

حضرت اِمام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اَللّٰھُمَّ اَعْمِنِیْ حَتّٰی لَا اَرٰی شَیْئًا بَعْدَهٗ فَعَمِیَ مَکَانَهٗ [۱۸] ''یااللہ (جل جلالک) مجھے اَندھا کردے یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے بعد کسی کو نہ دیکھ سکوں۔ چنانچہ وہ اُسی موقعہ پر اَندھا ہوگیا''۔ حضرت اِمام قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' ایک شخص نے عرض کیا' یا اللہ (جل جلالک) مجھے اَندھا کردے میں اپنے محبوب ﷺ سے ملاقات اور دیدار تک کسی کو نہیں دیکھنا چاہتا۔ چنانچہ وہ شخص اُسی وقت اَندھا ہوگیا۔

جان اور مال سے بھی محبوب:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِی الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیَّ قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَّفْسِهٖ فَقَالَ عُمَرُ وَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ لَاَنْتَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِی الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیَّ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ [۱۹] ''بے شک

---

[۱۸] قرطبی جلد۳ جز۵ ص۱۷۵۔ [۱۹] کتاب الشفاء جز۲ ص۵' مسند احمد جلد۴ ص۳۳۶' دُرِ منثور جلد۳ ص۲۳۳ (طبع قدیم)۔

آپ ﷺ میرے نزدیک سوائے اِس جان کے جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہے' سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ تب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کو فرمایا: تم میں سے ہرگز کوئی ایماندار نہ ہوگا جب تک میں اُس کی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' مجھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ پر کتاب (برحق) نازل فرمائی' بے شک آپ ﷺ میرے نزدیک اِس جان سے بھی' جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہے' زیادہ پیارے ہیں۔ تب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) اَب تم کامل ایماندار ہو''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ** ۲۰ ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اُس کی طرف اُس کے والد اور اُس کی اَولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ وَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَا وَ مَالِیْ اِلَّا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ** ۲۱ ''مجھے کسی کے مال نے اُتنا نفع نہیں دیا جتنا (امیر المؤمنین حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا ہے۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا

---

۲۰ بخاری جلد ۱ ص ۷' مسلم جلد ۱ ص ۴۹' ابن ماجہ ص ۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۷۷' دارمی جلد ۲ ص ۳۰۷' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۸۵۔ ۲۱ ابن ماجہ ص ۱۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۳' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۹۔۵۵۵' جلد ۱۲ ص ۵۰۵' تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۱۶۷' شرح معانی الآثار جلد ۷ ص ۱۵۸' تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۸ ص ۲۱' جلد ۱۰ ص ۳۶۴' جلد ۱۲ ص ۱۳۵۔

مال سب آپ ﷺ ہی کا تو ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو اُنہوں نے التجا کی: یَارَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لما غفرت لِیْ ''اے رب بحق حضرت محمد ﷺ مجھے بخش دے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اِرشاد فرمایا: کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا ''تم نے حضرت محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟'' عرض کیا' جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور میرے جسم میں اپنی رُوح پھونکی اور میں نے سر اُٹھایا: فَرَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ [۲۲] ''تو میں نے عرش کے ستونوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ جس ذاتِ اَقدس کا نام نامی تیرے اِسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہِ اَقدس میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ اور محترم ہوں گے۔ رَبِّ عظیم نے فرمایا: اے آدم (علیہ السلام) تو نے ٹھیک کہا اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو''۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء کرام اور مرسلین علیہم السلام کی تعداد کے برابر لاٹھیاں دیں۔ بعدازیں حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اَیْ بُنَیَّ اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ مِنْ بَعْدِیْ فَخُذْھَا بِعِمَارَۃِ التَّقْوٰی وَالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ''اے میرے فرزند جب تم میرے قائم مقام ہو تو اِس منصب وخلافت کو عمارۃ التقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ کے ساتھ لو''۔ فَکُلُّ مَا ذَکَرْتَ اللّٰہَ فَاذْکُرْ اِلٰی جَنْبِہٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَاِنِّیْ رَأَیْتُ اسْمَہٗ

---

[۲۲] مستدرک حاکم جلد۲ص ۶۷۲ حدیث نمبر ۶۱۵' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۵ص ۴۸۹' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۳۸' البدایۃ والنہایۃ جلد۱ جز۱ص ۸۳' جلد۲ جز۳ص ۱۹۔

مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ وَ اَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ ثُمَّ اِنِّیْ طِفْتُ السَّمٰوٰتِ فَلَمْ اَرَ فِی السَّمٰوٰتِ مَوْضَعًا اِلَّا رَاَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ وَ اِنَّ رَبِّیْ اَسْكَنَنِی الْجَنَّةَ فَلَمْ اَرَ فِی الْجَنَّةِ قَصْرًا وَّلَا غُرْفَةً اِلَّا اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلٰى نُحُوْرِ الْحُوْرِ الْمَعْنِيْنَ وَ عَلٰى وَرَقِ الْجَنَّةِ قَصْبِ اَجَامِ الْجَنَّةِ وَ عَلٰى وَرَقِ شَجَرَةِ طُوْبٰى وَ عَلٰى وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَ عَلٰى اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَ بَيْنَ اَعْيُنِ الْمَلَآئِكَةِ فَاَكْثِرْ ذِكْرَهُ فَاِنَّمَا الْمَلَآئِكَةُ تَذْكُرُهُ فِیْ كُلِّ سَاعَاتِهَا ۲۳ ''اور جب تم اللہ (جل جلالہ) کا ذکر کرو تو اُس کے ساتھ ہی نام نامی اسم گرامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا لیا کرو۔ کیونکہ میں نے عرشِ الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام مبارک اُس وقت لکھا دیکھا جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیانی مرحلہ میں تھا۔ اِس کے بعد مجھے آسمانوں میں پھیرایا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر حضرت محمد (ﷺ) کا نام لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمد (ﷺ) تحریر دیکھا۔ نیز میں نے نام محمد ﷺ کو حور العین کی پیشانیوں پر جنت کے برگِ درختانِ سبز پر اور درختِ طوبیٰ کے ہر پتے پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا ہے تو اِس اسمِ گرامی کا کثرت سے ذکر کرو کیونکہ فرشتے ہر آن اِن کے نام کا ورد کرتے ہیں''۔

حضرت ابنِ عساکر اور حضرت ابن عدی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَمَّا عَرَجَ بِیْ رَاَيْتُ عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعُلِیٍّ ۲۴ ''شبِ معراج جب مجھے لے جایا گیا تو میں نے

۲۳ خصائص کبریٰ جلد ا ص ۶ (علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ)۔ ۲۴ مستدرک حاکم جلد ۵ ص ۲۱۹، خصائص کبریٰ جلد ا ص ۷۔

عرش کے ستون پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا دیکھا (اور ساتھ یہ بھی دیکھا) کہ سربلندی کے ساتھ اُن کی تائید کی گئی''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَمَّا عَرَجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ مَامَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُّ اسْمِی فِیْهَا مَکْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۲۵ ''جب مجھے معراج کی شب آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ہر آسمان پر اپنا نام محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھا ہوا دیکھا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ عَلَیْهَا وَرَقَةٌ اِلَّا مَکْتُوْبٌ عَلَیْهَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۲۶ ''جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کے پتوں پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ لکھا ہو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَ مُرْمَنْ اَدْرَکَهٗ مِنْ اُمَّتِکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِهٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ لَا خَلَقْتُ آدَمَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ فَاضْطَرَبَ فَکَتَبْتُ عَلَیْهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَکَنَ ۲۷ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) پر وحی فرمائی کہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور تمہاری اُمّت میں سے جو کوئی اُن کو پائے' اُسے حکم دو کہ اُن پر ایمان لائے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتے اور (فرمایا) میں نے عرش کو پانی پر مقیم فرمایا تو وہ متحرک تھا۔ پھر میں نے اُس پر لکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

۲۵ خصائص کبریٰ جلد ا ص ۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۰۴۳۔ ۲۶ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۱۔
۲۷ خصائص کبریٰ جلد ا ص ۷۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو وہ ٹھہر گیا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۲۸ ''جنت کے دروازوں پر لکھا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ''۔

حضرت اِمام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کَانَ فَصُّ خَاتَمِ سُلَیْمَانَ بْنُ دَاوٗدَ سَمَاوِیًّا اَلْقٰی اِلَیْہِ فَوَضَعَہٗ فِیْ خَاتَمِہٖ وَ کَانَ نَقْشُہٗ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِیْ ۲۹ حضرت سلیمان بن داوٗد علیہما السلام کی اَنگوٹھی کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگینہ اُن کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اُنہوں نے یہ نگینہ اپنی اَنگوٹھی کے حلقہ نگینہ میں جڑوالیا تھا۔ اِس نگینے پر کندہ تھا اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا میں اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا ہوں اور مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِیْ اور (حضرت) محمد (ﷺ) میرے بندے اور رسول (ﷺ) ہیں''۔

محولہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محبت الٰہیہ سے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو کتنی عظمت وشان حاصل ہے کہ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا نام ''اللہ'' (جل جلالہٗ) مبارک لکھا ہے' وہاں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نام پاک ''محمد'' (ﷺ) بھی لکھا ہوا ہے۔ جس سے محبت ہوتی ہے نہ صرف وہ ذات پیاری ہوتی ہے بلکہ اُس کا نام بھی پیارا ہوتا ہے۔ اگر کہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا نام لکھا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم پر ایمان اور محبت کا تقاضا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا نام نہ مٹایا جائے۔ اِسی طرح اگر کہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نام مبارک لکھا ہو تو ایمان اور محبت کا تقاضا ہے کہ اِس نام پاک کو کبھی نہ مٹایا جائے۔ اللہ (جل جلالہٗ) اور محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھا ہو یا یا اللہ

۲۸ خصائص کبریٰ جلد ا ص ۷۔ ۲۹ خصائص کبریٰ جلد ا ص ۷۔

(جَلَّ جلالک) اور یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) لکھا ہو۔

کتب احادیث مبارکہ پڑھ کر دیکھیں اُن میں محمد ﷺ بھی لکھا ہوا ہے اور یا محمد ﷺ بھی لکھا ہے۔ تمام محدثین میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ کے نام یا محمد ﷺ کو کاٹنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ''الادب المفرد'' میں لکھا ہے: بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ؟ (باب یہ کہ جب کسی بندے کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ کیا کہے؟) فرماتے ہیں، ہم سے حضرت ابونعیم علیہ الرحمہ نے بیان کیا، اُنہوں نے حضرت سفیان بن ابواسحاق علیہ الرحمہ سے بیان کیا، اُن سے حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:- خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ۳۰ ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک شخص نے اُن سے کہا جو آدمی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اُس کا نام لیجئے تو اُنہوں نے یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) پکارا''۔

(فرقہ اہلحدیث یعنی غیر مقلدین کے المکتبۃ الاثریہ جامع مسجد اہلحدیث باغ والی سانگلہ ہل والوں نے الادب المفرد چھاپی ہے اُس میں)

اُنہوں نے لکھا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے محمد (ﷺ) کہا (غور کریں پکارتو حرف ندا ''یا'' سے ہوتی ہے) اسی مقام پر اسی کتاب کے ایک طرف ہاتھ سے لکھ کر شائع کیا گیا ہے کہ فِیْ نُسْخَةٍ يَا مُحَمَّدُ کہ ایک نسخہ میں یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) ہے''۔ (الادب المفرد ص ۲۵۰ حدیث نمبر ۹۶۴ چھاپہ سانگلہ ہل)

مذکورہ بالا حدیث شریف کو حافظ جلیل ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری المعروف ابن السنی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''عَمَلُ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ'' میں اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا يَامُحَمَّدَاهُ

۳۰ الادب المفرد ص ۱۴۲ (چھاپہ بیروت)۔

فَقَامَ فَمَشٰی ۳۱ ''یامحمداہ کہا' کھڑے ہوئے اور چلنے لگے''۔

حضرت محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمہ نے ''کتاب الاذکار'' میں مذکورہ بالا انداز میں باب باندھا ہے (بَابُ مَا یَقُوْلُهُ اِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ) ۳۲ فرماتے ہیں ''جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا گیا کسی ایسے اِنسان کو یاد کرو جن سے تمہیں سب لوگوں سے بڑھ کر محبت ہے تو اُنہوں نے کہا یامحمد (صلی اللہ علیک وسلم)''۔

اہل حدیث کے عالم محمد بن شوکانی صاحب جنہیں وہ فقیہہ اور مجتہد کہتے ہیں اپنی کتاب ''تحفۃ الذکرین'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''یامحمد'' کہا اور پاؤں درست ہوگیا۔ ۳۳ محمد بن شوکانی صاحب نے علامہ نووی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الاذکار'' کے حوالہ سے بھی لکھا ہے کہ ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یامحمد (صلی اللہ علیک وسلم) فرمایا تو پاؤں درست ہوگیا''۔

محولہ بالا کتابوں میں سے کسی بھی عالم یا محدث یا فقیہہ نے اپنی کتاب میں سے یامحمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کے مقدس نام کو کاٹا نہیں۔ مگر یہ کتنا دلخراش واقعہ ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے روضۂ مبارک کی مقدس جالیوں پر چھ مقامات پر ''یامحمد'' لکھا ہوا تھا اُسے کاٹ دیا گیا ہے۔ استغفراللہ! اَیسا کرنے والے لوگ کیا صاحبِ اِسلام کے ساتھ یہ محبت اور عقیدت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کے مقدس نام کو جو قرآنِ مجید میں چار مرتبہ آیا ہے اور کائنات میں جگہ جگہ لکھا ہوا ہے کیا اِس کو مٹانے سے اُن کا ذکر پاک اور نام ختم ہو جائے گا' ہرگز نہیں۔ لیکن اُن کے دِل میں خوفِ خدا نہیں آیا کہ اِمام الانبیاء خاتم النبیین رحمۃ للعالمین' شفیع المذنبین ﷺ کا نام پاک کاٹ کر ختم کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ یہ عمل کس بات کی غمازی کرتا ہے؟ اَیسا کیوں کیا گیا ہے؟ کیا کوئی صاحبِ ایمان اپنے نبی کریم رؤف ورحیم

---

۳۱ عمل الیوم واللیلۃ ص ۶۴ چھاپہ بیروت الطبع الاولیٰ ۱۹۸۸۔ ۳۲ کتاب الاذکار ص ۲۶۰ چھاپہ دارالفکر بیروت۔ ۳۳ تحفۃ الذاکرین ص ۲۶۷ چھاپہ دارالمعرفۃ بیروت لبنان۔

ﷺ کے نام کو کاٹ سکتا ہے؟ کیا ایسے لوگوں کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت نہیں؟ کیا آپ ﷺ کا احترام نہیں؟ کیا آپ ﷺ کی تعظیم نہیں۔ توحید آپ ﷺ کا نام مٹانے سے نصیب نہیں ہوتی بلکہ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے نام پاک کی تعظیم وتوقیر اور احترام سے ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی محبت دیکھو جہاں جہاں اُس نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب ﷺ کا نام لکھ دیا ہے۔ آج تک ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔ کیا کوئی ایسی مثال دُنیا میں موجود ہے؟ کہ کسی کلمہ پڑھنے والے نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے نام کو مٹا کر ویسے انداز میں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا نام لکھا ہو۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نورانی جالیوں پر جہاں جہاں **یا محمد** لکھا ہوا تھا اُسے مٹا کر اَب وہاں ''**یا مجید**'' لکھ دیا گیا ہے **یا مجید** میں کوئی شک نہیں لیکن **یا محمد** بھی تو حق ہے۔

علامہ محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''القول البدیع'' میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ کے پاس تھا کہ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ تشریف لے آئے **فَقَامَ اِلَیْهِ اَبُوْبَکْرِ بْنُ مُجَاهِدٍ فَعَانَقَهٗ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ** ''حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ اُن کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے' اُن سے معانقہ کیا اور اُن کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا'' تو میں نے آپ سے پوچھا: **یَا سَیِّدِیْ تَفْعَلُ بِالشِّبْلِیْ هٰکَذَا وَ اَنْتَ وَ جَمِیْعُ مِنْ بَغْدَادٍ یَّتَصَوَّرُوْنَ اَوْ قَالَ یَقُوْلُوْنَ اَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ** ''اے میرے سردار آپ حضرت شبلی علیہ الرحمہ سے یہ کر رہے ہیں اور جبکہ آپ اور بغداد شریف کے سبھی (علماء) تصور کرتے ہیں یا کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ مجنون ہیں (حضرت ابوبکر بن محمد بن عمر علیہ الرحمہ) کہتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر بن مجاہد علیہ الرحمہ نے کہا میں نے ایسا اِس لئے کیا ہے کہ میں نے رسولِ کریم رؤف

ورحیم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اِنِّی رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِی الْمَنَامِ وَ قَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِیَّ فَقَامَ اِلَیْہِ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ ''میں نے خواب میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ حاضر ہوئے ہیں آپ ﷺ نے اُن کا اِستقبال محبت فرمایا اور قیام شفقت سے نوازا اور اُن کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا''۔ تو میں نے خواب میں عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَفْعَلُ ھٰذَا بِالشِّبْلِیِّ ؟ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ (ﷺ حضرت) ابوبکر شبلی (علیہ الرحمہ) کو اِس طرح نوازتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نماز کے بعد پڑھتا ہے لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ آخر تک اور پھر اِس کے بعد مجھ پر دُرود شریف پڑھتا ہے۔

اور روایت میں ہے انہ لَمْ یُصَلِّ صَلَاۃً فَرِیْضَۃً اِلَّا وَ یَقْرَءُ لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَلْاٰیَۃَ التَّوْبَۃَ اِلٰی آخِرِھَا (توبہ:۱۲۹۔۱۲۸) ''یہ جب نماز فرض پڑھتا ہے تو اُس کے بعد سورۃ التوبۃ کی آیت مبارک نمبر ۱۲۸۔۱۲۹ پڑھتا ہے وَیَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ [۳۴] اور تین مرتبہ کہتا ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ

ابنِ تیمیہ صاحب کے شاگرد ابن قیم الجوزی صاحب نے بھی اِس واقعہ کو اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' ص ۲۴۷ میں نقل کیا ہے۔

''القول البدیع'' سعودی عرب میں چھپی ہے۔ معلومات حاصل کرنے کے لئے پتا نوٹ فرمالیں: المملکۃ العربیۃ السعودیہ المدینۃ المنورہ ص-ب ۴۶۷۵- ای میل ایڈریس نوٹ کریں۔

[۳۴] القول البدیع ص نمبر ۳۴۶۔

E-mail:m_abulkair@hotmail.com

محمد عوامہ صاحب نے اپنے استاد شیخ عبداللہ سراج کی روح کو ایصال ثواب کرنے کے لئے سعودی کتب خانوں میں تقسیم کی ہے۔ جن کتابوں کے حوالہ جات پیش خدمت کئے گئے یہ تمام کتابیں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے کتب خانوں سے بآسانی دستیاب ہیں۔ محولہ بالا ساری کتابیں بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے وہیں سے خرید کی ہیں۔

قانونِ محبت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حُبُّکَ الشَّئیِ یُعْمِیُ وَ یُصِمُّ ۳۵ ''کسی چیز سے تیری محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے''۔

سبحان اللہ! کیسا پیارا اور درست فرمان عظیم ہے کہ جب تجھے کسی سے محبت ہو جائے گی تو تجھے اُس کے عیب نظر نہیں آئیں گے اور تو اُس کے خلاف بات نہ سن سکے گا۔ اُس کی ذات سے بھی پیار ہوگا اور نام سن کر' لکھ کر اور دیکھ کر دِل کو سکون اور ٹھنڈک حاصل ہوگی۔ کوئی مومن اپنے محبوب ﷺ کا نام نہیں کاٹ سکتا یہ تو وہ نام مقدس ہے جس کے پڑھنے لکھنے دیکھنے سے بیماریاں اور دِل کے روگ ختم ہوتے ہیں۔

میرا منبر حوضِ کوثر پر ہوگا' خبر غیب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا بَیْنَ بَیْتِیُ وَ مِنْبَرِیُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ وَ مِنْبَرِیُ عَلٰی حَوْضِیُ ۳۶ ''میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغات

---

۳۵ ابوداؤد جلد۲ص۳۵۲' مسند احمد جلد۵ص۱۹۴' جلد۶ص۴۵۰' قرطبی جلد۱جزا حدیث نمبر۳۰۷' مشکوۃ حدیث نمبر۴۹۰۸۔ ۳۶ بخاری جلد۱ص۲۵۳' شرح السنۃ جلد۲ص۱۰۵' ترمذی حدیث نمبر۳۹۱۵' مسند احمد جلد۲ص۲۳۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ص۲۴۷' مجمع الزوائد جلد۴ص۸' مشکوۃ حدیث نمبر۶۹۴۔

میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض (کوثر) پر ہوگا"۔ ۞

۞ "گھر سے مراد حضرت عائشہؓ کا حجرہ ہے جہاں آپ کی قبر ہے۔ ابنِ عساکر کی روایت یوں ہی ہے کہ "میری قبر اور منبر کے درمیان ایک کیاری ہے، بہشت کی کیاریوں میں سے اور طبرانی نے ابن عمرؓ سے نکالا اِس میں بھی قبر کا لفظ ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص ۷۰ من وعن) ☆

☆ اس حدیث شریف میں خبرِ غیب ہے آپ ﷺ قیامت کے دِن کی بات بیان فرما رہے ہیں۔ اِس میں ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عظمت و شان کا ذکر ہے اور علم مصطفیٰ کریم ﷺ کا واضح بیان ہے کہ کل قیامت کے دن کیا کچھ ہوگا آپ ﷺ فرماتے ہیں میرا منبر میرے حوضِ کوثر پر ہوگا۔

۞ "بعضوں نے کہا مراد اِس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اِسی منبر کو جو دنیا میں تھا دوبارہ موجود کر کے حوضِ کوثر پر رکھ دے گا۔ یہ اَمر اُس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں، بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی میرے منبر کی عزّت و حرمت کرے، اُس کے پاس عبادت کرے، وہ قیامت کے دن میرے حوض پر آئے گا اور عمدہ مطلب یوں ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن حوضِ کوثر پر میرا منبر رکھا جائے گا یعنی میں وہاں منبر پر بیٹھوں گا"۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص ۷۰ من وعن)

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِس اِرشاد مبارک سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے منبر شریف اور حوضِ کوثر کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے یعنی "میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہوگا"۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا منبر، اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حوضِ کوثر پر ہوگا۔ آج بعض لوگ حرام کی مہر اپنی جیب میں رکھے ہوئے ہیں جس چیز کو چاہتے ہیں "حرام" قرار دے دیتے ہیں اور خصوصی طور پر جس چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ

الکریم کے سوا کسی اور کا نام رکھ دیا جائے یا پکارا جائے تو اُس چیز کو ''حرام'' کہہ دیتے ہیں۔ صاحبِ شریعت' صاحبِ قرآن نے حوضِ کوثر کے بارے میں فرمایا: ''میرا حوض'' اگر ایسا کہنا جائز نہ ہوتا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ایسا کبھی نہ فرماتے۔

آپ ﷺ کے فرمانِ مبارک سے پتا چلتا ہے وہ لوگ دین میں اِضافہ کے جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں جو لوگ مخلوق کے نام لگنے والی چیز کو ''حرام'' کہتے ہیں۔ بے سوچے سمجھے' فرقہ وارانہ جذبات میں مغلوب ہو کر قرآنِ مجید کی نصوص قطعیہ اور اَحادیثِ مبارکہ کے واضح فرامین سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم فہم وفراست عطا فرمائے اور سچائی کو ماننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی فضا مبارک ہوگئی:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ مدینہ (منورہ) تشریف لائے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آ گیا۔ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بخار چڑھتا تو وہ یہ شعر پڑھتے:

كُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

''ہر شخص اپنے گھر میں صبح کرتا ہے اور موت اُس کی جوتی کے تسمے سے زیادہ قریب ہے''۔ اور حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کا بخار جب اُتر جاتا تو وہ رو کر بلند آواز سے یہ پڑھتے:

اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَّحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَّ جَلِيْلٌ

وَ هَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مُجَنَّةٍ
وَ هَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَ طَفِيْلٌ
کاش پھر مکہ کی وادی میں رہوں میں ایک رات
سب طرف آگے ہوں جلیل اذخر نبات
کاش پھر دیکھوں میں شامہ کاش پھر دیکھوں طفیل
اور پیوں پانی مجنہ کے جو ہیں آب حیات

(تیسیر الباری جلد۳ص۱۷)

قَالَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلْفٍ كَمَا اَخْرَجُوْنَامِنْ اَرْضِنَا اِلٰى اَرْضِ الْوَبَاءِ ''کہا' اے میرے اللہ (جل جلالک) شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ اور اُمیہ بن خلف' اِن مردودوں پر لعنت کر کہ جس طرح اِن لوگوں نے ہم کو اپنے وطن سے وباء کے ملک میں دھکیل دیا''۔

پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بارگاہِ رَبّ ذوالجلال والاکرام میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبَّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَ فِيْ مُدِّنَا وَ صَحِّحْهَا لَنَا وَ انْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ ۳۷ ''یا اِلٰہی ہمیں مدینہ (منورہ) ایسا پیارا فرمادے' جیسے مکہ مکرمہ پیارا تھا یا اِس سے بھی زیادہ اور اِسے صحت بخش بنادے اور اِس کے صاع اور مد میں ہمیں برکت دے اور اِس کے بخار یہاں سے منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے''۔

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تمام دُعائیں قبول ہوئیں۔ حدیث شریف میں مراد یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں برکت عام ہو جائے کوئی شعبہ زندگی فیوض و برکات سے خالی نہ ہو۔ تجارت میں منافع' غلہ اور پھلوں میں کثرت۔ الغرض ہر شے میں برکت ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے سیّدِ عالم ﷺ کی دُعا کو قبول فرمایا اور اَب مدینہ منورہ کی ہر شے بابرکت ہے جس سے ساری دُنیا کو فیض پہنچ رہا

۳۷ بخاری جلد۱ص۲۵۳' تیسیر الباری جلد۳ص۳۷' تفہیم البخاری جلد۳ص۱۸۰' مرآۃ جلد۴ص۲۱۴

ہے۔آپ ﷺ نے اپنی دُعائے مبارکہ میں یہ الفاظ بھی اِرشاد فرمائے تھے:
اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدُّ ''اِلٰہی مدینہ منورہ ہمیں ایسا پیارا کردے جیسے مکہ مکرمہ پیارا تھا یا اِس سے بھی زیادہ''۔ چنانچہ آج ہر مسلمان کو بمقابلہ مکہ مکرمہ کے مدینہ منورہ زیادہ پیارا ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو سہی۔ اور مدینہ منورہ کی آب وہوا بہت ہی صحت بخش ہے حتیٰ کہ وہاں کی خاکِ مبارک' خاک شفا کہلاتی ہے۔ یہ حدیث شریف حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کی دلیل ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لیے دُعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ ۳۸ ''یا اللہ جو برکتیں تو نے مکہ مکرمہ میں دی ہیں اِس سے دوگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما''۔

یعنی مدینہ منورہ کی عبادات اور یہاں کے رزق میں مکہ مکرمہ سے دوگنی برکت دے یہاں کی عبادات کا ثواب مکہ مکرمہ سے دوگنا ہو۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دُعا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میرے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دُعا کی: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَ اجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ ﷺ ۳۹ ''یا اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے شہر میں موت نصیب فرما''۔ ۵

۵ ''اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی یہ دُعا قبول فرمائی ابولؤلؤ مجوسی نے عین نماز

۳۸ الترغیب والترہیب جلد۲ص ۲۲۷' دُرِ منثور جلد۱ص ۱۱۲' مسند احمد جلد۳ ص ۱۴۲' بخاری جلد۱ ص ۲۵۳' مسلم حدیث نمبر ۹۹۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷۵۴' مرآۃ جلد۴ص ۲۲۳-۳۹ بخاری جلد۱ ص ۲۵۳' تیسیر الباری جلد۳ص ۷۲۔

میں آپ کو خنجر زہر آلود سے زخمی کیا۔ یہ واقعہ چار شنبہ (بدھ) کے روز ۲۳ھ ۲۶ ذی الحجہ کو ہوا"۔ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۷ من وعن) ☆

☆ "اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دونوں دُعائیں قبول فرمائیں۔ آپ کی شہادت مدینہ منورہ میں ہوئی اور مزید یہ نعمت حاصل ہوئی کہ اُمّ المؤمنین حضرت بی بی سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریف میں خصوصی طور پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

روزہ دار کے منہ کی بو:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْهَلْ وَ اِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهٗ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ مَّرَّتَیْنِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ یَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ وَ شَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ الصِّیَامُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشَرِ اَمْثَالِهَا [۴۰] "روزہ (دوزخ) کی سپر (ڈھال) ہے (روزہ دار) روزہ (کی حالت) میں نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی۔ اگر کوئی آدمی اُس سے لڑے یا گالی دے تو دو بار کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ فرماتا ہے، روزہ دار میرے لئے اپنا کھانا پانی چھوڑ دیتا ہے اور اپنی خواہش ترک کر دیتا ہے۔ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود ہی اِس کا بدلہ دوں گا اور ایک نیکی کے بدلے دس

[۴۰] بخاری جلد ۱ ص ۲۵۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۶۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۷، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۱۹۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۶۹، دُرِ منثور جلد ۱ ص ۱۸۰۔

نیکیوں کا ثواب ملے گا''۔ ۝

۝ ''روزہ ایک ایسا عمل ہے جس میں ریا کا دخل نہیں ہوتا آدمی خالص خدا ہی کے ڈر سے اپنی تمام خواہشیں چھوڑ دیتا ہے۔ اِس وجہ سے روزہ خاص اُس کی عبادت ٹھہری اور اِس کا ثواب بہت بڑا ہوا۔ چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ شہید کے خون کی بو قیامت کے دن مشک کی بو ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو کو مشک کی بو سے بہتر فرمایا۔ حالانکہ جہاد میں جان خرچ کرنا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ اِسلام کا ایک رکن ہے اور فرضِ عین ہے۔ جہاد فرضِ عین نہیں بلکہ فرضِ کفایہ ہے اور فرضِ عین فرضِ کفایہ سے افضل ہوتا ہے۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص ۷۵ من وعن) ☆

☆ یہ خبر غیب ہے کہ قیامت کے دن شہید کے خون کی بو مشک کی بو کی طرح ہوگی۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدقے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ وَهٰذَا خَيْرٌ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ ''جو شخص اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی راہ میں جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کرے گا اُس کو فرشتے جنت کے ہر دروازے سے پکاریں گے۔ خدا کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے۔ پھر جو کوئی نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو کوئی مجاہد ہوگا' وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ دینے والا ہوگا وہ زکوٰۃ کے دروازے سے بلایا جائے گا''۔

(امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے یہ سن کر عرض کیا'

میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر صدقے، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر کوئی اِن دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے بھی بلایا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: نَعَمْ! وَارْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ [۴۱] ہاں! ایسے لوگ بھی ہوں گے اور مجھے اُمید ہے اَیسے لوگوں میں تم بھی ہوگے"۔ ۞

۞ "اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق کی بڑی فضیلت نکلی۔ اُن کا جنتی ہونا تو قطعی ہے۔ اِس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جنتیوں میں بھی وہ اعلیٰ درجے کے ہیں کہ ہر ایک دروازے سے فرشتے اُن کو بلائیں گے۔ یا اللہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے تصدق میں ہم کو ایک ہی دروازے سے بہشت میں جانے کی پروانگی دے۔ گو ہمارے اَعمال اِس لائق نہیں مگر اِس اُمید پر ہم اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

شنیدم کہ در روز اُمید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

(تیسیر الباری جلد۳ ص ۸۷ من وعن) ☆

☆ یہ میٹھا دین اور اَسلوبِ زندگی تو اہلسنّت و جماعت (بریلوی) کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں جو ملا ہے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے ملا ہے۔ جسے بعض لوگ شرک وکفر کہنے سے ذرّہ برابر بھی ہچکچاتے نہیں۔ ایک تو اِس حدیث شریف میں غیب کی خبر ہے۔ دوسرے وحید الزماں صاحب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدقہ جنت مانگ رہے ہیں۔ اہلسنّت و جماعت، رسول اللہ ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے اللہ (عزوجل) سے مانگتے ہیں تو اُن سے جھگڑا کیا جاتا ہے یہ بغض نہیں تو اور کیا ہے؟

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مشاہدات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف

[۴۱] بخاری جلد۱ ص ۲۵۴، تیسیر الباری جلد۳ ص ۷۷، شرح السنۃ جلد۳ ص ۴۰۰، مسلم حدیث نمبر ۸۵-۱۰۲۷۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ۴۲ ''جب ماہِ رمضان (المبارک) آتا ہے' آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں کس دیئے جاتے ہیں''۔☆

☆یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے مشاہدات ہیں۔ جن میں کوئی شخص آپ ﷺ کا ثانی نہیں۔ آپ ﷺ فرماتے اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ ''میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے''۔

لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تہ کے روزے رکھے۔ لوگوں نے بھی تہ کے روزے رکھے۔ اُن کو یہ شاق گزرا۔ آپ (ﷺ) نے اُن کو منع فرمایا۔ اُنہوں نے عرض کیا' آپ (ﷺ) بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّیْ اَظَلُّ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی ''میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں تو برابر کھلایا پلایا جاتا ہوں''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۹۱)

جو لوگ اپنی تقاریر میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہماری مثل تھے کیا اِنہیں خوفِ خدا نہیں۔ جبکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرما رہے ہیں ''میں تمہاری مثل نہیں ہوں''۔ تو کوئی آج کا ناسمجھ اور بے خبر اِنسان کہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہماری مثل ہیں تو دِل لرز اُٹھتا ہے کہ کیسے کیسے بے اَدب اور بے خبر لوگ دُنیا میں ہیں؟

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب الوصل میں چھ اَحادیثِ مبارکہ لکھی ہیں۔ جن کے راوی حضرت انس' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت ابوسعید' اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اِسی طرح اِمام مسلم

۴۲ بخاری جلد۱ ص۲۵۵' تیسیر الباری جلد۳ ص۷۹۔

نے بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ میں سات اَحادیثِ مبارکہ لکھی ہیں۔

اِن دونوں بزرگوں نے درج ذیل کلمات تحریر فرمائے ہیں:

لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ ''میں تم میں سے کسی کی بھی مثل نہیں ہوں''۔ (راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ)

لَسْتُ مِثْلَكُمْ ''میں تمہاری مثل نہیں ہوں''۔ (راویان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما واُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

اَيُّكُمْ مِّثْلِيْ ''تم میں سے میری مثل کون ہے؟'' (راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلِيْ ''بے شک تم میری مثل نہیں ہو''۔ (راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اَيُّكُمْ لَسْتُمْ مِّثْلِيْ ''تم میری مثل نہیں ہو''۔ (راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ)

بخاری جلد ا ص ۲۶۴۔۲۶۳۔ مسلم جلد ا ص ۳۵۱۔ علاوہ ازیں مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۱، جلد ۳ ص ۱۹۳ کے علاوہ کئی مقامات پر، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۲ (۷ سندیں ایک روایت میں اِنَّكُمْ لَسْتُمْ كَهَيْئَتِيْ کے اَلفاظ بھی ہیں۔ یعنی ''تم میری طرح نہیں ہو''۔

در منثور جلد ا ص ۲۰۰، دارمی جلد ۲ ص ۱۰۲، البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۶۸، شرح معانی الآثار جلد ۴ ص ۲۳۹، مصنّف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۸۲۔ اِسی طرح حلیۃ الاولیاء، کنز العمال، ترمذی، ابوداؤد، کتاب الشفاء، ابن کثیر، تاریخ طبری، فتح الباری، عمدۃ القاری، تفہیم البخاری، مصنّف عبدالرزاق، تاریخ بخاری، مؤطا اِمام مالک میں بھی اَحادیثِ مبارکہ ہیں۔ ماننے والے کے لئے ایک دو مثالیں ہی کافی ہوتی ہیں۔

ختم قرآنِ مجید کا جملہ بدعت نہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ: اِنِّيْ اُطِيْقُ

اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَمَا زَالَ حَتّٰی قَالَ فِیْ ثَلَاثٍ ۴۳ ہر مہینے میں ایک قرآنِ مجید ختم کرنا۔ میں نے عرض کیا: مجھ میں اِس سے زیادہ طاقت ہے۔ پھر یوں ہی گفتگو کے دوران آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن میں سہی۔ ۝

۝ ''قسطلانی نے کہا ہے میں نے بیت المقدس میں ایک بوڑھے کو دیکھا جنہیں ابوالطاہر کہتے تھے وہ دن رات میں قرآن کے آٹھ ''ختم'' کیا کرتا تھا۔ بعضوں نے کہا ایک رات دن میں اُس نے دس ختم سے زیادہ کئے اور برہان بن ابی شریف کہتے تھے کہ وہ رات دن میں پندرہ قرآنِ پاک ختم کرتے ہیں اور صفوہ بن منصور بن ذاذان سے منقول ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے بیچ دو ختم کیا کرتے تھے اور تیسرا ختم بھی طواسین تک پہنچتا۔ تمام ہوا کلام قسطلانی کا۔۔۔۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص ۱۳۱ من وعن) ☆

☆ جو لوگ ختمِ قرآنِ پاک پر پریشان ہوتے ہیں اور مکروہ قسم کی لطیفہ گوئی اور تمسخرانہ گفتگو کرتے ہیں اُنہیں اِس حدیث پاک کا توجہ سے مطالعہ کرنا چاہئے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کی برکت:

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے دُعا کرائی۔ فَمَا تَرَکَ خَیْرَ آخِرَۃٍ وَّ لَا دُنْیَا اِلَّا دَعَا لِیْ بِہٖ: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ مَالاً وَّ وَلَدًا وَّبَارِکْ لَہٗ ۴۴ ''آپ (ﷺ) نے دُنیا و آخرت کی بھلائی کی کوئی بات نہ چھوڑی، ہر ایک کی دُعا کی۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''اللہ (جل جلالہ) اِس کو مال اور اَولاد دے اور اِس کو برکت عطا فرما''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سب اَنصاری لوگوں سے زیادہ مالدار ہوں اور مجھے میری بیٹی اُمینہ نے بتایا کہ حجاج جب بصرے میں آیا اُس وقت تک خاص میری صلب سے پیدا شدہ ایک سو بیس سے کچھ زیادہ میری اولاد دفن ہو چکی تھی۔ ۝

---

۴۳ بخاری جلد ا ص ۲۶۵، تیسیر الباری جلد۳ ص ۱۳۱۔ ۴۴ بخاری جلد ا ص ۲۶۶، تیسیر الباری جلد۳ ص ۱۳۴، مسند احمد جلد۳ ص ۱۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۶۸۳۵، دلائل النبوۃ جلد۶ ص ۱۹۵۔

○ ''حجاج بصرے میں ۷۵ ہجری میں آیا تھا اُس وقت انسؓ کی عمر کچھ اُوپر اَسی (۸۰) برس کی تھی۔ اِس کے بعد بھی انسؓ زندہ رہے۔ ۹۱ ، ۹۲ ، ۹۳ ہجری میں اِنتقال ہوا۔ سو برس کے قریب اُن کی عمر ہوئی۔ یہ سب آنحضرت ﷺ کی دُعا کی برکت تھی۔ ایک روایت یہ ہے کہ اُنہوں نے ۱۲۹ یا ۱۲۲ یا ۱۲۵ بچے اپنی صلب کے دفن کیے۔ جس کے خاص صلبی بچے اِتنے ہوں تو خیال کرنا چاہئے کہ پوتا پوتی نواسے نواسیاں کتنی ہوں گی''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۱۳۴ من وعن) ☆

☆ معلوم ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اپنے پیارے اور محبوب بندوں کی دُعائیں قبول فرماتا ہے۔ اِس لئے عوام اہلسنّت و جماعت بزرگانِ دین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کراتے ہیں۔ دوسروں سے دُعا کرانے والوں کو یہ کہنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سب کی سنتا ہے، اِس لئے براہِ راست بلا واسطہ دُعا کرنی چاہئے۔ کسی سے دُعا کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ بے شک اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سب کی سنتا ہے۔ لیکن یہ کہاں لکھا ہے کہ دوسروں سے دُعا نہیں کروانی چاہئے۔ اَیسے لوگوں کو اِس حدیث پاک سے درس حاصل کرنا چاہئے اور ''سیدھا راستہ'' اِختیار کرنا چاہئے۔

رسولِ کریم ﷺ کی برکت اور دُعا سے نسیان سے حفاظت:

حضرت سعید بن مسیّب اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کہتے ہو۔ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ''کہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے بہت زیادہ اَحادیثِ مبارکہ بیان کرتا ہے''۔ اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین اور اَنصار (رضی اللہ عنہم) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے برابر کیوں اَحادیثِ مبارکہ بیان نہیں کرتے؟ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وجہ بیان فرماتے ہیں) ''میرے مہاجر بھائیوں کو خرید وفروخت دن رات بازار میں مشغول رکھتی ہے''۔ وَكُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ

اللہ ﷺ عَلٰی مِلْءِ بَطْنِیْ فَاشْهَدُ اِذَا غَابُوْا وَاحْفَظُ اِذَا نَسُوْا

''اور میں تو جہاں پیٹ بھر گیا آپ ﷺ کی صحبت میں رہتا' جب وہ غائب ہوتے ہیں میں حاضر ہوتا ہوں' میں حفظ کرتا ہوں جب وہ بھول جاتے''۔ اور میرے انصاری بھائی اپنی زمینوں اور باغوں کے کاموں میں رہتے ہیں اور میں صفہ کے مساکین میں سے ایک مسکین تھا، میں یاد کرتا جب وہ بھول جاتے۔ ایک دفعہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حدیث پاک بیان کرتے ہوئے فرمایا:- اِنَّهٗ لَنْ یَّبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَهٗ حَتّٰی اَقْضِیَ مَقَالَتِیْ هٰذِهٖ ثُمَّ یَجْمَعُ اِلَیْهِ ثَوْبَهٗ اِلَّا وَعٰی مَا اَقُوْلُ۔

''جو کوئی میری گفتگو پوری ہونے تک اپنا کپڑا پھیلا دے پھر کپڑے کو سمیٹ لے تو اُس کو میری باتیں یاد رہیں گی''۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں): فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَیَّ حَتّٰی اِذَا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهٗ جَمَعْتُهَا اِلٰی صَدْرِیْ فَمَا نَسِیْتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِلْکَ مِنْ شَیْءٍ [۴۵]

''میں نے جو ایک کملی اوڑھے ہوئے تھا، بچھا دی اور جب آپ ﷺ گفتگو ختم کر چکے تو میں نے اُس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا پھر میں جو آپ ﷺ نے فرمایا تھا' اُس میں سے کوئی بات نہ بھولا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۱۷۳) ☆

☆ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر رہتے تھے اور جس قدر میسر ہوتا آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ سنتے رہتے اور آپ ﷺ کی برکت اور دُعا سے اُن کو نسیان طاری نہ ہوتا تھا۔ اِس لئے اُن کو بہت زیادہ احادیثِ مبارکہ یاد تھیں''۔

مسلمانوں کے بارے میں حُسنِ ظن رکھنا چاہیے:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے'

---

[۴۵] تیسیر الباری جلد۳ ص۱۷۳' تفہیم البخاری جلد۳ ص۳۱۴' بخاری جلد۱ ص۲۷۴' فتح الباری جلد ۴ ص۳۶۱' عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۶ جز۱۱ ص۱۹۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۸۹۶' مسلم حدیث نمبر ۱۶۹-۲۴۹۲' ترمذی حدیث نمبر۳۸۳۴' مرقاۃ جلد۱۱ ص۳۸۔

فرماتی ہیں' لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) بعض لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہم کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ذبیحہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا نام ذکر کرتے ہیں یا نہیں (یعنی ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہیں یا نہیں) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- سَمُّوا اللّٰہَ عَلَیْہِ وَ کُلُوْہُ [۴۶] ''تم بسم اللہ کہہ کر اُس کو کھالیا کرو''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۱۸۱) ۞

۞ ''مطلب یہ کہ مسلمان سے نیک گمان رکھنا چاہیے اور جب تک دلیل سے معلوم نہ ہو کہ مسلمان نے ذبح کے وقت بسمِ اللہ نہیں کہی تھی۔ یا اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا تھا اُس کا لایا ہوا یا پکایا ہوا، گوشت حلال ہی سمجھا جائے گا''۔۔۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۱۸۲ من وعن) ☆

☆ اِس کا معنیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں کے متعلق حُسنِ ظن ہونا چاہیے کیونکہ گوشت لانے والے لوگ مسلمان تھے اور مسلمان کے متعلق اچھا گمان رکھنا چاہیے کہ اِس نے بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر ہی ذبح کیا ہے اور یہ شُبہ کرنا کہ شاید اِس نے ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ نہ کہی ہوگی' محض ایک شُبہ ہے اِس کا خیال نہیں کرنا چاہیے اور بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کر گوشت پکا کر کھالینا چاہیے۔

فتح الباری شرح بخاری میں ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ وَھُوَ اَصْلٌ فِی تَحْسِیْنِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ وَاِنَّ اُمُوْرَہٗ مَحْمُوْلَۃٌ عَلَی الْکَمَالِ وَلَا سِیَّمَا اَھْلَ ذٰلِکَ الْعَصْرِ [۴۷] ''یہ حدیث شریف مسلمانوں کے متعلق حُسنِ ظن کی دلیل ہے اور مسلمانوں کے اُمور کمال پر محمول ہے، خصوصاً اُس زمانہ میں جب کہ ہر مسلمان اِس سے واقف ہو''۔

خبرِ غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف

---

[۴۶] بخاری جلد۱ ص۲۷۶' فتح الباری جلد۴ ص۳۷۰' عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ ص۱۷۲' تفہیم البخاری جلد۴ ص۳۲۵' تیسیر الباری جلد۳ ص۱۸۲۔ [۴۷] فتح الباری جلد۴ ص۳۷۱۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا:-یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْہُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ [۴۸] ''ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہیں کرے گا کہ حلال سے کماتا ہے یا حرام سے''۔ ۞

۞ ''وہ زمانہ اَب ہے کہ مسلمان اپنی بدقسمتی سے حلال پیشوں میں اور محنت مزدوری میں تو شرم کرتے ہیں اور کافروں اور فاسقوں کی نوکری اِختیار کرتے ہیں اور وہ اِن سے اَیسے کام لیتے ہیں جو شرع کی رو سے نادرست ہوتے ہیں مثلاً کہتے ہیں شراب سفید ہی بکواؤ، اِس کا محصول کرو اور اللہ و رسول کے حکم کے برخلاف انگریزی قانون سے لوگوں کے فیصلے کرو لعنت اَیسی نوکری پر''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۱۸۳ من وعن) ☆

☆ یہ حالت تمام مسلمانوں کی نہیں، بہر حال اکثریت اِس مرض میں مبتلا ہے اور آپ ﷺ کے اِرشاد سے بھی یہی مراد ہے۔ آج لوگ کینیڈا، امریکہ، انگلینڈ اور جرمنی وغیرہ جاتے ہیں اور وہاں مشرکین اور کفار کی نوکری کرتے ہیں، سور کا گوشت اور شراب بیچتے ہیں اور پاکستان واپس آکر بڑے رُعب و وقار سے اپنی شان ظاہر کرتے ہیں اور ماں باپ اور بچے بھی خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا بیٹا یا ہمارا باپ بہت خوش حال ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا بڑا کرم ہے۔ پوچھا وہاں کیا کرتا ہے؟ وہاں جنرل سٹور پر ملازم ہے۔ بیچتا کیا ہے؟ پوچھنے پر بتایا جاتا ہے ہاں جی! وہاں تو پھر یہ سور اور شراب تو بیچنے ہی پڑتے ہیں، ہم خود تھوڑا کھاتے ہیں۔ بس جی نوکری ہی کرنی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا علم غیب اور سچائی ایمان کو جلا بخش رہی ہے۔ کاش! وہ لوگ جو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم غیب کا اِنکار کرتے ہیں وہ چشم بینا سے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اَیسے اِرشادات کا مطالعہ کرلیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے بندوں کی پہچان:

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا ارشادِ عظیم ہے: رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ

[۴۸] بخاری جلد ا ص ۲۷۶۔

تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ.... (النور:٣٧) ''وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ (تبارک وتعالیٰ ﷻ) کے ذکر سے غافل نہیں کرتی''۔

حضرت قتادہ ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: كَانَ الْقَوْمُ يَتَبَايَعُوْنَ وَيَتَّجِرُوْنَ وَلٰكِنَّهُمْ اِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى يُوَدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ [٤٩] ''صحابہ کرام ؓ تجارت اور خرید وفروخت کیا کرتے تھے مگر جب اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کا کوئی کام آپڑتا، تو سوداگری اور خرید وفروخت اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کی یاد سے اُن کو غافل نہ کرتی، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا کام پورا کرتے''۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:- اَرَادَ بِالْقَوْمِ الصَّحَابَةُ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا وَ بُيُوْعُهُمْ وَشَرَائُهُمْ اِذَا سَمِعُوْا اِقَامَةَ الصَّلٰوةِ يَتَبَادَرُوْنَ اِلَيْهَا لِاَدَاءِ حُقُوْقِ اللّٰهِ وَيُؤَيِّدُ هٰذَا فَاغْلَقُوْا حَوَانِيْتَهُمْ وَدَخَلُوْا الْمَسْجِدَ كَانُوْا حَدَّادِيْنَ وَخَرَّازِيْنَ فَكَانَ اَحَدُهُمْ اِذَا رَفَعَ الْمِطْرَقَةَ اَوْ غَرَزَ الْاَشْفٰى فَسَمِعَ الْاَذَانَ لَمْ يَخْرُجِ الْاَشْفٰى مِنَ الْغَرْزَةِ وَلَمْ يُوْقِعِ الْمِطْرَقَةَ وَ رَمٰى بِهَا وَ قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ [٥٠] ''حضرت قتادہ ؓ کے اثر میں قوم سے مراد صحابہ کرام ؓ ہیں کیونکہ وہ خرید و فروخت میں مصروف ہونے کے باوجود جب یہ سنتے کہ نماز قائم ہوگئی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حقوق ادا کرنے فوراً آتے اور دکانیں بند کر کے مسجد میں پہنچ جاتے۔ حتیٰ کہ ''لوہار'' اگر مطرقہ ہتھوڑا اُٹھاتا اور اذان کی آواز سن لیتا تو اُس کو چلاتا نہ (واقع نہ کرتا) اور وہیں چھوڑ کر مسجد میں چلا جاتا اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حقوق ادا کرتا''۔

---

[٤٩] بخاری جلد ا ص ٢٧٧، فتح الباری جلد ٤ ص ٣٧٣، عمدۃ القاری جلد ٦ جز ١١ ص ١٧٤، تفہیم البخاری جلد ٤ ص ٣٢٧، تیسیر الباری جلد ٣ ص ١٨٣۔ [٥٠] عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ٦ جز ١١ ص ١٧٤، فتح الباری مختصراً جلد ٤ ص ٣٧٣۔

رزق میں وسعت کا ذریعہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ اَوْ یُنْسَأَلَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رِحْمَہٗ ۵۱ ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ''جس کو یہ پسند ہو کہ اُس کا رزق وسیع ہو۔ اُس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحمی کرے''۔

تشریح: ''جس کے ساتھ نکاح حرام ہو وہ ذی رحم ہے، وارث اور قریبی لوگوں پر رحم کا اِطلاق ہوتا ہے۔ صلہ رحم کبھی تو مال سے ہوتا ہے اور کبھی خدمت کرنے سے اور کبھی ملاقات اور کبھی سلام کرنے سے ہوتا ہے۔

سوال یہ ہوتا ہے کہ ایک حدیث شریف جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جس میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے ''تم میں سے ہر ایک کا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر اُسی قدر خون کی پھٹک، پھر اُسی قدر لوتھڑا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ایک فرشتہ کو چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے۔

فَیَکْتُبُ عَمَلَہٗ وَاَجَلَہٗ وَرِزْقَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدًا ۵۲ ''تو وہ فرشتہ اُس کے کام، اُس کی موت، اُس کا رزق اور بد بخت یا نیک بخت سب کچھ لکھ جاتا ہے''۔

توصلۂ رحم کس کو زیادہ کرتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ رزق میں وسعت کا معنیٰ یہ ہے کہ اِس میں برکت ہو جاتی ہے کیونکہ صلہ رحمی صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کر دیتا ہے اور اِس کو بڑھاتا ہے اور عمر میں وسعت کا یہ معنیٰ ہے کہ اِس کے جسم میں قوت حاصل ہوتی ہے یا اِس کی اچھی

---

۵۱ بخاری جلد ا ص ۲۷۷، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۱۸۰، فتح الباری جلد ۴ ص ۳۷۸، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۳۳، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۸۸، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۵۔۳۳۴، ابوداؤد جلد ا ص ۲۴۵۔۵۲ بخاری جلد ا ص ۴۵۶، جلد ۲ ص ۱۱۱۰، مسلم جلد ۲ ص ۳۳۲، شرح السنۃ جلد ا ص ۱۳۳، مشکوٰۃ ص ۲۰، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰۰، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۰۹۳۔

ثناء باقی رہتی ہے اور لوگوں کی زبان پر اس کی اچھی ثناء ہوتی ہے گویا کہ وہ مرا ہی نہیں، اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی ماں کے پیٹ میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اگر اس نے صلہ رحمی کی تو اس کا رزق وسیع ہوگا اور عمر لمبی ہوگی ورنہ اس کا رزق اور عمر اس قدر رہوں گے۔ ۵۳

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَصِلُ رِحْمَهُ وَمَا بَقِیَ مِنْ عُمْرِهٖ اِلَّا ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ فَیَزِیْدُ اللّٰهُ فِیْ عُمْرِهٖ ثَلَاثِیْنَ سَنَةً وَّاِنَّ الرَّجُلَ لَیَقْطَعُ رِحْمَهُ وَقَدْ بَقِیَ فِیْ عُمْرِهٖ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً فَیَنْقُصُ اللّٰهُ تَعَالٰی عُمْرَهٗ حَتّٰی لَا یَبْقٰی فِیْهِ اِلَّا ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ ۵۴ ''انسان صلہ رحمی کرتا ہے حالانکہ اُس کی عمر کے صرف تین دن باقی ہوتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم قادر مطلق اُس کی عمر تیس سال بڑھا دیتا ہے اور بعض دفعہ یوں ہوتا ہے کہ کوئی انسان قطع رحمی کرتا ہے حالانکہ اُس کی عمر تیس سال ہوتی ہے تو اُس کی عمر صرف تین دن رہ جاتی ہے''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- اِنَّ رَاَیْتُ الْبَارِحَةَ عَجَبًا رَاَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِیْ اَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِیَقْبِضَ رُوْحَهٗ فَجَاءَ بِرُّ وَالِدِهٖ فَرَدَّ مَلَكَ الْمَوْتِ عَنْهُ ۵۵ ''میں نے گزشتہ رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں نے اپنی اُمّت میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ ملک الموت (علیہ السلام) اُس کی روح قبض کرنے آئے تو اُس نے اپنے باپ کے ساتھ جو نیکی کی ہوئی تھی وہ سامنے آگئی اور (اُس وقت) اُس نے ملک الموت کو واپس کر دیا''۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- یَا ابْنَ آدَمَ اِتَّقِ رَبَّكَ وَبِرَّ وَالِدَیْكَ وَصِلْ رِحْمَكَ یَمُدُّلَكَ فِیْ عُمُرِكَ وَ

۵۳ تفہیم البخاری جلد۴ص۳۳۲۔ ۵۴ عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ص۱۸۱۔ ۵۵ عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ص۱۸۱۔

يَبْسُطُ لَكَ يُسْرُكَ وَيَجْنُبُ عُسْرُكَ وَ يَبْسُطُ لَكَ فِي رِزْقِكَ ۵۶

''اے ابنِ آدم! اپنے رب سے ڈر اور والدین کے ساتھ نیکی کر اور صلہ رحم کر، تیری عمر لمبی ہوگی۔ تیرے رزق میں وسعت ہوگی اور تنگی دُور ہوگی''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- اِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ ۵۷ ''صلۂ رحمی عمر کو زیادہ کرتی ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے بخش دیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَاٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهٖ: تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ ۵۸ ''ایک سوداگر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا پھر جب دیکھتا کوئی مقروض محتاج ہے' تو اپنے آدمیوں سے کہتا اس کو معاف کر دو شاید اللہ (عزوجل) ہم کو بھی معاف فرمادے۔ آخر (جب وہ مر گیا تو) اللہ عزوجل نے اُس کو بخش دیا''۔ ☆

☆ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نورِ نبوت سے اُس کی بخشش ملاحظہ فرمائی۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں لکڑی کا رونا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک انصاری عورت (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا میں آپ ﷺ کے لئے کوئی شئے تیار نہ کردوں جس پر آپ ﷺ بیٹھا کریں (اور وعظ ونصیحت فرمایا کریں) کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی ہے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- اِنْ شِئْتِ ''جیسے تیری مرضی ہے''۔ خیر اُس نے منبر (مبارک) تیار کیا۔ پھر جب جمعۃ المبارک کا دن آیا تو نبی کریم

۵۶ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۱۸۱۔ ۵۷ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۱۸۱۔ ۵۸ بخاری جلد ۳ ص ۱۹۳' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۹۳

رؤف ورحیم ﷺ منبر شریف پر بیٹھے جو (اسی مقصد کے لئے) بنایا گیا تھا۔

فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِیْ کَانَ یَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰی کَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ ''اِتنے میں کھجور کی لکڑی (کھجور کا ستون، ستون حنانہ) جس کے پاس آپ ﷺ خطاب فرماتے تھے، چیخنے لگا اور قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے''۔ فَنَزَلَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَیْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِیْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ یَسْکُتُ حَتَّی اسْتَقَرَّتْ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ منبر شریف سے اُترے اور اُس (ستون حنانہ) کو سینے سے لگا لیا اَب وہ چھوٹے بچے کی طرح رونے لگا جس کو لوگ چپ کراتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گیا''۔

قَالَ بَکَتْ عَلٰی مَا کَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّکْرِ ۵۹ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''یہ لکڑی خطبہ سنا کرتی تھی اِس لئے روئی''۔ ۵

۵ ''سبحان اللہ ہر چیز میں روح اور اِدراک ہے اور اللہ کی محبت سب کو ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۲۰۵ من وعن)

نیز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت بھی سب کو ہے اور ہر چیز رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو پہچانتی ہے۔

ستون کا رونا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فراق سے تھا۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا:- اِنَّ الْاَشْیَاءَ الَّتِیْ لَا رُوْحَ لَهَا تَعْقِلُ اِلَّا اَنَّهَا لَا تَتَکَلَّمُ حَتّٰی یُؤْذَنَ لَهَا ۶۰ ''جن اَشیاء میں روح نہیں وہ بھی سوجھ بوجھ رکھتی ہیں مگر وہ کلام نہیں کرتیں جب تک اُن کو اِجازت حاصل نہ ہو''۔

ستونِ حنانہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی جدائی میں رونے لگا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:- فَوَضَعَ یَدَهُ عَلَیْهِ ''آپ ﷺ

---

۵۹ بخاری جلد۱ ص۲۸۱، عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ ص۲۱۲، فتح الباری جلد۴ ص۴۰۰، تفہیم البخاری جلد۴ ص۳۵۷، تیسیر الباری جلد۳ ص۲۰۵۔ ۶۰ عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ ص۲۱۳۔

نے اُس پر اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) رکھا (تو وہ ستون چپ ہوگیا)''۔

کعبۃ اللہ پر چڑھائی کے متعلق خبرِ غیب:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- یَغْزُوْ جَیْشٌ الْکَعْبَۃَ فَاِذَا کَانُوْا بِبَیْدَآءَ مِنَ الْاَرْضِ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَ آخِرِھِمْ ''ایک لشکر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کرے گا وہ مقام بیداء پر پہنچیں گے، تو اوّل سے آخر تک سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے''۔

اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم):- کَیْفَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَ آخِرِھِمْ وَفِیْھِمْ اَسْوَاقُھُمْ وَمَنْ لَّیْسَ مِنْھُمْ ''اوّل وآخر زمین میں کیسے دھنسا دیئے جائیں گے جب کہ اُن میں دکاندار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی اُن میں ہوں گے جو اُن میں سے نہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَ آخِرِھِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ ''پھر وہ (قیامت کے دن) اپنی اپنی نیّت کے مطابق اُٹھائے جائیں گے''۔ [۶۱] (تیسیر الباری جلد۳ص۲۲۱) ☆

☆ کیا شان ہے علم مصطفیٰ کریم ﷺ کی، اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم علیم وخبیر نے کتنا علم آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے کہ اوّلین وآخرین سب کا ذکر فرماتے ہیں۔ حرکات وسکنات آنے جانے اور نیتوں کے بارے میں اور بُروں اور اچھوں کے اَنجام کے بارے میں ہر بات اِرشاد فرماتے ہیں۔

جو لوگ آخر زمانہ میں بیت اللہ کو خراب کرنے کی نیّت سے نکلیں گے۔ مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہونے کے لئے گھر سے نکلیں گے۔ آپ ﷺ نے اُس جگہ اور مقام

---

[۶۱] بخاری جلد۱ص۲۸۴، فتح الباری جلد۴ص۴۲۵، عمدۃ القاری جلد۶ جز۱۱ص۲۳۵، تفہیم البخاری جلد۴ص۳۷۹، تیسیر الباری جلد۳ص۲۲۱، مستدرک حاکم جلد۴ص۴۷۵ (عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، الترغیب والترہیب جلد۳ص۵۷، کنز العمال حدیث نمبر۳۴۴۶۹۔

کا نام بتادیا یعنی ''بیداء'' جہاں وہ دھنسا دیئے جائیں گے۔ قربان جائیں! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان اور عقیدہ پر کہ وہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے غیبی خبریں سنا کرتے تھے۔ دِل و جان سے مانتے اور تسلیم کرتے تھے کیسی شان اور عقیدہ ہے محدثین کا' کہ وہ بھی من وعن بغیر کتر وبیونت کہ اِس طرح نقل کرکے اپنے اِیمان اور عقیدہ کا اِظہار کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم سب کو اَیسے اِیمان اور عقیدہ کی پختگی نصیب فرمائے۔ آمین!

نیک اَعمال کو وسیلہ بنانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی چل رہے تھے کہ اُنہیں بارش نے آ لیا۔ وہ پہاڑ کی غار میں گھس گئے، اُوپر سے ایک پتھر گرا اور غار کا منہ بند ہوگیا، **فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اُدْعُوا اللّٰهَ بِاَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ** ''اُنہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) سے اپنے افضل عمل کے وسیلہ سے دُعا کرو''۔ اُن میں سے ایک یوں کہنے لگا یا اللہ (جل جلالک) میرے ماں باپ بوڑھے ضعیف تھے۔ میں بستی سے باہر جا کر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں گھر واپس آتا تو دُودھ دھوتا، تو پہلے اپنے ماں باپ کے پاس دُودھ لاتا، تو جب وہ پی لیتے پھر اپنے بیوی بچوں اور دیگر گھر والوں کو دُودھ پلاتا۔ ایک رات اَیسا ہوا کہ مجھے دیر ہوگئی، جب میں گھر آیا تو وہ دونوں سو رہے تھے۔ میں نے اُنہیں جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اِدھر میرے پاؤں کے پاس بچے بھوک کے مارے رو رہے تھے۔ پھر صبح تک میرا اور اُن کا معاملہ یوں ہی رہا: **اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ فُرْجَةً نَّرٰی مِنْهَا السَّمَآءَ** ''اے میرے اللہ (جل جلالک) اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کی طلب کے لئے کیا تھا تو یہ پتھر ہم سے ہٹادے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں''۔ چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ دوسرے نے کہا' یا اللہ

(جل جلالک) میری ایک چچازاد بہن تھی اور میں اُس کو بہت چاہتا تھا جیسے کوئی شخص عورتوں سے محبت کرتا ہے۔ وہ کہنے لگی تو اپنا مطلب مجھ سے حاصل نہیں کرسکتا جب تک مجھے سو اشرفیاں نہ دے۔ (یہ دوسرا آدمی کہتا ہے) میں نے بہت کوشش کر کے سو اشرفیاں جمع کیں جب میں اُس کے پاس گیا تو وہ کہنے لگی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے ڈر اور اِس مہر کو ناجائز طریقے سے مت توڑ۔ میں یہ سن کر پیچھے ہٹ گیا اور گناہ سے بچ گیا۔ اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم سے عرض کیا: فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْهِکَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً ''اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضامندی کے لئے کیا ہے یعنی تجھ سے ڈرتے ہوئے گناہ چھوڑ دیا تو اِس پتھر کو ہٹا دے۔'' تو پتھر دو تہائی ہٹ گیا۔ تیسرے آدمی نے کہا: اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنِّی اسْتَاْجَرْتُ اَجِیْراً بِفَرَقٍ مِّنْ ذُرَةٍ فَاَعْطَیْتُهٗ فَاَبٰی ذٰلِکَ اَنْ یَّاْخُذَ، فَعَمِدْتُّ اِلٰی ذٰلِکَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ حَتّٰی اشْتَرَیْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِیْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: یَا عَبْدَاللّٰهِ: اَعْطِنِیْ حَقِّیْ فَقُلْتُ: اِنْطَلِقْ اِلٰی تِلْکَ الْبَقَرِ وَ رَاعِیْهَا فَاِنَّهَا لَکَ فَقَالَ اَتَسْتَهْزِئُ بِیْ قَالَ: مَا اَسْتَهْزِئُ بِکَ وَلٰکِنَّهَا لَکَ ''یا اللہ (جل جلالک) تو جانتا ہے میں نے ایک مزدور تین صاع جوار پر (کام میں) لگایا تھا۔ وہ میں اُسے دینے لگا تو اُس نے نہ لئے، میں نے تین صاع کو بو دیا (فصل پیدا ہوئی، فصل بڑھتی گئی) میں نے اُس سے گائے، بیل اور چرواہے خرید لئے (مال بڑھتا رہا) پھر وہ شخص آیا اور کہنے لگا، اللہ (جل سبحانہ) کے بندے میری مزدوری مجھے دے، میں نے کہا وہ گائے، بیل اور چرواہے سب لے لے وہ تیرا ہی مال ہے۔ اُس نے کہا میرے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ میں نے کہا، میں مذاق نہیں کرتا۔ وہ سب تیرا ہی مال ہے''۔ پھر اُس تیسرے نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْهِکَ فَافْرُجْ عَنَّا فَکَشَفَ عَنْهُمْ ۶۲

۶۲ تیسیر الباری جلد۳ ص ۲۷۵، تفہیم البخاری جلد۳ ص ۴۴۹، بخاری جلد۱ ص ۲۹۴، جلد۲ ص ۸۸۳، مشکوٰۃ ص ۴۲۰۔

''اے میرے اللہ (جل جلالک) اگر تو جانتا ہے یہ کام میں نے تیری رضا مندی کے لئے کیا تھا تو اِس پتھر کو ہٹا دے، وہ ہٹ گیا''۔ ۵

۵ ''اور تینوں شخص باہر آئے اور چلتے پھرتے نظر آئے''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۲۷۶ من وعن) ☆

☆'' اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت نیک اَعمال کے وسیلے سے دُعا کرنا اَفضل عمل ہے۔ نیز والدین سے نیکی کرنا، اُن کی خدمت کرنا اور بیوی اور اَولاد پر اُن کو ترجیح دینا بہت اَفضل عمل ہے۔ حرام کاموں سے بچنا خصوصاً جب اُن پر انسان قادر ہو نیز کوئی رکاوٹ نہ ہوتے ہوئے بچنا' بہترین عمل ہے۔ پہلی اُمتوں کے اَحکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن سے منع نہ فرمائیں۔ کیونکہ مذکورہ بالا حدیث شریف میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بطورِ مدح وثناء یہ واقعہ ذکر فرمایا اور مذکورہ نیک اَعمال کرنے والوں کی مدح فرمائی اور اِس اَمر کو ثابت رکھا۔ اگر یہ شریعتِ اِسلامیہ میں جائز نہ ہوتا تو اِس کی وضاحت فرما دیتے۔

اِس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک اَعمال کو اللہ تبارک و تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حضور وسیلہ بنانا جائز ہے۔ یہ مسئلہ آیتِ قرآنی وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ سے بھی ثابت ہے۔

اَعمال کی اپنی تو کوئی صورت ہوتی نہیں، بندے کے بجالانے سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اگر بندہ ہوگا تو عمل ہوں گے اگر بندہ نہ ہوگا تو عمل کیسے ہوں؟ جب نیک اَعمال کا وسیلہ بنانا جائز ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ علیہم کا وسیلہ بنانا بطریق اولیٰ بھی جائز ہے۔ ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اَبھی بے مثل نوری بشری لبادہ میں دُنیا میں جلوہ اَفروز نہیں ہوئے تھے لیکن آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت سے قبل پہلی اَقوام آپ ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے فتح کی

دعائیں کرتیں اور کامیابی حاصل کرتی تھیں۔ اس سلسلہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا..... (البقرۃ:۸۹)
''حالانکہ پہلے اُن کی یہ کیفیت تھی کہ کافروں پر فتح کی دُعا مانگتے تھے کہ الٰہی ہم کو پیغمبر آخرالزماں (ﷺ) کے طفیل سے ان کافروں پر فتح عطا فرما''۔ ۶۳

حکمت کے تحت بیوی کو بہن کہنا اور ولیہ کی دُعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلَكٌ مِّنَ الْمُلُوْكِ اَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ ''حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ (نمرود کے ملک سے) ہجرت کر گئے۔ پھر ایک بستی میں پہنچے وہاں کا بادشاہ جابروں میں سے ایک جابر تھا''۔ کسی نے اُس کو خبر دی کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام ایک نہایت خوبصورت عورت اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں۔ اُس نے (حضرت سیّدنا) ابراہیم (علیہ السلام) کو پیغام بھیجا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا اُخْتِیْ ۝ ''یہ میری بہن ہے''۔ پھر حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم نے میرے کلام کو جھٹلانا نہ ہوگا۔ کیونکہ میں نے اُن لوگوں کو بتایا ہے کہ تو میری بہن ہے۔ بخدا اِس زمین پر تیرے میرے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اُنہوں نے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُس ظالم بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ وہ ظالم حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جانے کے لئے اُٹھا اور حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ''فَقَامَتْ تَتَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِيْ اِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ ''''آپ اُٹھیں،

۶۳ تفہیم البخاری جلد۳ ص ۴۵۱' تفسیر النفسی جلد ا ص ۶۷' تفسیر البیضاوی جلد ا ص ۷۵' تفسیر ابوسعود جلد ا ص ۱۶۳۔

وضو کیا اور نماز پڑھنے لگیں، پھر دُعا کی اے اللہ (جل جلالک) اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرم گاہ کو اپنے شوہر کے سوا محفوظ رکھا ہے تو اِس کافر کو میرے اُوپر مسلط نہ فرما۔ وہ کافر زمین پر گرا اور اُس کا سانس رکنے لگا حتیٰ کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا''۔ حضرت اعرج علیہ الرحمہ راوی کہتے ہیں حضرت ابوسلمہ علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اَللّٰھُمَّ اِنْ یَّمُتْ یُقَالُ ھِیَ قَتَلَتْہُ فَاُرْسِلَ ''اے اللہ (جل جلالک) اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے اِس عورت نے اِس کو قتل کرا دیا ہے، چنانچہ وہ اچھا ہو گیا'' پھر حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بڑھا۔ حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر دوبارہ وضو کیا اور نماز پڑھنے لگیں اور پہلے کی طرح دُعا کی۔ دُعا ہوتے ہی وہ کافر گرا اور سانس رکنے لگا حتیٰ کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر کہنے لگیں ''یا اللہ (جل جلالک) اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے میں نے اِس کو مار دیا ہے''۔ تو وہ اچھا ہو گیا۔ دوسری یا تیسری بار وہ لوگوں سے کہنے لگا خدا کی قسم تم یہ عورت کیا لائے ہو، یہ تو شیطان ہے۔ اِس کو (حضرت سیّدنا) ابراہیم (علیہ السلام) ہی کے پاس لے جاؤ اور لونڈی ہاجرہ میری طرف سے اُس کو دو۔ پھر وہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹ آئیں تو کہا: اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰہَ کَبَتَ الْکَافِرَ وَ اَخْدَمَ وَلِیْدَۃً ؟ [۶۴] ''تم نے دیکھا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے کافر کو ذلیل بھی کیا اور ایک لونڈی بھی دلوائی''۔

۞ ''یہ کمبخت بادشاہ کیا کرتا تھا ہر شخص کی جورو (بیوی) جو خوبصورت ہوتی چھین لیتا اِس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو اپنی بہن بنایا، مراد دینی بہن ہے۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص ۲۷۹ من وعن) ☆

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ بادشاہ کو اَندھا کر سکتا تھا۔ حضرت بی بی سارہ

---

[۶۴] بخاری جلد ۱ ص ۲۹۵، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۷۸، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۴۵۳، ترمذی حدیث نمبر ۸۷۵، ۸۸۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۰۲۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بادشاہ کی نظروں سے اوجھل فرما سکتا تھا۔ لیکن اِس سارے واقعہ میں حکمت تھی کہ حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی اور کرامت دکھانا چاہتا تھا نیز حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کافر کے ذریعے ہبہ کروانا چاہتا تھا۔

☆ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ بولا کہ حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی بیوی کی بجائے بہن کہا۔ دراصل یہ جھوٹ نہیں تھا کیونکہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہ تھی یہ میری دینی بہن ہے۔ اِسی لئے فرمایا کہ اِس زمین پر تیرے میرے سوا کوئی مسلمان نہیں ہے، گویا دونوں دینی بہن بھائی ہیں (اور آج بھی مومن کلمہ طیبہ کی برکت اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کے وسیلہ سے ایک دوسرے کے ایمانی بہن بھائی ہوتے ہیں)۔ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا بہن کہنے سے کیا فائدہ تھا؟ جبکہ ظالم نہ کسی کی بہن کا خیال کرتا ہے اور نہ ہی بیوی وغیرہ کا لحاظ کرتا ہے۔ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اس جابر کافر بادشاہ کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی کی بہن سے بدکاری نہیں کرتا تھا وہ اُن عورتوں سے بدکاری کرتا تھا جن کے شوہر ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خبرِ غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُّقْسِطًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ ، وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ، وَیَضَعَ الْجِزْیَۃَ، وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ [۶۵] ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، قریب ہے کہ تم میں حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اُتریں گے۔ وہ اِنصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ جزیہ ختم کردیں گے اور مال اِتنا زیادہ ہو

[۶۵] بخاری جلد ۱ ص ۲۹۶، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۳۵، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۴۵۸، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۸۲۔

جائے گا کہ اُس کو کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا''۔ ۝

۝ ''اِس حدیث سے صرف عیسیٰ کا قیامت کے قریب اُترنا اور حکومت کرنا' صلیب توڑنا' جزیہ موقوف کرنا' یہ سب باتیں ثابت ہوتی ہیں اور تعجب ہوتا ہے۔ اُس شخص کی عقل پر جو قادیانی مرزا کو مسیح موعود سمجھتا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۸۲ من وعن) ☆

☆ اِس محولہ بالا حدیث شریف میں خبرِ غیب ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کو آئندہ ہونے والے واقعات کا علم دیا ہوا ہے۔ اِسے علمِ غیب بھی کہتے ہیں۔ یہ عطائے ربانی ہے۔ جو شخص رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علمِ غیب کا منکر نہیں ہے وہ تو یہ بات مانتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئیں گے اور وہ تمام کام سرانجام دیں گے جن کا اُوپر بیان ہوا ہے۔ کیونکہ یہ ساری غیب کی خبریں ہیں۔ منکرینِ علمِ غیب، قادیانیوں کو کس منہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا بیان کر سکتے ہیں اور اگر بیان کریں گے تو کیا کہیں گے؟ یہی کہیں گے نا! کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اگر قادیانی اُن سے کہیں کہ یہ حدیث تو علمِ غیب کی حدیث ہے اور تم تو علمِ غیب کے قائل ہی نہیں ہو، اِس لئے تمہارے ساتھ بات کرنا ہی بے مقصد ہے۔ یہ تو اہلسنّت و جماعت قادیانیوں کے دانت کھٹے کر سکتے ہیں یا اُنہیں مسلمان کر سکتے ہیں کیونکہ اُن کا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علمِ غیب کا عقیدہ صحیح اور عین اِسلام ہے۔

اَبھی خنزیر دندنا رہے ہیں، صلیب بلند ہو رہی ہے۔ ابھی تک نہ تو حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام آئے ہیں اور نہ کوئی اِس دعویٰ میں سچا ہے کہ میں ہی حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ہوں (جیسا کہ مرزا غلام قادیانی نے دعویٰ کیا تھا) وہ اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے اور اُسے سچا ماننے والا مسلمان نہیں، مرزا قادیانی کے ماننے والے کو مسلمان کہنے والا بھی مسلمان نہیں۔ اَیسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنے والا بھی مسلمان نہیں۔

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کوئی کافر نہ رہے گا۔ جزیہ ختم ہوجائے گا کیونکہ جزیہ کافروں سے لیا جاتا ہے۔ یہ سچائیاں ہر مسلمان کو یقینِ کامل کے ساتھ دِل میں بیٹھا لینی چاہئیں تاکہ کوئی قادیانی گمراہ نہ کر سکے۔ محولہ بالا حدیث شریف واضح کر رہی کہ ''غلام احمد قادیانی'' اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے۔ اُس کا دعویٰ تھا کہ میں ہی عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ اُس کے جھوٹ کا ثبوت یہ حدیث شریف ہے۔

حدیث شریف کی یہ باتیں قابلِ توجہ ہیں:

۱۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام جو حضرت سیّدہ بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں جو آسمانوں پر زندہ اُٹھا لئے گئے تھے وہ قیامت کے قریب زمین پر اُتریں گے۔

۲۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے۔

۳۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام منصف حکمران ہوں گے۔

۴۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو مار ڈالیں گے۔

۵۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آجانے کے بعد زمین پر کوئی کافر نہیں ہوگا۔ سبھی مسلمان ہوں گے۔

۶۔ جزیہ ختم کردیں گے۔

۷۔ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے مال کی اِتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔

۸۔ ساری دُنیا میں مسلمان ہی مسلمان ہوں گے۔

تصویر بنانی حرام:

حضرت سعید بن ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابوالعباس (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کنیت ہے) میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتا ہوں۔ میں مورتیں بنایا کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

کہا میں تجھ سے وہی بیان کروں گا' جو میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا[۶۶] ''جس نے کوئی تصویر بنائی تو اللہ (عزوجل) اُس کو عذاب دیتا رہے گا اور اُسے اُس تصویر یا مورت میں جان ڈالنے کے لئے کہا جائے گا اور وہ کبھی بھی اُس میں روح نہیں ڈال سکے گا''۔

اُس شخص نے سخت اُبھرا ہوا سانس لیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تیرا بھلا ہو اگر تو نے ضرور کچھ بنانا ہے تو درختوں کی تصویریں بنا اور ہر وہ اشیاء جن میں روح نہیں۔ اُن کی تصویریں بنالیا کرو۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اس ارشادِ مبارک فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ سے یہ اِستنباط کیا ہے کہ تصویریں بنانے والا اِس عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اِس لئے کہ وہ حیوانوں کی تصویریں بناتا تھا۔ جو صرف خداوندِ قدوس سے مختص ہے اور جن اَشیاء میں روح نہیں اُن کی تصویریں بنانے میں حرج نہیں۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی روح شے کی تصویر بنانی حرام ہے اور یہ تصویریں بنانے والا (مصور) سخت عذابِ اِلٰہی میں مبتلا رہے گا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے: كُلُّ مُصَوِّرٍ فِى النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهٗ فِىْ جَهَنَّمَ[۶۷] ''ہر مصوّر دوزخ میں ہوگا اور اُس کے لئے تصویر کے بدلے ایک نفس پیدا کیا جائے گا جو اُسے دوزخ میں عذاب دے گا''۔ حضرت اِمام طحاوی علیہ الرحمہ نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے روایت کی ہے کہ سیّد عالم ﷺ نے مصورین پر لعنت کی ہے۔ مہلب نے کہا: اِنَّمَا كَرِهَ هٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنَّ الصُّوْرَةَ الَّتِىْ فِيْهَا الرُّوْحُ كَانَتْ تُعْبَدُ فِى الْجَاهِلِيَّةِ[۶۸] ''تصویر بنانا اِس لئے حرام ہے

---

۶۶ بخاری جلد ۱ ص ۲۹۶' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۸۴' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۴۶۰' عمدۃ القاری جلد ۶ ص جز ۱۲ ص ۳۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۵۰۷' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۴۳۸' جلد ۴ ص ۴۳۔ ۶۷ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۳۹۔ ۶۸ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۳۹۔

کہ ذی روح صورتوں کی (مورتیوں کی) دورِ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُصَوِّرُوْنَ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُقَالُ لَهُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ ۶۹ ''مصوروں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا جسے تم نے بنایا ہے اُن کو زندہ کرو (اُن میں جان ڈالو)''۔ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مفسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: اَنَا لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ صُوْرَةٌ ۷۰ ''جس گھر میں تصویر ہو میں اُس گھر میں داخل نہیں ہوتا''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم تین آدمیوں کا دشمن:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: قَالَ اللّٰهُ: ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (۱) رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ، (۲) وَ رَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَهُ (۳) وَ رَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ یُعْطِ اَجْرَهُ اے ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم نے فرمایا: قیامت کے دن' میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا ایک تو اُس کا جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر عہد توڑ دے۔ دوسرا وہ شخص جو آزاد آدمی کو بیچے اور اُس کی قیمت کھائے اور تیسرا وہ شخص جو کسی سے پوری مزدوری لے پھر اُس کی مزدوری نہ دے۔ ☆

☆ اِس حدیث شریف میں دنیا کے نظام کی درستگی، حقوق العباد کی ادائیگی اور آخرت کے دن کے واقعات کی اِطلاعِ غیب دی گئی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم

---

۶۹ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۳۹۔ ۷۰ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۴۰۔ ۷۱ بخاری جلد ۱ ص ۲۹۷۔۳۰۴' عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۶۱' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۸۵۔۳۲۰' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۴۶۲۔۵۰۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۴۴۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳' ۳۲' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۷۹۳۔

ﷺ کا قیامت کے دن کے حالات کے بارے میں مطلع فرمانا اِس بات کی شہادت پیش کرتا ہے کہ رَبّ ذوالجلال والاکرام نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو علمِ غیب سے نوازا ہے۔ آپ ﷺ کی اِس اِطلاعِ غیبی سے جن حالات کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے اُن کا تعلق حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ساتھ ہے۔ ایک اچھے مسلمان، بندۂ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا۔

پہلے اُس شخص کا ذکر کیا گیا جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلّ مجدہٗ الکریم کے اِسم مبارک کا احترام نہیں کیا۔ دوسرے کو اِس لئے سخت عذاب کی وعید سنائی کہ اُس نے آزاد آدمی کو بیچ دیا۔ تمام مسلمان آزاد ہونے میں مساوی ہیں۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی مدد کرنی چاہئے۔ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ اِس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ ایک آزاد شخص کو غلامی کی قید میں مقید کردیا جائے اور اُس کے تمام تصرفات ختم کرکے اُس کی آزادی چھین لی جائے اور ذلت ورسوائی اُس کا مقدر بنادیا جائے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ تیسرے کو اِس لئے سخت عذاب ہوگا کہ اُس نے دوسرے مسلمان سے کسی عوض کے بدلے خدمت لی مگر اُس کو صلہ نہ دیا۔ جبکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا رُوح پرور اِرشادِ پاک ہے کہ مزدور کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے اَدا کردی جائے۔ مزدوری دینے میں دیر کرنا ناپسندیدہ فعل ہے جبکہ مزدوری دبالینا قیامت کے دن سخت عذاب کا سبب ہے اور یہ عین ظلم ہے۔

قرآنِ کریم کی تعلیم پر اُجرت لینا:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **بَابُ مَا يُعْطِيْ فِي الرُّقْيَةِ عَلَى اَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ** ۲ے ''عرب کے قبائل کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کرنے کے عوض اُجرت دینا''۔

۲ے بخاری جلد ا ص ۳۰۴، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۰۷، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۲۰۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ ۳؎ ''سب کاموں سے زیادہ اُجرت لینے کے لائق اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی کتاب ہے''۔

حضرت شعبی علیہ الرحمہ نے کہا: لَا یَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ اِلَّا اَنْ یُّعْطٰی شَیْئًا فَلْیَقْبَلْہُ ''قرآنِ مجید سکھانے والا اُجرت کی شرط نہ کرے لیکن جو اِس کو (بن مانگے) دیا جائے قبول کرلے''۔ اور حضرت حکم علیہ الرحمہ نے کہا ہے لَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا اَکْرَہَ اَجْرَ الْمُعَلِّمِ ''میں نے کسی سے نہیں سنا جس نے معلم کی اُجرت مکروہ رکھی ہو''۔ اور حضرت حسن علیہ الرحمہ نے ''معلّم کو دس درہم اُجرت کے دیئے''۔ اور ابنِ سیرین علیہ الرحمہ نے ''تقسیم کرنے والے کی اُجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھا''۔ اُنہوں نے فیصلہ میں رشوت لینے کو سخت گناہ کہا ہے اور اَندازہ لگانے پر لوگوں کو اُجرت دی جاسکتی ہے''۔ ☆

☆ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے اور قرآنِ مجید پڑھانے کی اُجرت میں علماء کا اِختلاف ہے۔ حضرت اِمام مالک، حضرت اِمام شافعی اور حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اِسے جائز کہتے ہیں اور حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے کی اُجرت جائز ہے۔ علمائے اَحناف متاخرین نے قرآنِ مجید پڑھانے سکھانے پر اُجرت لینے کے جواز میں فتویٰ دیا ہے۔ حضرت ابواللیث سمرقندی فقیہہ علیہ الرحمہ اِسے جائز کہتے ہیں۔ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ جمہور علماء نے اِس حدیث شریف سے اِستدلال کیا ہے کہ قرآنِ کریم کی تعلیم پر اُجرت لینا جائز ہے۔ حضرت عامر بن شراحبیل علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر قرآنِ مجید کی تعلیم پر اُجرت کی شرط نہ لگائی جائے اور جو کچھ بھی معلم (یا معلّمہ) کو دے دیا جائے اُس کا اُسے لے لینا جائز ہے کیونکہ یہ

۳؎ بخاری جلد ۱ ص ۳۰۴، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۲۰، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۰۷۔

نذرانہ اور ہبہ ہے اِس کو اُجرت نہیں کہا جاتا۔ اَحناف بھی اِس کو جائز کہتے ہیں۔ ۴ے

سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر پر تھے کہ دورانِ سفر وہ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے پر گزرے۔ اُنہوں نے چاہا قبیلہ والے ہماری مہمانی کریں مگر اُنہوں نے مہمانی نہ کی۔ اِتفاق سے اِس قبیلہ کے سردار کو بچھو (یا سانپ نے) کاٹ کھایا (ڈس لیا) لوگوں نے اُس کے علاج کی بڑی کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اُس کو کسی شے نے نفع نہ دیا' کچھ لوگ اُن میں سے کہنے لگے چلو اُن لوگوں سے پوچھیں جو یہاں اُترے ہیں۔ شاید اُن میں سے کسی کے پاس کچھ ہو۔

وہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہم نے ہر طرح کوشش کی ہے لیکن اُس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا، کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بولا، اللہ کی قسم مجھے اِس کا دم کرنا آتا ہے۔ لیکن واللہ ہم نے تم سے مہربانی طلب کی کہ تم ہماری مہمانی کرو اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی۔ اَب میں تمہارے لئے دَم نہیں کروں گا۔ جب تک ہمیں اِس کی مزدوری نہ دو۔ آخر بکریوں کے ریوڑ پر صلح مصالحت کی تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ اُٹھ کر گئے۔ سورۂ فاتحہ شریف پڑھ کر پھونکنے لگے (تھوکنے لگے) وہ اَیسا اچھا ہو گیا جیسے کوئی رسی سے بندھا ہوا ہو اور کھول دیا جائے۔ وہ اِس طرح چلنے لگا کہ جیسے اُس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اُس (سردار) نے کہا اِن کی اُجرت پوری دے دو۔ جس پر تم نے اُن سے مصالحت کی ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ بکریاں تقسیم کرلو۔ جس نے دَم کیا تھا اُس نے کہا تقسیم نہ کرو حتیٰ کہ ہم نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کریں جو ہوا اور دیکھیں

۴ے تفہیم البخاری جلد۳ ص ۵۰۸۔

آپ ﷺ کیا حکم فرماتے ہیں؟ جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (سفر سے واپس آئے اور) بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری دی اور آپ ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وَمَا يُدْرِيكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ۵؎ "تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے دَم ہوتا ہے"؟ یہ بکریاں بانٹ لو اور میرے لئے اپنے ساتھ حصّہ رکھ لو اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہنس پڑے۔ ۝

۝ "اِس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن کی آیتیں جھاڑ پھونک یا منتر کے طور پر پڑھنا درست ہیں"۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۳۲۲ من وعن)

☆ اہلحدیث **جھاڑ پھونک** اور **منتر** ترجمہ کرتے ہیں جبکہ اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی اِن کے بدل میں لفظ دم بیان کرتے ہیں۔

دوسری حدیث شریف میں تیس بکریوں کی وضاحت ملتی ہے۔ بکریوں کو تقسیم کرنا اَخلاقی چیز ہے وگرنہ اِن کے واحد مالک جھاڑ پھونک کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کی تسلی کے لئے فرمایا کہ اِن میں میرا حصّہ بھی رکھ لو تا کہ اُن کو مزید یقین ہو جائے کہ اُن کے لئے حلال ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ "رُقْيَـــه" ہے اور بیمار پر اِس کے ساتھ دَم کرنا جائز ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے کلام مجید سے دَم کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ جس سے منع فرمایا وہ کافروں کے کلام سے جھاڑ پھونک ہے کہ اِن میں کلمات کفریہ ہوتے ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے وہ یہی ہیں جو (کفریہ کلمات سے) جھاڑ پھونک نہیں کرتے کہ آیاتِ قرآنیہ، اورادِ مشروعیہ اور اَذکار مشہورہ سے دَم کرنا جائز ہے۔ حضرت ابنِ بطال علیہ الرحمہ نے کہا ہے، قرآنِ پاک کی بعض آیاتِ مبارکہ سے رُقْيَـه کیا جاتا ہے اگرچہ سارا قرآنِ مجید باعثِ برکت ہے لیکن آیتِ کریمہ میں تعوذ یا دُعا ہو۔ رقیہ دَم کے ساتھ مختص

۵؎ بخاری جلد۱ ص۳۰۴، تیسیر الباری جلد۳ ص۳۲۱، تفہیم البخاری جلد۳ ص۵۰۸۔۵۰۹۔

ہے۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دِلوں میں قرآنِ کریم کی بڑی عظمت تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں نص ہو وہاں اِجتہاد کرنا جائز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رَحمت کردی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقۂ فطر کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ ایک شخص آیا اور لپ بھر بھر کر اَناج لینے لگا، میں نے اُسے پکڑ لیا اور میں نے کہا' اللہ کی قسم میں تجھ کو پکڑ کر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا میں محتاج ہوں، بال بچے اور گھر والے اور میں بڑی تکلیف میں ہیں۔ خیر میں نے اُس کو چھوڑ دیا جب صبح ہوئی (اور میں بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا) تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ ؟ ''گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: شَکَا حَاجَةً شَدِیْدَةً وَعَیَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهُ ''(یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) اُس نے بڑی محتاجی اور بال بچوں کی شکایت کی۔ مجھے رحم آ گیا۔ (میں نے اُس پر رحمت کردی)۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا''۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَمَا اَنَّهُ کَذَبَکَ سَیَعُوْدُ ''خبردار اُس نے جھوٹ بولا ہے وہ عنقریب پھر آئے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اِیمان اور عقیدہ ملاحظہ فرمائیں کہ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ مبارک فرمایا تو یقینِ کامل کے ساتھ فرماتے ہیں) فَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشادِ مبارک سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ پھر آئے گا''۔ میں نے اُس کا اِنتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا، میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ میں نے اُسے کہا میں تمہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ اُس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے، میں محتاج ہوں میرے اُوپر بال بچوں کا بوجھ ہے۔ میں پھر نہیں آؤں گا۔ مجھے اُس پر رحم

آیا۔ فَرَحِمْتُهُ ''میں نے اُس پر رحمت کردی''۔ اور اُسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا تو (میرے بتائے بغیر ہی) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ ؟ ''رات والے تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اُس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی۔ فَرَحِمْتُهُ ''میں نے اُس پر رحمت کردی''۔ (مجھے اُس پر رحم آیا) میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَمَا اَنَّهُ قَدْ کَذَبَکَ سَیَعُوْدُ ''خبردار! اُس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے اور پھر آئے گا''۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں تیسری بار اُس کی تاک میں رہا وہ آیا اور اَناج کے لپ اُٹھانے لگا' میں نے اُسے پکڑا اور کہا' میں تجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس ضرور لے کر جاؤں گا اور یہ تیسری بار ہے اور تو ہر بار کہتا ہے میں پھر نہیں آؤں گا' پھر آجاتا ہے۔ اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰهُ بِهَا ''میں تجھے وہ کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) تجھے نفع عطا فرمائے گا''۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ تو اُس نے کہا جب تم سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی (اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ..... وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ تک) پڑھ لیا کرو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی طرف سے ایک فرشتہ تیرا نگہبان رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ (فرماتے ہیں) میں نے اُسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا' گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اُس نے کہا وہ مجھے چند کلمات بتائے گا جن کے ذریعہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم مجھے نفع دے گا۔ میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا، اُس نے مجھے کہا کہ جب

تم سونے کے لئے بستر پر آؤ تو آیت الکرسی شروع سے آخیر تک پڑھ لیا کرو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی طرف سے تجھ پر ایک چوکیدار مقرر رہے گا اور شیطان صبح تک تیرے پاس نہیں پھٹکے گا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ وہ اچھی بات کے بڑے طالب تھے۔ یہ سن کر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَمَا اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ، قَالَ لَا: قَالَ: ذَاكَ شَيْطَانٌ** ۶ ؎ ''خبردار اُس نے بات سچی کہی ہے اور وہ جھوٹا ہے' اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جانتے ہو کہ جس سے تم تین دن سے گفتگو کر رہے ہو' وہ کون ہے؟ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا، نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شیطان ہے''۔ ☆

☆ اِس حدیث شریف میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی دلیل ہے کہ رات کا پورا واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرما دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیسا خوبصورت عقیدہ تھا کہ وہ لوگ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستقبل کی نہ دیکھی سنی جانے والی باتوں کے بارے میں سنتے تھے تو بغیر بحث کے یقین کر لیتے تھے۔ اُن کے عقیدے جیسا جب ہمارا بھی عقیدہ ہوگا تو ہم صحیح مسلمان ہوں گے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا حدیث شریف اور بیان کی گئی دوسری روایاتِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بندہ بھی رحمت کرتا ہے تو یہ کہنا کہ فلاں اِنسان نے مجھ پر رحمت کردی۔ یہ کلمہ توحید ہے۔ بس سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ربّ کائنات' معبود برحق' عالم برحق ہے' مالک برحق ہے' رحیم برحق ہے' حاکم برحق ہے' ازلی ابدی سرمدی اور واجب الوجود اور وحدہٗ لاشریک ہے' اُس کی عبادت میں کوئی کسی کو شریک نہیں کرسکتا کیونکہ وہ معبودِ وحدہٗ لاشریک ہے۔ علاوہ ازیں علم' ملک' رحمت'

---

۶ ؎ بخاری جلد ا ص ۳۱۰، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۵۱، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۴۶، مشکوٰۃ ص ۲۲۳، فتح الباری جلد ۴ ص ۶۱۳، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۶۱۳، ابن کثیر جلد ا ص ۲۶۵، تفسیر مظہری جلد ا ص ۳۶۱، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۲۶۹، فتح القدیر جلد ا ص ۲۷۴۔

حکومت، وہ دوسروں کو بھی عطا فرما دیتا ہے شرک فی العبادت کا عنوان بنانا تو صحیح ہے کیونکہ اُس کی عبادت میں کوئی شریک نہیں لیکن باقی عنوانات غلط ہیں مثلاً شرک العلم، شرک فی التصرف، شرک فی الحکم، شرک فی الملک، شرک فی الرحمت۔ اِس لئے علم، تصرف، حکم، ملک اور رحمت وہ عطا فرماتا ہے تو اُس کی عطا سے علم، تصرف، حکم، ملک پانے والے اِن انعامات سے مستفید ہوتے ہیں اور مستفید کرتے ہیں۔ یاد رہے عطا فرمانے والا اور لینے والا کبھی بھی برابر، ضد، شریک اور مقابل نہیں ہو سکتے۔

قرآنِ مجید میں ہے وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم صاحبِ فضل عظیم ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے متعلق فرمایا: وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا o ''اور آپ ﷺ پر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا فضل عظیم ہیں'' اِس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے برابر ہو گئے ہیں۔ جو ایسا سمجھتا ہے وہ کم علم، کم فہم اپنی اِصلاح کرے اور اِصلاح کروائے۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جھوٹا شخص بھی کبھی کبھی سچ بول لیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی شیطان بھی انسانی لبادہ اوڑھ کر وظائف بتانے لگتا ہے''۔

جنتی کا کلام، خبر غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کَانَ یَوْمًا یُحَدِّثُ وَعِنْدَہٗ رَجُلٌ مِّنْ أَھْلِ الْبَادِیَۃِ أَنَّ رَجُلاً مِّنْ أَھْلِ الْجَنَّۃِ اسْتَأْذَنَ رَبَّہٗ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَہٗ أَلَسْتَ فِیْمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلٰی وَلٰکِنِّیْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، قَالَ: فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُہٗ وَاسْتِوَاؤُہٗ وَاسْتِحْصَادُہٗ فَکَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی دُوْنَکَ یَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّہٗ لَا یُشْبِعُکَ شَیْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِیُّ وَاللّٰہِ لَا تَجِدُہٗ إِلَّا قُرَیْشِیًّا أَوْ أَنْصَارِیًّا فَإِنَّھُمْ أَصْحَابُ

زَرْعٍ وَاِنَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِکَ النَّبِیُّ ﷺ ۷۷

''جنت کے لوگوں میں سے ایک شخص اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے کی اجازت مانگے گا۔ پروردگار فرمائے گا کیا تو جو جو چاہتا ہے وہ تیرے پاس نہیں۔ وہ عرض کرے گا، بے شک ہے لیکن مجھ کو کھیتی کرنا پسند ہے۔ خیر وہ بیج ڈالے گا اور پلک مارتے وہ اُگ آئے گا۔ اور سیدھا ہو جائے گا اور کاٹنے کے لائق ہو جائے گا۔ پہاڑوں کی طرح ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا۔ آدم کے بیٹے (اَب خوش ہو) تیرا پیٹ بھرنے والا نہیں۔ یہ سن کر اَعرابی کہنے لگا واللہ قریشی یا اَنصاری، ہی کھیتی باڑی کیا کرتے ہیں اور ہم تو کھیتی باڑی کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مسکرا دیئے''۔ ۝

۝ ''حقیقت میں آدمی اَیسا ہی حریص ہے کتنی بھی دولت اور راحت ہو وہ اُس پر قناعت نہیں کرتا، زیادہ طلبی اُس کے خمیر میں ہے۔ اِسی طرح تلون مزاجی حالانکہ بہشت میں ہمہ شے اور ہمہ نعمت موجود ہوگی۔ مگر بیٹھے بیٹھے یہ خیال سوجھے گا کہ وہ کھیتی کریں وہ اُگے اُس کا تماشا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ خواہش بھی پوری کردے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۳۸۱ من وعن)

۝ ''کیونکہ عرب میں قبائل کے لوگ جنگ وجدل اور لوٹ غارت میں مصروف رہتے تھے بستی والے کھیتی باڑی کیا کرتے۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص۳۸۰، ۳۸۱)

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں اَنَّہُ حَدَّثَہُ اَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَیْرَ فِی شِرَاجٍ مِّنَ الْحَرَّۃِ یَسْقِی بِھَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَسْقِ یَا زُبَیْرُ فَاَمَرَہُ بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلٰی جَارِکَ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ اِنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِکَ فَتَلَوَّنَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ قَالَ اَسْقِ ثُمَّ احْبِسْ یَرْجِعُ الْمَاءُ اِلَی الْجَدْرِ وَاسْتَوْعٰی لَہُ حَقَّہُ فَقَالَ الزُّبَیْرُ وَاللّٰہِ اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اُنْزِلَتْ

۷۷ بخاری جلد۱ ص۳۱۶، تیسیر الباری جلد۳ ص۳۸۰۔

فِیْ ذٰلِکَ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ فَقَالَ لِیْ ابْنُ شِھَابٍ فَقَدَّرَتِ الْاَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِیِّ ﷺ اِسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَی الْجَدْرِ وَکَانَ ذٰلِکَ اِلَی الْکَعْبَیْنِ الْجَدْرُ ھُوَ الْاَصْلُ. ۸ے ''ایک انصاری مرد نے حرہ کی ندی میں جس سے کھجور کے درختوں کو پانی دیا کرتے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (انصاری کی رعایت کی) ''اے (حضرت) زبیر رضی اللہ عنہ تو درختوں کو پانی پلا لے پھر پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے''۔ انصاری نے کہا یہ اس وجہ سے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں یہ سن کر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا (آپ ﷺ کو غصہ آ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا: اے زبیر رضی اللہ عنہ' اپنے درختوں کو پانی پلا' پھر پانی روکے رہ' یہاں تک کہ وہ کھیت کی مینڈوں تک آ جائے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جو واجبی حق تھا' وہ آپ ﷺ نے دلا دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے اللہ عزوجل کی قسم یہ آیت مبارک فَلَا وَرَبِّکَ .....اخیر تک اسی باب میں اُتری۔ حضرت ابن شہاب علیہ الرحمہ نے کہا انصار اور دوسرے لوگوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے یہ فرمانے کا کہ پانی روک لے یہاں تک کہ وہ مینڈوں تک پہنچے یہ اندازہ کیا یعنی پانی ٹخنوں تک بھر جائے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے کہا منڈیر ہی اصل ہے ۝

۝ ''حالانکہ غُصّہ کی حالت میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے قاضی کو حکم دینے سے منع فرمایا ہے مگر آپ نے یہ حکم غصّے کی حالت میں دیا کیونکہ آپ غصّے میں بھی اِنصاف اور معدلت اور حق بات سے تجاوز نہیں کرتے اور خطاء سے معصوم تھے۔'' (تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۰ من وعن)

کتے کو پانی پلانے والے کی بخشش:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم

۸ے تیسیر الباری جلد۳ص۳۹۰۔

ﷺ نے فرمایا: بَیْنَا رَجُلٌ یَّمْشِیْ فَاشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا هُوَ بِکَلْبٍ یَلْهَثُ یَاْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ ''ایک دفعہ ایک شخص چل رہا تھا کہ اُسے بہت پیاس لگی تو وہ ایک کنویں میں اُترا اور اُس سے پانی پیا۔ پھر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر زمین چاٹ رہا ہے''۔ اُس نے اپنے دِل میں خیال کیا اِس کو اِس قدر پیاس لگی ہوگی جس قدر مجھے لگی تھی، اُس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور منہ میں تھام کر اُوپر چڑھا۔ کتے کو پانی پلایا۔ اللہ عزوجل نے اُس کو بخش دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ اَجْرًا؟ قَالَ: فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ ۷۹ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا جانوروں کو پانی پلانے میں بھی ہمیں ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ ہر تر جگر والی چیز میں ثواب ہے''۔ ۝

۝ ''ابوعبدالملک نے کہا یہ حدیث بنی اسرائیل کے لوگوں سے متعلق ہے۔ اُن کو کتوں کے مارنے کا حکم نہ تھا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۳۹۱ من وعن) ☆

☆ سید عالم ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے کہ ہر جاندار میں ثواب ہے۔ یہ بعض جانوروں کے لئے جن سے کوئی ضرر نہیں پہنچتی کیونکہ خنزیر وغیرہ جن کو قتل کرنے کا حکم ہے اُن کو زندہ رکھنے میں ضرر کو تقویت پہنچتی ہے۔

حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''اِس حدیث شریف کا مقصد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی جاندار مخلوق پر شفقت کا اِظہار کیا جائے۔ اِس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے بھلائی کرنا چاہیے۔ کیونکہ جب کتے کو پانی پلانا مغفرت کا سبب بن سکتا ہے تو اِنسانوں کو پانی پلانے میں عظیم اَجر وثواب کی اُمید ہونی چاہئے۔ معلوم ہوا مخلوق کو پانی پلانے میں بہت ثواب ہے۔ پھر مومنوں کو پانی پلانے میں ثواب اور زیادہ ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے پانی

۷۹ بخاری جلد۱ ص۳۱۸ تیسیر الباری جلد۳ ص۳۹۱ تفہیم البخاری جلد۳ ص۵۹۶ مسند احمد جلد۲ ص۳۷۵

پلانا بہترین صدقہ ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشادِ لاریب ہے: وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط (الانبیآء:۳۰) ''اور ہم نے ہر چیز پانی سے بنائی ہے۔''

پانی کا صدقۂ جاریہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا: يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّ قَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۸۰ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پانی: (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے''۔

اِس حدیث پاک کی بعض روایات میں یہ اِضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ فَتِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ ''مدینہ شریف میں ''سقایہ آل سعد'' کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے''۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا' وہی ''سقایہ آل سعد'' کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس حدیث پاک کا اِستنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے''۔ (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی صاحب دیوبندی، شائع کردہ مکتبہ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیثِ پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا: سَقَى الْمَآءِ ''پانی پلانا'' فَتِلْكَ سَقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ ''یہ تو مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۴ وحید الزماں صاحب نے

۸۰ مشکوٰۃ ص ۱۶۹' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳' نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۴' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲ (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام ۲۳۰ ص ۱۴ (جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳، ۱۷۔۱۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء)۔

اِسی روایت کا حوالہ دیا ہے)۔

اَب بھی اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہو بعض لوگ خصوصی طور پر سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف' فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دُودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

اِس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام کی سبیلیں، وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں' اِیصالِ ثواب کی نیّت سے لگانا' اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ پاک ہے۔ ثواب بخشتے وقت اِیصالِ ثواب کے اَلفاظ زبان سے اَدا کرنا سُنّت ہے کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اِس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا''۔ (مرآۃ جلد۳ ص۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں یہ نہیں آیا کہ اِیصالِ ثواب حرام ہے۔ اَیسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے ڈریں اور اپنی اِصلاح کریں۔

پانی پلانے کی برکت:

حضرت علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ ایک مرفوع روایت ہے: اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی رَجُلٍ فِی السِّیَاقِ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا تَرٰی فَقَالَ اَرٰی مَلَکَیْنِ یَتَاَخَّرَانِ وَالْاَسْوَدَیْنِ یَدْنُوَانِ وَاَرَی الشَّرَّ یَنْمِیْ وَالْخَیْرَ یَضْمَحِلُّ فَاَعِنِّیْ مِنْکَ بِدَعْوَةٍ یَانَبِیَّ اللّٰهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اشْکُرْ لَهُ الْیَسِیْرَ وَاعْفُ عَنْهُ الْکَثِیْرَ ثُمَّ قَالَ لَهٗ مَا ذَا تَرٰی فَقَالَ اَرٰی مَلَکَیْنِ یَدْنُوَانِ وَالْاَسْوَدَیْنِ یَتَاَخَّرَانِ اَرَی الْخَیْرَ یَنْمِیْ وَالشَّرَّ یَضْمَحِلُّ فَقَالَ فَمَا وَجَدْتَّ اَفْضَلَ عَمَلِکَ قَالَ سَقَی الْمَآءِ [۸۱]

''سرورِ کائنات ﷺ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو موت کی

۸۱ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۲۰۸۔

کش مکش میں مبتلا تھا۔ آپ ﷺ نے اُسے فرمایا' بتاؤ کیا نظر آتا ہے؟ اُس نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے پیچھے ہٹ رہے ہیں اور دو سیاہ سانپ میرے قریب آرہے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ شر بڑھتی ہے اور خیر کم ہو رہی ہے۔ یا نبی (صلی اللہ علیک وسلم) میرے لئے دُعا فرمائیں اور میری مدد فرمائیں۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ جل جلالک اِس کا تھوڑا عمل قبول فرما اور اِس کے کثیر گناہ معاف فرمادے۔ پھر آپ ﷺ نے اُسے فرمایا بتاؤ کیا نظر آتا ہے؟ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دو فرشتے قریب آرہے ہیں اور دو سیاہ سانپ پیچھے ہٹ رہے ہیں اور خیر کو بڑھتے اور شر کو زائل ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: تو نے کون سا اچھا عمل کیا ہے؟ عرض کیا میں لوگوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ سید عالم ﷺ سے پوچھا کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پلانا بہترین صدقہ ہے''۔ ۸۲

بلی کی وجہ سے عذابِ دوزخ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: عُذِّبَتِ امْرَاۃٌ فِیْ ھِرَّۃٍ حَبَسَتْھَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعاً فَدَخَلَتْ فِیْھَا النَّارُ، قَالَ: فَقَالَ: وَاللّٰہُ اَعْلَمُ لَا اَنْتِ اَطْعَمْتِیْھَا وَلَا سَقَیْتِھَا حِیْنَ حَبَسْتِیْھَا وَلَا اَنْتِ اَرْسَلْتِیْھَا فَاَکَلَتْ مِنْ خُشَاشِ الْاَرْضِ ۸۳ ''ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا جس کو اُس نے روک رکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بھوک سے مرگئی اور وہ عورت دوزخ میں داخل ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) جانتا ہے کہ تو نے اُس کو

---

۸۲ تفہیم البخاری جلد۳ ص ۵۹۹۔ ۸۳ بخاری جلد۱ ص ۳۱۸' تفہیم البخاری جلد۳ ص ۵۹۸' تیسیر الباری جلد۳ ص ۳۹۲' مسند احمد جلد۲ ص ۴۲۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ ص ۲۱۴' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۱۹۰' الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۲۰۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۰۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۶۹۶۔ ۴۳۶۹۵' شرح السنۃ جلد۳ ص ۴۲۲' مسلم حدیث نمبر ۲۲۴۲۔

کھانا کھلایا' نہ پانی پلایا جبکہ اُس کو باندھے رکھا تھا اور نہ تو نے اُس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے (حتی کہ وہ بھوکی مرگئی)۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۳۹۲) ☆

☆ بلی کو پانی نہ پلانے سے عذاب ہوا تو معلوم ہوا پانی پلانا ثواب ہے۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بلی اُس عورت کی مملوکہ تھی کیونکہ آپ ﷺ نے حدیث شریف میں بلی کی نسبت عورت کی طرف فرمائی ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ دوزخ مخلوق ہے اور بعض لوگوں کو اِس میں عذاب دیا جاتا ہے اور بلی کو اذیت پہنچانا کبیرہ گناہ ہے"۔

حوضِ کوثر سے دُور کرنے کے متعلق خبرِ غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَ ذُوْدَنَّ رِجَالاً عَنْ حَوْضِیْ کَمَا تُذَادُ الْغَرِیْبَۃُ مِنَ الْاِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ ۸۴ "قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو دُور کروں گا' جیسے اُونٹوں میں اَجنبی اَونٹ کو حوض سے دُور کیا جاتا ہے"۔ ☆

☆ "یہ لوگ جن کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ قیامت کے دن اپنے حوضِ کوثر سے دُور کریں گے۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھی ہیں جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ بعض علماء نے کہا وہ منافق ہیں۔ اِس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پانی پلانا بہت بڑی عبادت ہے۔ اِسی طرح رستوں میں سبیلیں بنا دینا ہے تا کہ پیاسے راہ گیر یا عام لوگ اُن سے پانی پئیں۔

بعض تابعین حضرات کہتے ہیں جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ لوگوں کو پانی پلائے کیونکہ ایک کتے کو پانی پلانے سے اگر مغفرت ہوسکتی ہے تو مومنوں کو پانی پلانے میں کس قدر ثواب ہوگا۔

---

۸۴ بخاری جلد۱ص۳۱۸' تیسیر الباری جلد۳ص۳۹۳' تفہیم البخاری جلد۳ص۵۹۹' مسند احمد جلد ۲ص۴۶۷' کنز العمال حدیث نمبر۳۹۱۳۹۔

زَم زَم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے: یَرْحَمُ اللّٰہُ اُمَّ اِسْمَاعِیْلَ، لَو تَرَکَتْ زَمْزَمَ اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ لَکَانَتْ عَیْنًا مَّعِیْنًا، وَاَقْبَلَ جُرْھُمٌ فَقَالُوْا اَتَاْذِنِیْنَ اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَکِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَکُمْ فِی الْمَآءِ، قَالُوْا: نَعَمْ ۸۵

''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے، اگر وہ آبِ زَم زَم کو چھوڑ دیتیں' یا فرمایا: اگر پانی مشکیزہ میں نہ بھرتیں تو وہ جاری چشمہ ہوتا (وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا) اور جرہم قبیلہ کے لوگ اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم کو یہاں اُترنے کی اِجازت دیتی ہو۔ اُنہوں نے فرمایا: اِجازت ہے، لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق ودعویٰ نہیں ہوگا۔ اُنہوں نے کہا بہت اچھا! ٹھیک ہے''۔ ☆

☆ ''یہ علم الٰہی سے خبر دی جارہی ہے کہ اگر وہ پانی نہ باندھتی تو وہ جاری چشمہ ہوجاتا اور مکہ مکرمہ کے باغ سیراب کرتا''۔

قیامت کے دن کی خبرِ غیب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ: رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَتِہٖ لَقَدْ اُعْطِیَ بِھَا اَکْثَرَ مِمَّا اُعْطِیَ وَھُوَ کَاذِبٌ وَّرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَۃٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَّنَعَ فَضْلَ مَائِہٖ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ: اَلْیَوْمَ اَمْنَعُکَ فَضْلِیْ کَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَاءٍ لَّمْ تَعْمَلْ یَدَاکَ ۸۶

---

۸۵ بخاری جلد۱ص ۴۱۹، تیسیر الباری جلد۳ص ۳۹۴، تفہیم البخاری جلد۳ص ۶۰۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۵ص ۹۹، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۹۱۰۷ جلد۵ص ۱۰۷۔ ۸۶ بخاری جلد۱ص ۴۱۹، تیسیر الباری جلد۳ص ۳۹۴، تفہیم البخاری جلد۳ص ۶۰۱۔

''قیامت کے دن اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا اور نہ ہی اُن کو نظرِ کرم سے دیکھے گا۔ (۱) وہ شخص جس نے سامان بیچتے ہوئے قسم کھائی کہ مجھے اِس کی قیمت اِس سے زیادہ ملتی تھی۔ حالانکہ اُسے کم پیسے ملتے تھے۔ (۲) جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ دوسرے مسلمان شخص کا مال روک لے یا مار لے اور (۳) وہ شخص جو زائد پانی سے لوگوں کو روکے تو (قیامت کے دن) اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) فرمائے گا' میں تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں۔ جیسے تو نے زائد شئے روک رکھی تھی، جو تیرے ہاتھ کی کمائی نہ تھی''۔ ☆

☆ ضرورت سے زیادہ پانی روکنے پر سزا ملی تو معلوم ہوا کہ بقدرِ ضرورت اُس کو روکنا جائز تھا اور وہ اِس کا حق رکھتا تھا۔ بعضوں نے کہا یہ جو فرمایا، ''جو تیرا بنایا ہوا نہ تھا''۔ اِس سے معلوم ہوا اگر وہ پانی اُس نے اپنی محنت سے نکالا ہوتا جیسے کنواں کھودا ہوتا یا مشک میں بھر کر لایا ہوتا تو وہ اُس کا حقدار ہوتا۔

ایک اور حدیث شریف میں تیسرا شخص اِمام کی بیعت کرنے والا ہے یعنی دنیاوی مفاد کے لئے اِمام کی بیعت کرتا ہے اگر اُس کو مفاد حاصل ہو تو بیعت پر قائم رہتا ہے ورنہ بیعت توڑ دیتا ہے۔

''اور عصر کے وقت کی تخصیص اِس لئے ہے کہ اِس وقت گناہ کرنا زیادہ بُرا ہے۔ اگرچہ جھوٹی قسم ہر وقت حرام ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُس وقت عصر کی قسم بیان فرمائی ہے اور اُس وقت کی شانِ عظیم بتائی ہے۔ اُس وقت فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ اَعمال کی مہر ہے۔ اِس لئے اُس وقت میں گناہ کی عقوبت سخت بیان کی ہے تاکہ لوگ گناہ پر جرأت نہ کریں۔ کیونکہ جو اُس وقت گناہ پر جرأت کرے، وہ دوسرے اَوقات میں گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے۔ ۸۷

گھوڑے ثواب کا ذریعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف

۸۷ تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۰۱۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے تین قسم کے ہیں'' اَلْخَیْلُ لِرَجُلٍ اَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ (۱) ایک گھوڑا کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے۔ (۲) ایک کسی کے بچاؤ کا ذریعہ ہے اور (۳) ایک کسی کے گناہ کا سبب ہے۔

(۱) وہ گھوڑا ثواب کا سبب ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی راہ میں (جہاد کے لئے) باندھا اور اُس کی چراگاہ یا باغ میں رسی لمبی کردی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا' وہ اُس کے لئے نیکیاں ہوں گی اگر اُن کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک بلندی یا دو بلندی تک دَوڑ جائے تو اُس کے قدموں کے آثار اور اُس کی لید اُس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی جس کا گھوڑا ہے۔ اگر وہ کسی ندی پر گزرے وہاں وہ پانی پی لے خواہ اُس کے مالک کا اِرادہ پانی پلانے کا نہ ہو تب بھی نیکیاں لکھی جائیں گی تو اَیسے شخص کے لئے گھوڑا تو ثواب ہی ثواب ہے۔

(۲) جس شخص نے اُس کو مالداری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اُس کی گردن اور پشت کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا حق نہ بھولا وہ اُس کے لئے بچاؤ اور ثواب کا ذریعہ ہوگا۔

(۳) جس نے فخر وریا کے طور پر مسلمانوں سے دشمنی اور مسلمانوں کے نقصان پہنچانے کے لئے گھوڑا باندھا تو وہ اُس کے لئے گناہ کا باعث ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے گدھوں کے بارے میں سوال عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَا اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهَا شَیْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ [۸۸] ''گدھوں کے بارے میں مجھ پر کچھ نازل نہیں ہوا مگر (سورۃ الزلزال کی) یہ جامع آیتِ مبارک جو کوئی رَتی برابر بھلائی کرے گا وہ (قیامت کے دن) اُس کو دیکھ لے گا اور کوئی رَتی برابر برائی کرے گا تو وہ بھی دیکھ لے گا''۔ ۝

۸۸ بخاری جلد ۱ ص ۳۱۹، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۹۶، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۰۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۳۷۔

o ''اگر جانوروں کا نہر سے پانی پی لینا جائز نہ ہوتا تو اُس پر ثواب کیوں ملتا اور جب بغیر پلانے کے قصد کے اُن کے خود بخود پانی پی لینے میں ثواب ملا تو قصداً پلانا بطریقِ اولیٰ جائز بلکہ موجب ثواب ہوگا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص ۳۹۷ من وعن)۔

گھوڑے کی لید میں ثواب، پانی پینے میں ثواب، کھانے میں ثواب بلکہ ہر چیز میں ثواب ہی ثواب ہے، اَجر ہی اَجر ہے۔ ☆

☆ اِس باب سے حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا مقصد یہ ہے کہ جاری نہروں کا پانی کسی ایک شخص کے لئے مختص نہیں۔ سب علماء کا اِس پر اتفاق ہے کہ کسی سے اِجازت حاصل کئے بغیر ہر ایک اُن سے پانی پی سکتا ہے کیونکہ اُن کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے لوگوں اور جانوروں کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا کوئی اُن کا حقیقی مالک نہیں اگر کوئی اُن کے پانی سے برتن بھرے تو وہ اُس کی مِلک ہوگا۔ وہ اِس پانی میں جو چاہے بیع، ہبہ اور صدقہ وغیرہ کرسکتا ہے۔ حضرت اِمام ابوحنیفہ اور حضرت اِمام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا پانی کو پانی کے عوض اُدھار اور متفاضل بیچنا جائز ہے۔ ۸۹

اِس حدیث شریف میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا مقصد یہ بھی ہے کہ اگر جاری نہروں کا پانی کسی کے لئے مختص ہوتا تو اُن سے پانی پینے کی اجازت حاصل کرنا پڑتی ہے۔ لیکن سرورِ کائنات ﷺ نے اُن کو کسی کی ملکیت ظاہر نہیں فرمایا، معلوم ہوا اُن کا پانی کسی کے لئے مختص نہیں۔ جو نہریں حکومت خود بناتی ہے جس کا مقصد کھیتوں کی آبپاشی ہوتا ہے اُس کے آبیانہ وصول کیا جانا جائز ہے۔

جو شخص ادا کرنے کی نیّت سے قرض لے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے اُحد پہاڑ کو دیکھا اور فرمایا: مَا أُحِبُّ

۸۹ تفہیم البخاری جلد۳ ص ۶۰۴۔

اَنَّهٗ يُحَوَّلُ لِيْ ذَهَبًا يَّمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا دِيْنَارًا اَرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ ''مجھے یہ پسند نہیں کہ یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے اور میرے پاس اِس میں سے ایک دینار بھی تین دن سے زیادہ رہے' سوائے اُس دینار کے کہ میں اُس کو قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں'' پھر فرمایا: زیادہ مالدار لوگوں کو کم ثواب ملے گا۔ مگر وہ لوگ جو اِس طرح اور اِس طرح اور اِس طرح کریں۔ اُن کو بہت ثواب ملے گا۔ حضرت ابو شہاب علیہ الرحمہ راوی نے آگے اور دائیں بائیں اِشارہ کیا۔ حالانکہ اَیسے لوگ کم ہیں اور فرمایا: اِسی جگہ ٹھہرے رہو اور آپ ﷺ تھوڑا سا آگے تشریف لے گئے اور میں نے ایک آواز سنی تو میں نے وہاں جانے کا خیال کیا پھر مجھے آپ ﷺ کا اِرشادِ مبارک یاد آ گیا کہ اِسی جگہ ٹھہرے رہو، حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ آواز کیا تھی جو میں نے سنی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے سنی تھی، میں نے عرض کیا' جی ہاں (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)! میں نے سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عليه السلام فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ: وَاِنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ ۹۰ (تیسیر الباری جلد۴ص ۴۰۶ من وعن) ''میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے، آپ ﷺ کی اُمّت میں سے جو کوئی مرجائے، وہ شرک نہ کرتا ہو' تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اگرچہ وہ ایسا ایسا کام کرے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا، جی ہاں!''۔

''قرض ادا کرنے کی ہر شخص کو فکر کرنا چاہئے اور اُس کا اَدا کرنا خیرات کرنے پر مقدم ہے۔ قرض کا حکم بہت سخت ہے اور مقروض شخص جب قرض ادا کرنے کی نیّت کرے تو اللہ عزوجل اُس کے لئے اَسباب مہیا فرما دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَخَذَ

۹۰ بخاری جلد۱ص ۳۲۱، تیسیر الباری جلد۳ص ۴۰۶، تفہیم البخاری جلد۳ص ۶۱۶۔

اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَاءَ هَا اَدَّی اللّٰہُ عَنْہُ وَمَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰہُ [۹۱] ''جوکوئی لوگوں کے مال اِس نیّت سے لے کہ وہ اُن کو اَدا کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُس کی طرف سے اَدا فرما دیتا ہے اور جوکوئی اُن کو ضائع کرنے کی غرض سے لے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُس کو تباہ کر دیتا ہے''۔

نیز یہ معلوم ہوا کہ حتی الوسع قرضہ ادا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے اور نیک کاموں پر مال خرچ کرنا چاہئے اور جب تک ممکن ہو قرض سے بچنا چاہئے کیونکہ مقروض لوگ اکثر جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔ جب وعدہ کرتے ہیں تو خلاف ورزی کرتے ہیں۔

حضور سیّد کائنات ﷺ نے قرض سے پناہ چاہی ہے۔ نیز جب قرضہ اَدا کرنے کی قدرت ہو تو تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ اِس طرح اَمانت میں خیانت ہوتی ہے اور خیانت پر سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہاد سب گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے مگر قرض اور اَمانت معاف نہیں ہوتے۔ جب کسی کے پاس اَمانت ہو اور وہ اُس میں خیانت کرے تو قیامت میں اُسے کہا جائے گا! اَمانت اَدا کر! وہ کہے گا، کہاں سے اَمانت اَدا کروں؟ حالانکہ دنیا تو ختم ہو چکی ہے تو اُس کو کہا جائے گا ہم تجھے دُنیا دکھاتے ہیں اور وہ اُسے جہنم کے نیچے نظر آئے گی تو اُسے کہا جائے گا نیچے اُتر کر نکالو وہ اُترے گا اور اپنی گردن پر اُٹھائے گا، وہ اُس کے کندھے سے گر پڑے گی پھر وہ بھی اُس کے پیچھے گر پڑے گا اور وہ دوزخ میں پڑا رہے گا۔ (عینی) [۹۲]

اہل حدیث حضرات قبروں پر کیا کرتے ہیں؟

○ ''وحید الزماں صاحب تیسیر الباری نے لکھا ہے: ہمارے مرشد مولانا

---

[۹۱] بخاری جلد ۱ ص ۳۲۱، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۰۵، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۱۴، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۳۵۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۱۔۴۱۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۳۵۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۷، قرطبی جلد ۲ جز ۳ حدیث نمبر ۴۱۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۹۱۰، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۴۲۹۔

[۹۲] تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۱۷۔

فضل الرحمان صاحب مراد آبادی قدس سرہٗ مسافروں کی خدمت گزاری کیا کرتے تھے اور محض متوکل تھے، جب اِنتقال ہوا اُس وقت کئی ہزار کے قرض دار تھے۔ اُن کی قبر پر بہت سے لوگ جمع تھے۔ ایک شخص کھڑے ہوئے اور کہنے لگے مولانا پر جس جس کا قرض ہو وہ اِیمان سے بتلا دے، میں اُن کی قبر پر رکھ دیتا ہوں، اُٹھالے۔ چنانچہ قرض خواہ یہ سن کر حاضر ہوئے اور اُنہوں نے سب کا قرض دام دام چکا دیا۔ **ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ** ۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص ۴۰۷ من وعن) ☆

☆ اہلسنّت و جماعت لوگ اپنے مرشدوں یا پیروں کی بات کریں تو اُن کے مقابلے میں اہلحدیث حضرات کہتے ہیں ہمارے مرشد اور پیر صرف رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہیں۔ لیکن وحید الزماں صاحب نے مولانا فضل الرحمان کو اپنا پیرو مرشد بیان کیا ہے۔ یہ حضرات بُرا نہ منائیں۔ کیسے عجیب لوگ ہیں، یہ دوسروں کو مرشد پکڑنے سے منع کرتے ہیں خود اپنے ''مرشد'' بناتے ہیں۔ شاید یہ حضرات قرآنِ مجید کا مطالعہ نہیں کرتے۔ رب ذوالجلال والاکرام نے رہبر ورہنما (اُسے مرشد کہہ لو، پیر کہہ لو یا شیخ کہہ لو) کی پیروی کا حکم فرمایا: **وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ** ۚ (لقمان:۱۵) ''اُس کی پیروی کرو جو میری طرف جھکا ہوا ہے''۔ یہ جھکا ہوا کون ہے؟ یہ رہبر ورہنما ہی تو ہے یہ مرشد و پیرِ کامل ہی تو ہے۔ بس تفرقہ کی بلا سے بچنے کی ضرورت ہے۔ جب ایک چیز کو ایک شخص اپنے لئے جائز قرار دیتا ہے تو وہ وہی چیز دوسرے کے لئے ناجائز کیوں کہتا ہے؟ ایں چہ بوالعجبی است۔

مرنے کے بعد کے حالات:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: **مَاتَ رَجُلٌ فَقِیْلَ لَهٗ: مَا کُنْتَ تَقُوْلُ؟ قَالَ کُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ فَاَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوْسِرِ، وَاُخَفِّفُ عَنِ**

الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهُ، قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ: سَمِعْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ۹۳ ''ایک شخص فوت ہوگیا تو اُس سے پوچھا گیا تو کیا کرتا تھا۔ اُس نے کہا میں لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور مالدار پر آسانی کرتا تھا اور غریب کو معاف کر دیتا تھا آخر وہ بخشا گیا۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے بھی یہ حدیث شریف نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنی ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارحم الراحمین معمولی نیکیوں کے عوض بڑے بڑے گنہگار بخش دیتا ہے۔ کیونکہ جب اِنسان اَچھی نیّت سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم کی رحمت سے وہ خسارے میں نہیں رہتا۔

صحیح بخاری شریف میں ہی ''کتاب البیوع'' کے باب مَنْ اَنْظَرَ مُوْسِرًا (یعنی جو شخص مال دار کو مہلت دے) میں ہے۔ اَگلے زمانے میں تم سے پہلے ایک آدمی مرگیا۔ فرشتوں نے اُس کی روح سے ملاقات کی اور پوچھا تو نے کوئی نیک کام کیا؟ وہ بولا' میں نے اپنے ملازموں اور نوکروں کو حکم دے رکھا تھا کہ کسی پر سخت تقاضا نہ کریں، مالدار کو مہلت دیں اور محتاج کو معاف کر دیں۔ یہ سن کر فرشتوں نے بھی اُسے چھوڑ دیا''۔ ۹۴

اِسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَاٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ: تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ ۹۵ ''ایک سوداگر تھا جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا پھر جب دیکھتا کوئی محتاج ہے تو اپنے آدمیوں سے کہتا اِس کو معاف کر دو۔ شاید اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہم کو بھی معاف فرما

---

۹۳ بخاری جلد ۱ ص ۳۲۱، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۱۸، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۰۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۳۵۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۳۱۔ ۹۴ بخاری جلد ۱ ص ۲۷۸، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۴۰۔۳۳۹، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۹۲۔ ۹۵ بخاری جلد ۱ ص ۲۷۹، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۹۳، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۴۰۔

دے۔ آخر جب وہ مر گیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُس کو بخش دیا''۔

دُعا کی برکتیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میرے والدِ گرامی غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے۔ وہ قرض دار تھے، قرض خواہوں نے اپنے قرض کے لئے سخت تقاضا کیا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرض خواہوں کے تقاضے کا واقعہ بیان کیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فَسَأَلَهُمْ اَنْ يَقْبَلُوْا تَمْرَ حَائِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا اَبِيْ فَاَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَائِطِيْ وَقَالَ سَنَغْدُوْا عَلَيْكَ ''قرض خواہوں سے فرمایا، جتنی کھجور ہے سب لے لو، باقی قرض معاف کردو۔ اُنہوں نے نہ مانا۔ آخر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو باغ کا میوہ نہ دیا اور (حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) مجھے فرمایا: صبح ہم تیرے باغ میں آئیں گے (قرض خواہوں کو بلوالینا)''۔

فَغَدًا عَلَيْنَا حِيْنَ اَصْبَحَ فَطَافَ بِالنَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُّهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا ۹۶ ''پھر صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ باغ میں گھومے اور میرے باغ میں برکت کے لئے دُعا فرمائی۔ میں نے جو کھجور کاٹی تو سب قرض ادا کر دیا اور کچھ بچ رہی''۔ ۝

۝ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بر طریقِ حکم نہ تھا ورنہ اُن کو ماننا فرض ہو جاتا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور صلاحِ خیر کے اُن کو یہ مشورہ دیا۔ اگر وہ سارا باغ لے لیتے تو فائدہ میں رہتے۔ اِدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے۔ مگر پروردگار عالم کو جابرؓ کا فائدہ کرانا منظور تھا وہ لوگ کم قسمت تھے۔ جابرؓ خوش نصیب تھے کہ قرض کا قرض ادا

۹۶ بخاری جلد ۱ ص ۳۲۲' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۱۱' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۲۰۔

ہوگیا اور میوہ کھانے کے لئے بچ گیا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۴۱۲ من وعن) ☆

☆اہلسنّت و جماعت' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے پیاروں کے پاس جاتے ہیں اور اُن سے دُعائیں کرواتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے فیوض و برکات حاصل کرنے کا بہترین وسیلہ ہیں۔ کسی کے نہ ماننے سے نہ تو فیوض و برکات رُکتے ہیں اور نہ ہی روکنے والے کم علم لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ جگہ کو برکت دینے کے لئے بزرگانِ دین کا چلنا پھرنا جائز ہے۔ نیک لوگوں کے قدموں کی برکت کا عقیدہ اِسلامی عقیدہ ہے۔ جبکہ اِنکار کا عقیدہ غیر اِسلامی عقیدہ ہے۔

باغ میں چلنے پھرنے سے برکت، عقیدۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جب میرے والد شہید ہوئے اور تیس وسق کھجور ایک یہودی کا قرض چھوڑ گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اُس یہودی سے مہلت مانگی۔ اُس (یہودی ابوشحم) نے مہلت نہ دی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس یہودی سے سفارش کریں۔ خیر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُس یہودی سے فرمایا: كَلِّمِ الْيَهُوْدِيَّ لِيَاخُذَ تَمْرَ نَخْلِهٖ بِالَّذِيْ لَهٗ ''تو ایسا کر، قرض کے بدلہ میں اِس کے باغ کی ساری کھجور لے لے''۔ وہ نہ مانا۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود باغ میں تشریف لے گئے، وہاں چلے پھرے۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو کھجور کاٹ کر اِس کا قرض اَدا کر۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوٹ آنے کے بعد کھجور کاٹی اور یہودی کے تیس وسق پورے دے دیئے اور سترہ وسق کھجور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بچ رہی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اِس واقعہ کا حال سنانے کے لئے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ دیکھا تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اَدا فرما رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ سنا

دیا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس واقعہ کی خبر دے دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو واقعہ بیان کیا تو اُنہوں نے فرمایا: لَقَدْ عَلِمْتُ حِیْنَ مَشٰی فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیُبَارَکَنَّ فِیْھَا ۹۷ ''میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا جب آپ ﷺ باغ میں پھر رہے تھے کہ اِس کے میوے میں ضرور برکت ہوگی''۔ ۝

۝ ''یہ آپ کا معجزہ تھا۔ عرب لوگوں کو کھجور کا جو درخت پر ہو اَیسا اندازہ ہوتا ہے کہ کاٹ کر تولیں، ماپیں، تو اَندازہ بالکل صحیح نکلتا ہے۔ سیر دو سیر کی کمی ہو تو یہ اور بات ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ ڈیوڑھے سے زیادہ کا فرق نکلے۔ اگر کھجور پہلے ہی سے زیادہ ہوتی تو یہودی خوشی سے باغ کا سب میوہ اپنے قرض کے بدل قبول کر لیتا مگر وہ میوہ تو تیس وسق سے بھی کم معلوم ہوتا تھا۔ آپ کے وہاں پھرنے اور دُعا کرنے کی برکت سے وہ ۴۷ وسق ہوگیا۔ یہ امر عقل کے خلاف نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر ﷺ سے اِس قسم کے معجزے مکرر سہ مکرر ظاہر ہوئے ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۴۱۳ من وعن)

نبی کریم ﷺ دُنیا و آخرت میں مومن کے زیادہ قریب ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، اِقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ. اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَّاتَ وَتَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْہُ عَصَبَتُہٗ مَنْ کَانُوْا، وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاہُ ۹۸ کوئی مومن اَیسا نہیں جس سے مجھ کو سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ نہ ہو۔ دُنیا و آخرت دونوں میں تم (سورۂ احزاب کی) یہ آیت

۹۷ بخاری جلد۱ ص۳۲۲، تیسیر الباری جلد۳ ص۴۱۳، تفہیم البخاری جلد۳ ص۶۲۱۔ ۹۸ بخاری جلد۱ ص۳۲۳، تیسیر الباری جلد۳ ص۴۱۵، تفہیم البخاری جلد۳ ص۶۲۴۔

پڑھو۔ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) مومنوں سے خود اُن سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔[۱] لہٰذا جو کوئی مومن مرجائے اور مال چھوڑ جائے وہ اُس کے وارثوں کو ملے گا۔ جو اُس کے وراث ہوں اور جو کوئی قرضہ اور بال بچے چھوڑ جائے وہ میرے پاس آئے میں اُس کا بندوبست کروں گا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۴۱۵) ۞

[۱] اہلسنّت وجماعت اِن کلمات کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔''یہ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) ایمان والوں کے اُن کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں''۔

۞ **''یعنی جتنا ہر مومن خود اپنی جان پر آپ مہربان ہوتا ہے اُس سے زیادہ آنحضرت ﷺ اُس پر مہربان ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی گناہ اور کفر کرکے اپنے تئیں ہلاکتِ اَبدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور آنحضرت ﷺ اُسے بچانا چاہتے ہیں اور فلاحِ اَبدی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۳ص۴۱۵ من وعن)۔** ☆

☆''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فوت شدہ مسلمان کے بال بچوں کی پرورش اور اُس کا قرض ادا کرنا اپنے ذمہ لیتے ہیں۔۔۔۔سبحان اللہ! اِس سے زیادہ شفقت اور عنایت کیا ہوگی، جو رسول اللہ ﷺ کو اپنی اُمّت سے ہے، باپ بھی اپنے بیٹے پر اِتنا مہربان نہیں ہوتا جتنے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مسلمانوں پر مہربان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِیمان والے آپ ﷺ کی نگاہِ کرم کے صدقے آپ ﷺ پر دِل وجان سے فدا ہیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی اُمت پر جتنے شفیق اور خیر خواہ ہیں، یہ بات محتاجِ وضاحت نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کی اِس شفقت اور خیر خواہی کی وجہ سے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ آیت مبارک میں فرمایا:''آپ ﷺ مومنوں کے اُن کے نفسوں سے بھی زیادہ حق دار ہیں''۔ آپ ﷺ کی محبت کو دیگر تمام محبتوں سے فائق تر اور آپ ﷺ کے حکم مبارک کو اپنی تمام خواہشات سے اہم تر قرار دیا ہے۔ اِس لئے مومنوں کے لئے ضروری

ہے کہ آپ ﷺ اُن کے جن مالوں کا مطالبہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے لئے کریں، وہ آپ (ﷺ) پر نچھاور کریں، چاہے اُنہیں خود کتنی ہی ضرورت ہو، آپ ﷺ سے اپنے نفسوں سے بھی زیادہ محبت کریں۔ جب تک یہ سپردگی نہیں ہوگی۔ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ (النساء:۶۵) ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کے رب کی قسم یہ لوگ ایماندار ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلاف میں آپ ﷺ کو حاکم نہ مان لیں''۔

اسی طرح جب تک آپ ﷺ کی محبت، تمام محبتوں پر غالب نہ ہوگی تو یہ صدائے پُرنور ایمان اَفروز دِلوں کو بیدار کرتی رہے گی کہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۹۹ ''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے والدین، اپنی اَولاد اور جمیع انسانیت سے زیادہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت نہ کرے''۔

پل صراط سے گذرتے وقت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایات ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَیَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ کَانَتْ بَیْنَهُمْ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا اُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ ۔ ۱۰۰ ''جب ایماندار لوگ (قیامت کے دن) دوزخ سے گذر جائیں گے تو بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک پُل پر اَٹکائے جائیں گے اور دُنیا میں جو اُنہوں نے ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا اُس کا بدلہ لیا جائے گا۔ جب پاک صاف ہو جائیں گے تو اُن کو بہشت میں داخل

---

۹۹ بخاری جلد ا ص ۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۶۷' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۰۷' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۲۱' مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۴۸۶۔ ۱۰۰ بخاری جلد ا ص ۳۳۰' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۴۵۲' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۵۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۷۸' الادب المفرد حدیث نمبر ۴۸۶۔

ہونے کی اجازت ملے گی''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ ﷺ بِیَدِہٖ لَأَحَدُھُمْ بِمَسْکَنِہٖ فِی الْجَنَّۃِ أَدَلُّ بِمَنْزِلِہٖ کَانَ فِی الدُّنْیَا ''اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے، ہر شخص کو بہشت میں اپنا مکان دُنیا سے بڑھ کر معلوم رہے گا۔ بمعنی دُنیا میں اپنے مکان کی نسبت جنت میں اپنے مسکن کو زیادہ پہچانے گا''۔

اِس حدیث شریف میں قیامت کے حالات بیان کئے گئے کہ پُل پر گزرتے ہوئے کیا ہوگا؟ کیا تقاضا ہوگا اور کیا فیصلہ ہوگا؟ کیا خوبصورت عقیدہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا، اُنہوں نے کل کیا، پرسوں کیا، قیامت کے دن کی سچی باتیں سنیں تو کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کل کیا ہونا ہے یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہی جانتا ہے؟ بلکہ اُنہوں نے ویسے ہی تسلیم کیا جیسے پیارے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے غیب کی باتیں سنتے تھے تو آپ ﷺ پر اعتراض نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی بیان کردہ بات کو من وعن تسلیم کرتے تھے۔ محدثین کرام نے بھی ایسی باتیں تسلیم کی ہیں اور اپنی مدون شدہ کتب اَحادیث میں کتر وبیونت کے بغیر بیان کی ہیں۔ صاحب تیسیر الباری وحیدالزماں جو اپنے آپ کو اہلحدیث لکھتے ہیں محولہ بالا حدیث شریف کی تشریح میں قیامت کے دن ہونے والے واقعات اور فیصلوں کے بارے غیبی خبر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ۝

۝ ''اِس طرح کہ مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دی جائیں گی اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کی برائیاں اُس پر ڈالی جائیں گی یا مظلوم کو حکم دیا جائے گا کہ ظالم کو اُتنی ہی سزا دے لے، جتنی اُس نے مظلوم کو دُنیا میں دی تھی اور جس بندے کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہے گا اُس کے مظلوم کو اُس سے راضی کردے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۴۵۲ من وعن)

''ہر شخص کو بہشت میں اپنا مکان دُنیا کے مکان سے بڑھ کر معلوم ہوگا''۔ اِس اِرشادِ مبارک کی تشریح میں وحید الزماں لکھتے ہیں: ''کیونکہ برزخ میں صبح وشام اُس کو دیکھتا رہتا ہے''۔ عالم برزخ میں کیا کچھ ہوتا ہے اُس کا حال (جو عام اِنسانوں سے پوشیدہ ہے) ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وہ بھی تفصیل سے بیان فرمایا ہوا ہے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صحیح العقیدہ ہونے کی برکتیں ہیں کہ یہ باتیں ہم تک پہنچ چکی ہیں۔ اگر وہ لوگ علمِ غیب مصطفےٰ ﷺ کے منکر ہوتے تو یہ باتیں ہم تک نہ پہنچ سکتیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان ہے کہ اُس نے کل کی خبریں اور آئندہ کا علم، غیب کا علم، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو عطا فرمایا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ اَمانت محفوظ طریقہ سے اپنے سے بعد میں آنے والے ایمان والوں کو پہنچادی۔

عالم برزخ میں ہر فوت شدہ شخص مرد ہو یا عورت اپنے ٹھکانے کو دیکھتا ہے کہ وہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔ مرنے کے بعد آنکھوں کے آگے سے سارے حجابات ہٹ جاتے ہیں۔ کئی اِیمان والوں کے دُنیا میں ہی حجابات ہٹ جاتے ہیں اور وہ فوت ہونے سے پہلے ہی جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتے ہیں۔

شمس الدین ابن قیم الجوزی شاگرد ابنِ تیمیہ نے اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں لکھا ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: **مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ لَّمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ** [۱۰۱] ''جس شخص نے ایک دن میں مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف بھیجا، وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا''۔

مرنے کے بعد جنت اور دوزخ دیکھنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ

---

[۱۰۱] جلاء الافہام ص ۲۴ (بیروت)، القول البدیع ص ۲۶۷ (چھاپہ سعودی عرب)، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۰۱ (دار الحدیث قاہرہ)۔

کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیْہِ مَقْعَدُہٗ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ فَیُقَالُ ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی یَبْعَثَکَ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۱۰۲ ''تم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے، تو صبح وشام اُس پر اُس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا رہتا ہے اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانہ اور اگر دوزخیوں میں ہے تو دوزخ کا ٹھکانہ۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے، یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) تجھے قیامت کے دن اُدھر بھیجے گا''۔

صبح وشام سے مراد ہمیشگی ہے یعنی میّت قبر سے ہر وقت اپنے جنتی یا دوزخی ٹھکانے کو دیکھتی رہتی ہے۔ اِس حدیث شریف کی تائید اِس آیت مبارکہ سے ہوتی ہے:

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ج (المؤمن:۴۶) ''آگ ہے جس کے سامنے یہ صبح وشام لائے جاتے ہیں''۔

قبر میں جنت کی خوشبوئیں، وہاں کی ٹھنڈی ہوائیں ایمان والوں کو راحت پہنچاتی ہیں۔ اَیسے ہی کافر کو قبر میں دوزخ کی لو اور بدبودار ہوائیں آتی رہتی ہیں۔

قیامت کے دن اللہ عزوجل کی اپنے بندے سے سرگوشی کا علمِ غیب:

حضرت صفوان بن محرز مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک بار اَیسے ہوا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ تھامے جارہا تھا، اِتنے میں ایک شخص سامنے سے آیا اور کہنے لگا تم نے نجویٰ کے متعلق نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے کس طرح سنا ہے، کیا سنا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ''نجویٰ'' (سرگوشی) کے بارے میں

۱۰۲ بخاری جلد۱ص ۱۸۴، مسلم جلد۲ص ۳۸۵، مشکوٰۃ ص ۲۵، نسائی جلد۱ص ۲۹۱، مرآۃ جلد۱ص ۱۲۹، شرح السنۃ جلد۳ص ۲۸۱، مسند احمد جلد۲ص ۱۱۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۵۴۸، موطا امام مالک ص ۲۳۹۔

یہ سنا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُدْنِی الْمُؤْمِنَ فَیَضَعُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَیَسْتُرُہٗ ۱۰۳ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) مومن کو اپنے نزدیک بلائے گا اور اپنا پردۂ عزّت اُس پر ڈال دے گا'' پھر فرمائے گا: اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا؟ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا؟ ''کیا تجھے فلاں گناہ معلوم ہے؟ کیا تجھے فلاں گناہ معلوم ہے؟''۔

بندہ عرض کرے گا: نَعَمْ اَیْ رَبِّ ''ہاں! میرے ربّ کریم مجھے معلوم ہے''۔

حَتّٰی قَرَّرَہٗ بِذُنُوْبِہٖ وَرَأٰی فِیْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ ھَلَکَ جب ''یہاں تک کہ (رَبِّ ذوالجلال والاکرام) اُس سے تمام گناہوں کا اِقرار کرالے گا اور وہ شخص اپنے دِل میں خیال کرے گا' اَب تو میں ہلاک ہوگیا''۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم فرمائے گا: سَتَرْتُھَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَ اَنَا اَغْفِرُھَا لَکَ الْیَوْمَ ''میں نے دُنیا میں تیرے عیبوں پر پردہ ڈالا اور آج کے دن میں تجھے بخش دیتا ہوں''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۴۵۲) ☆

☆ کیا شان ہے' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم غیب کی کہ قیامت کے دن ربّ کریم اپنے بندے سے جو سرگوشی فرمائے گا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُسے من وعن بیان فرمادیا۔ سوچنے والی بات ہے اگر آپ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے علم غیب عطا نہ فرمایا ہوتا تو وہ گفتگو جو ربّ کریم نے اپنے بندوں سے کرنی ہے، وہ کیسے بتلائی جاسکتی؟ آپ ﷺ کے علم غیب کو ماننے سے ہی صحیح اِعتقاد اور اِیمان نصیب ہوسکتا ہے۔ ورنہ اَیسی تمام باتیں جن کا تعلق مستقبل سے ہے' قیامت سے ہے' قیامت کے بعد سے ہے' سب کی نفی ہوجاتی ہے۔

مسلمان کا حال:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مسلمانوں کی خیر خواہی اور بھلائی اور دشمن سے بچاؤ کی تدبیریں بیان فرمائی ہیں' اگر مسلمان اُن پر عمل پیرا ہوتے تو آج وہ ذلت

۱۰۳ مسند احمد جلد۲ ص۷۴' کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۱۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۵۱' درمنثور جلد۳ ص۳۲۵۔

وخواری دیکھنے میں نہ آتی جو دیکھنے میں آرہی ہے۔آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں مطالعہ کی ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یُسْلِمُهٗ وَ مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًاسَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ [۱۰۴] ''ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اُس پر ظلم نہ کرے اور نہ اُس کو ذلیل وخوار کرے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کی حاجت پوری فرمائے گا اور جو کوئی مسلمان کی مصیبت دُور کرے گا۔اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم قیامت کے مصائب اُس سے دُور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے گا۔اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت میں اُس کے عیب چھپائے گا''۔

اِس حدیث شریف میں اِس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں تعاون اور اچھا معاملہ کرنا چاہیے۔ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْمَظْلُوْمًا ؟قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًافَکَیْفَ نَنْصُرُهٗ ظَالِمًا؟ قَالَ تَأْخُذُفَوْقَ یَدَیْهِ [۱۰۵] ''اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم اُس کی مدد کریں گے جب کہ مظلوم ہو، لیکن ظالم کی کیسے مدد کریں؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اُس کا ہاتھ پکڑلو'' (اُس کو ظلم سے روکو)۔ ۝

---

۱۰۴ بخاری جلد ا ص ۳۳۰' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۵۳' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۶۹۔

۱۰۵ بخاری جلد ا ص ۳۰۰' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۵۴' تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۷۰' مسند احمد جلد ۳ ص ۹۹' ترمذی حدیث نمبر ۲۲۷۲' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۸۹' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۶۴۔

۵ ''مظلوم کی مدد کرنا واجب ہے۔ گو وہ کافر ذمی ہو۔'' ایک حدیث میں ہے جس کو طحاوی نے ابن مسعودؓ سے نکالا۔ اللہ نے ایک بندے کیلئے یہ حکم دیا کہ اِس کو قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں وہ دُعا اور عاجزی کرنے لگا۔ آخر ایک کوڑہ رہ گیا لیکن ایک ہی کوڑے سے ساری قبر آگ ہوگئی۔ جب وہ حالت جاتی رہی تو اُس نے پوچھا مجھ کو یہ سزا کیوں ملی؟ فرشتوں نے کہا تو نے ایک نماز طہارت کے بغیر پڑھ لی تھی اور ایک مظلوم کو دیکھ کر تو نے اُس کی مدد نہ کی تھی''۔ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۵۴ من وعن) ☆

☆ اگر مسلمان بھائی کسی پر ظلم کر رہا ہو اُس کی یوں مدد کرو کہ اُس کو سمجھا کر ظلم سے باز رکھے کیونکہ ظلم کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنا مسلمان بھائی آفت میں پڑ جائے اور وہ ظلم میں اور آگے بڑھ جائے۔ پھر اُس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک دن اُس سے قصاص لیا جائے گا۔ لہٰذا اُس کو ظلم سے روکنے میں اُس کو قصاص سے نجات دلانا ہے اور یہ اُس کی مراد ہے''۔

سبحان اللہ! نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہم مسلمانوں کو کیا عمدہ تعلیم عطا فرمائی ہے۔ اگر ہم مسلمان اِس (قرآن) کو پڑھتے رہتے تو آج کافروں کے ہاتھوں ذلیل وخوار نہ ہوتے۔ جب سے مسلمانوں میں سے ملی، اِسلامی اور قومی ہمدردیاں اُٹھ گئی ہیں اور ہر شخص نفسا نفسی میں پڑ گیا تو کافروں نے اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ روس کے الگ، چین کے الگ، اَفریقہ کے الگ، عربوں کے الگ، افغانیوں کے الگ، ہندوستان کے الگ، پاکستان کے الگ اور ایک ایک ملک پر دست درازی کر کے مسلمانوں کو اپنی رعیت بنایا جا رہا ہے۔ اگر اَب بھی ہم میں اِیمان والے اپنی حالت پر غور کریں اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادِ مبارک پر عمل کریں اور ملی، اِسلامی، مذہبی اور قومی کاموں میں ایک دوسرے کی مدد اور حمایت کریں تو ہمارا بچاؤ ہو سکتا ہے وگرنہ مستقبل میں اور زیادہ ذلیل ہوں گے۔ ہماری نفسا نفسی کا یہ عالم ہے کہ افغانستان، عراق، فلسطین، کشمیر، چیچنیا اور دیگر ممالک میں

مسلمانوں پر بے حد وحساب ظلم ہو رہے ہیں۔۔۔آج عراق، افغانستان کے مسلمانوں پر یہود ونصاریٰ ظلم کر رہے ہیں پاکستان کے سرحدی علاقوں پر امریکہ اور نیٹو کے ڈرون حملے اور دہشت گردی ہو رہی ہے لیکن دیگر مسلمان ملکوں کے لوگ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ بجز دُعا یا گالی دینے کے وہ بھی پیٹھ پیچھے اور مسلمان کسی کام کے نہیں رہے۔ اَلبتہ یہود ونصاریٰ میں آپس کی ہمدردی اِنتہا کو پہنچ چکی ہے۔ ایک یہودی یا عیسائی پر دُنیا کے کسی کونے میں ظلم ہو تو سارے یہودی اور عیسائی اُس کی مدد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ خدا جانے مسلمان کب سمجھیں گے؟

ظلم قیامت کے دِن اَندھیرے ہوں گے (خبر غیب):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [۱۰۶] ''ظلم قیامت کے دِن اَندھیرے ہوں گے''۔ ۝

۝ ''یعنی ظالم کو قیامت کے دن نور نہ ملے گا۔ اَندھیروں پر اندھیرا، اُن اَندھیروں میں ٹاپتا ٹپٹپاتا پھرے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۴۵۷ من وعن) ☆

☆ قیامت کے دِن ظالم کو ہر طرف سے اَندھیرا گھیرے گا اور وہ اَنوار جو مومنوں کے نصیب میں ہیں وہ اُن سے محروم ہوگا۔ مومن کے ہر طرف نور ہوگا۔ قرآنِ مجید میں ہے: يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ [۱۰۷] ''قیامت کے دن اِیمان والے مردوں اور اِیمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ اُن کا نور اُن کے آگے اور دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ آج تمہیں اُن جنتوں کی خوش خبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں تم اُن میں ہمیشہ رہو گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

---

[۱۰۶] بخاری جلد۱ ص۳۳۱ تیسیر الباری جلد۳ ص۴۵۶۔ [۱۰۷] الحدید:۱۲، تفسیر احسن البیان ص۱۲۶۸۔

اِن تمام باتوں کی تشریح علمِ غیب کے منکرین کے مفسرین لکھتے ہیں: ''یہ عرصہ محشر میں پل صراط میں ہوگا۔ یہ نور اُن کے اِیمان اور اَعمال صالح کا ہوگا۔ جن کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ آسانی سے طے کرلیں گے۔ جو فرشتے اِیمان والوں کے اِستقبال کے لئے اور جنت کی طرف رہنمائی کے لئے کھڑے ہونگے وہ کہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

''جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں اِیمان والوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصّہ لیں' کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو' وہاں نور ڈھونڈو۔ وہ لوٹیں گے جبھی اُن کے درمیان دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا اُس کے اندرونی حصّہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا۔ یہ (منافقین) چلا چلا کر کہیں گے' کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! ہاں تھے تو لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا کہ تم نے اپنے دِلوں میں کُفر اور منافقت کو چھپا رکھا تھا اور اِنتظار ہی میں رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمہیں فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا۔ یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا حکم آپہنچا اور تمہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے بارے میں دھوکا دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔ الغرض آج تم سے نہ فدیہ (اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے'' (الحدید آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴ کا)۔

علم غیب کے منکرین کے مفسرین لکھتے ہیں:

''یہ منافقین کچھ فاصلے تک اِیمان والوں کے ساتھ اُن کی روشنی میں چلیں گے پھر اللہ تعالیٰ منافقین پر اَندھیرا مسلط فرمادے گا اُس وقت وہ اِیمان والوں سے کہیں گے (ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصّہ لیں) جب مومنین اور منافقین کے درمیان دیوار حائل کردی جائے گی تو منافقین اِیمان والوں سے کہیں گے

کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور جہاد وغیرہ میں حصّہ نہیں لیتے تھے؟ ۱۰۸

اہلسنّت و جماعت اِسی کو علمِ غیب کہتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذریعۂ وحی اپنے پیارے محبوب کریم رؤف ورحیم ﷺ کو عطا فرمایا اور علم غیب کے خزانے پیارے آقا ﷺ کو عطا فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم علیم وخبیر نے بھی اِسے فرمایا ہے: ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ط ... (آل عمران:۴۴) ''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر آپ (ﷺ) کو بتاتے ہیں''۔

اِس آیتِ مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم عالم الغیب نے اپنے حبیب ﷺ کو غیب کے علوم عطا فرمائے ہیں اور یہی اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ ہے۔

منکرین علم غیب کہتے ہیں جو وحی ہو جاتی ہے وہ علمِ غیب نہیں رہتا۔ یہ اُن لوگوں کی من گھڑت بات ہے۔ قرآنِ مجید کی کسی آیتِ مبارک میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم عالم الغیب کا یہ اِرشادِ عظیم نہیں ہے کہ جو وحی ہو جائے وہ علمِ غیب نہیں رہتا' سادہ سادہ لوگ اَیسے لوگوں کے بہکاوے میں آ کر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم کی عظمت وشان کے منکر ہو جاتے ہیں اور پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی گستاخی اور بے اَدبی کے نہ ختم ہونے والے خوفناک سلسلے کا حصّہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے قرآنِ مجید میں تین مقامات پر فرمایا ہے: ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ.... (آل عمران:۴۴)

تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْکَ.. (ھود:۴۹)

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ.... (یوسف:۱۰۲)

''یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ ﷺ کی طرف وحی فرماتے ہیں''۔

عجیب بات ہے خالقِ کائنات عالم الغیب والشھادۃ فرماتا ہے' یہ سب غیب

۱۰۸ تفسیر احسن البیان ص ۱۲۶۹ (چھاپہ سعودی عرب)۔

کی خبریں ہیں جو ہم آپ ﷺ کی طرف وحی کرتے ہیں اور کلمہ پڑھنے والا نادان شخص یہ کہتا ہے جو وحی ہو جائے وہ غیب نہیں رہتا۔ کیسی بے ثبوت بات ہے جس پر ضد اور ہٹ دھرمی سے قائم ہے۔

آج معافی کا دن ہے (خبرِ غیب):

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ ۱۰۹ ''جس کسی نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہوگا اور آبرو ریزی کی ہوگی تو وہ آج دُنیا میں معاف کروالے اُس دن سے پہلے جہاں نہ دینار ہوں گے نہ درہم۔ البتہ اگر ظالم کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو اُس کے ظلم کی مقدار اُس سے لے لیا جائے گا اور اگر نیک عمل نہ ہوگا تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے''۔ ۞

۞ یہ اُس آیت مبارک کے خلاف نہیں وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۱۱۰ ''بوجھ اُٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی''۔ (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۵۸ من وعن) ☆

☆ ظاہری طور پر دیکھنے سے حدیث شریف آیتِ قرآنیہ سے معارض نظر آتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ ''ظالم پر ڈالنے'' کا معنی یہ ہے کہ اُس کے ظلم کے برابر اُس کو عذاب دیا جائے گا اور اُس کے گناہ کے بغیر عذاب نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ جب قرض خواہوں کے حقوق (قرضے) ادا نہ کریں اور وہ مقروض

۱۰۹ بخاری جلد ۱ ص ۳۳۱، قرطبی جلد ۵ جز ۹ حدیث نمبر ۲۶۲۔ ۱۱۰ الانعام: ۱۶۴، بنی اسرائیل: ۱۵۔

سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں تو اُن کو اِس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور جب قرض کے مقابلہ میں کوئی نیکی نہ بچے گی تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ قرض کے مطابق قرض خواہ کی بُرائیوں کے عوض مقروض کو عذاب دیا جائے گا۔ لہٰذا نیکیاں اور بُرائیاں لینے کا معنی یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب مظلوم کو دیا جائے گا اور ظلم کی مقدار برائیوں کے عوض ظالم کو عذاب دیا جائے گا''۔

سات زمینوں کا طوق (خبرِ غیب):

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ [۱۱] ''جوکوئی کسی سے ظلم سے زمین چھین لے تو سات زمینوں کا طوق اُس کے گلے میں ڈالا جائے گا''۔

حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور چند لوگوں میں کچھ (زمین کا) جھگڑا تھا' اُنہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُس کا ذکر کیا۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے ابو سلمہ ناحق زمین لینے سے بچارہ کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ مَنْ ظَلَمَ قِیْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ [۱۲] ''جوکوئی ظلماً کسی کی ایک بالشت زمین لے لے تو اُس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلٰی سَبْعِ اَرْضِیْنَ [۱۳] ''جس نے کسی کی زمین ناحق قبضہ میں کرلی اُس کو قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا''۔ ۵

---

[۱۱] بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲۔ شرح السنۃ جلد ۵ ص ۴۳۸۔ [۱۲] بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲۔ مسند احمد جلد ۶ ص ۶۴۔ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۵۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۳۶۲۔ [۱۳] بخاری جلد ۱ ص ۳۳۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۹۱۰، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۳۷۳۔

o ''زمین کے سات طبقے ہیں۔ جس نے بالشت بھر زمین بھی چھینی تو ساتوں طبقے تک گویا اُس کو چھینا۔ اِس لئے قیامت کے دن اُن سب کا طوق اُس کے گلے میں ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے وہ سب مٹی اُٹھا کر لانے کا اُس کو حکم دیا جائے گا۔ بعضوں نے کہا طوق پہنانے سے یہ مطلب ہے کہ ساتویں طبقے تک اُس میں دھنسا دیا جائے گا''۔۔۔ (تیسیر الباری جلد۳ ص۴۶۰ من وعن) ☆

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کونسا ظلم سب سے بڑا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی کی زمین غصب کرلے اگر کوئی کسی کی کنکری غصب کرلے تو زمین کی تہہ تک سات زمینوں کا طوق اُس کو پہنایا جائے گا یا طوق سے مراد گناہ' جس کا معنی یہ ہوگا کہ ظلم اُس کی گردن پر ہوگا جیسے گناہ گردن پر ہوتا ہے۔ اِس حدیث شریف میں اَیسے لوگوں کے لئے عبرت ہے جو دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں''۔ (تفہیم البخاری جلد۳ ص۶۷۸)

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں' اللہ عزوجل کا اِرشادِ عظیم ہے' میں قیامت کے دن تین اَشخاص سے جھگڑوں گا:۔ (۱) وہ شخص جو میرے نام پر عہد کرے اور پھر عہد شکنی کرے' (۲) وہ جو آزاد انسان کو فروخت کر کے اُس کی قیمت وصول کرے اور (۳) وہ جو کسی مزدور سے پورا کام لے اور اُس کو مزدوری نہ دے۔[۱۱۴]

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی زمین کا مالک ہو جائے تو وہ تحت الثریٰ (زمین کے نیچے پانی کی تری تک) اُس کا مالک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اُس کے لئے جائز ہے کہ اپنی زمین میں کسی کو تہ خانہ یا سرنگ بنانے سے منع کرے، اگرچہ اِس سے زمین کو نقصان نہ پہنچے کیونکہ زمین کی تہ خانے کا وہی حکم ہے جو اُس کی سطح کا ہے۔

قیامت کب آئے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم

[۱۱۴] تفہیم البخاری جلد۳ ص۶۷۹۔

ﷺ نے فرمایا: لا تقوم الساعة حتی ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبلہ أحد۔ ''قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم میں (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم (علیہا السلام) کے بیٹے منصف حاکم بن کر نہ اُتریں وہ صلیب (ترسول) کو توڑ ڈالیں گے۔ سؤر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ لینا موقوف کردیں گے اور مال (روپیہ پیسہ) کی اُس وقت ایسی کثرت ہوگی کہ کوئی قبول ہی نہیں کرنے کا۔ ۝

۝ ''یہ نہایت صحیح اور متصل حدیث ہے اور اس کے راوی سب ثقہ اور امام ہیں۔ اِس میں صاف یہ مذکور ہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ پیغمبر جو مریم کے بیٹے ہیں، دُنیا میں اُتریں گے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے اُن کو اُٹھا لیا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں آیا ہے۔ صلیب نصرانیوں کی نشانی ہے اور تثلیث کی علامت ہے۔ حضرت عیسیٰ آسمان سے اُتر کر دینِ محمدی پر عمل کریں گے۔ اور تثلیث کی علامت توڑ پھوڑ ڈالیں گے۔ سب کو ایک خدائے واحد کی عبادت پر مجبور کریں گے۔ سور سب مار ڈالے جائیں گے۔ اِس کی حرمت آپ ظاہر کردیں گے۔ اور جزیہ لینا موقوف کردیں گے یا تو آدمی اِسلام لائے یا قتل کیا جائے گا۔ اَفسوس ہے اُن لوگوں پر جو ایسی صحیح اور صاف حدیثیں دیکھتے ہوئے بھی حضرت عیسیٰ کے اُترنے میں شبہ کریں۔ اور ایک ہندی گمراہ شخص کو مثیل مسیح یا عیسیٰ خیال کریں اضلهم الشيطان فاولى لهم۔'' (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۸۲ من وعن) ☆

☆ سچے کلمہ گو کو دل و جان سے تسلیم کر لینا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے مخبر صادق امام الانبیاء ختم المرسلین ﷺ پل پل کے حالات کا علم عطا فرمایا۔ اِس کو مستقبل کا علم کہیں علم غیب کہیں سچ سچ ہی ہوتا ہے۔

بچے کا بولنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم

ﷺ نے فرمایا: كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّي فَجَائَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا فَقَالَ أَجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي؟ ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتْ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَأُفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ فَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ. مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ الرَّاعِي قَالُوا نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ ۱۱۵۔ بنی اسرائیل میں ایک (عابد) شخص تھا حضرت جریج علیہ الرحمہ نامی وہ اپنے عبادت خانہ میں نماز پڑھ رہا تھا اُس کی ماں آئی اُس کو بلایا لیکن وہ نماز میں تھا۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ اپنے دِل میں کہنے لگا میں نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں۔ خیر پھر دوبارہ اُس کی ماں آئی (اور پکارا) لیکن جواب نہ ملا۔ آخر اُس کی ماں نے بددعا دی۔ کہنے لگی اے اللہ (جلّ جلالک) جریج جب تک چھنال عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے نہ مرے۔ جریج اپنے عبادت خانہ میں رہا کرتا تھا ایک فاحشہ عورت کہنے لگی میں تو اِس کو بہادوں گی وہ آئی اور جریج علیہ الرحمہ سے بات کی آخر اُس نے نہ مانا پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اُس سے بدفعلی کی۔ جب لڑکا جنی تو کہنے لگی یہ جریج کا لڑکا ہے۔ یہ سن کر (اُس قوم کے) لوگ آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ ڈالا اور وہاں سے اُس کو نیچے اُتار کر (خوب گالیاں دیں (بڑا عابد بنا ہے اندر رنڈی بازی کرتا ہے) حضرت جریج علیہ الرحمہ نے وضو کیا۔ نماز پڑھی پھر اُس بچے کے پاس آیا۔ کہنے لگا۔ اے بچے (بتلا) تیرا باپ کون ہے؟ وہ بولا میرا باپ چرواہا ہے..... جب تو وہ لوگ (جنہوں نے اُس کا عبادت خانہ توڑا تھا' شرمندہ ہوئے) کہنے لگے ہم دوبارہ تیرا عبادت خانہ سونے سے بنا دیتے ہیں۔ اُس نے کہا، نہیں مٹی سے بنا دو جیسے پہلے بنا ہوا تھا۔ ۵

۱۱۵ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۸۶ بَابٌ إِذَا كَسَرَ قَصْعَةَ أَوْ شَيْئًا بِغَيْرِهِ' بخاری جلد ۱ ص ۳۳۷۔

۞ ''یہ بچہ بالکل کم سن تھا۔ اَبھی اُس کے بولنے کے دن نہ تھے لیکن اللہ نے جریج کی دُعا قبول کی۔ اُس کو بولنے کی قوت دی' جیسے حضرت عیسیٰ کو بولنے کی قوت دی تھی۔ قسطلانی نے کہا چھ بچوں نے کم سنی میں بات کی حضرت یوسف کے گواہ اور فرعون کی بیٹی کی مشاطہ کے لڑکے اور عیسیٰ اور صاحبِ اخدود اور صاحبِ جریج اور بنی اسرائیل کی ایک عورت کے بیٹے نے جس کو وہ دُودھ پلا رہی تھی۔ اِتنے میں ایک شخص سامنے سے گزرا۔ عورت نے دُعا کی۔ یا اللہ میرے بیٹے کو اَیسا کر دے۔ بچے نے کہا یا اللہ مجھ کو اَیسا مت کر۔ کہتے ہیں حضرت یحییٰ نے بھی کم سنی میں بات کی تو کل سات بچے ہوں گے۔ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے۔ نہیں مٹی سے بنا دو۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ماں کی دُعا اپنی اَولاد کے لئے ضرور قبول ہوتی ہے۔ ماں کا حق باپ سے تین حصّے زیادہ ہے جو لڑکے ماں کو راضی رکھتے ہیں' دنیا میں پھولتے پھلتے ہیں اور ماں کو ناراض کرنے والے ہمیشہ تباہ ہوتے ہیں۔ تجربہ اور مشاہدہ سے اِس کا ثبوت ہو گیا ہے جس میں کوئی شک نہیں۔'' (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۸۷۔۴۸۶ من وعن)

کھانا سامنے رکھ کر دُعا کرنا اور برکت:

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے' فرماتے ہیں' خَفَّتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ وَاَمْلَقُوْا فَاَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ فِی نَحْرِ اِبِلِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ: مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ اِبِلِكُمْ ؟ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ اِبِلِهِمْ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَادِ فِی النَّاسِ يَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَدِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَّ جَعَلُوْهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِاَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۱۱۶ (غزوہ ہوازن میں) لوگوں کے توشے تمام ہو گئے اور اُن کو توشہ کی اِحتیاج پڑی۔ وہ نبی کریم رؤف

۱۱۶ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۸۹' بخاری جلد ۱ ص ۳۳۷۔

ورحیم ﷺ کے پاس آئے اپنے اونٹ کاٹنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی' پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اُن سے ملے۔ اُنہوں نے یہ حال اُن سے بیان کیا' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُونٹوں کو ذبح کر ڈالو گے تو پھر کیسے جیو گے؟ (پاؤں سے چلتے ہلاک ہو جاؤ گے) پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اُونٹ ذبح کر ڈالیں گے تو یہ لوگ کیسے جئیں گے؟ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اچھا لوگوں میں منادی کر دو' سب اپنے اپنے بچے ہوئے توشے لے کر آجائیں اور چمڑے کا ایک دسترخوان بچھایا گیا سب نے اپنے توشے اُس پر ڈال دیئے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کھڑے ہوئے اور اُس کے لئے برکت کی دُعا فرمائی۔ پھر فرمایا: اپنے اپنے تھیلے لے کر آؤ (بھرنا شروع کرو)۔ لوگوں نے لپ بھر بھر کر لینا شروع کر دیا۔ ہر ایک نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ (عزّ وجلّ) کا رسول (ﷺ) ہوں''۔ ۝

۝ ''کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ایک بڑی نشانی اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر کی۔ گویا خدائی اور پیغمبری کا ایک نیا ثبوت اور ملا' یا تو توشہ اِتنا کم تھا کہ لوگ اپنی سواریاں کاٹنے پر آمادہ ہوئے یا اِس قدر بہت ہو گیا کہ فراغت سے ہر ایک نے اپنی خواہش کے موافق بھر لیا۔ اِس قسم کا معجزہ آنحضرت ﷺ سے کئی بار صادر ہوا اور حضرت عیسیٰ سے بھی منقول ہے ترجمۂ باب اِس سے نکلتا ہے کہ آپ ﷺ نے سب کے توشے اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور پھر ہر ایک نے یوں ہی اندازے سے لے لیا۔ آپ نے تول ماپ کر اُس کو تقسیم نہیں کیا۔'' (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۴۹۰ من وعن)

سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِس میں اِس طرف اشارہ ہے کہ معجزہ کا ظہور رسالت کی تائید ہے کیونکہ معجزات اَنبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت پر شہادت کے موجب ہوتے ہیں۔ نیز اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کھانے پر دُعا کرنا مستحب ہے۔ حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ

تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ سیّدعالم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ یعنی ''جس کو اللہ (عزوجل) کھانا دے وہ اُس پر یہ دُعا کرے ''اے اللہ (عزوجل) اِس میں برکت عطا فرما'' حضرت اِمام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس حدیث شریف کے باب کا عنوان یوں ذکر کیا بَابُ مَايَقُوْلُ اِذَااَكَلَ طَعَامًا ''یعنی'' جب کھانے کا اِرادہ کرے تو کیا دُعا کرے۔'' اِس کے بعد دوسرے باب کا عنوان یہ ذکر کیا بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ یعنی جب کھانے سے فارغ ہوجائے تو کیا دُعا کرے'' معلوم ہوا کہ طعام کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد دُعا کرنا مستحب ہے۔

جو لوگ کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور کھانا کھا بھی جاتے ہیں۔ اُنہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشاد پاک کو آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیے۔ اگر کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنا ناجائز ہوتا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کبھی کھانا آگے رکھ کر برکت کے لئے دُعا نہ فرماتے۔

گستاخ کے قتل کا حکم:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَاِنَّهُ اٰذَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: اَنَا فَاَتَاهُ فَقَالَ: فَارَدْنَا فَاَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا فَاَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ فَارْهَنُوْنِيْ نِسَاءَ كُمْ قَالُوْا كَيْفَ تَرْهَنُكَ نِسَآءَ نَا وَاَنْتَ اَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ اَبْنَآءَ كُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُ اَبْنَاءَ نَا فَيُسَبُّ اَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ اَوْ وَسْقَيْنِ ؟ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّامَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ اَنْ يَاْتِيَهُ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ اَتَوُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرُوْهُ[۱۱۷] ''تم میں سے کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرتا ہے۔ اُس نے اللہ عزّوجلّ اور اُس کے

[۱۱۷] تیسیر الباری جلد۳ص ۵۰۶ بَابُ رَهْنِ السِّلَاحِ ، بخاری جلد۱ص ۳۴۱۔

رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں کرتا ہوں۔ خیر وہ اُس کے پاس گئے اور کہنے لگے ہم کو ایک وسق یا دو وسق غلہ قرض دے دو۔ کعب نے کہا اچھا اپنی بیویاں گروی کر دو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے کہا بھلا بیویاں تمہارے پاس کیسے گروی کریں؟ تم سارے عرب میں خوب صورت ہو۔ کعب نے کہا' اچھا اپنے بیٹے گروی کر دو کہنے لگے کیسے کریں؟ لوگ ہمیشہ طعنے دیتے رہیں گے کہ ایک دو وسق اَناج پر گروی کیا گیا تھا یہ تو بڑے شرم کی بات ہے۔ البتہ ہتھیار گروی رکھ سکتے ہیں۔ خیر یہ وعدہ لے کر وہ گئے' دوبارہ اُس کے پاس آئے اور اُس کو مار ڈالا پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے بیان کیا''۔ ۝

۝ ''کعب نے اس کو قبول کیا پھر محمد بن مسلمہ کعب کے رضاعی بھائی ابو نائلہ کو لے کر رات کو اُس کے پاس گئے' اُس نے قلعہ کے اَندر بلا لیا اور جب اُن کے پاس جانے لگا۔ اُس کی عورت نے منع کیا وہ بولا کوئی غیر نہیں ہے۔ محمد بن مسلمہ ہے اور میرا بھائی ابو نائلہ' محمد بن مسلمہ کے ساتھ اور بھی دو یا تین شخص تھے۔ ابو عبس بن جبر حارث بن اوس عباس بن بشر' محمد بن مسلمہ نے کہا میں کعب کے بال سونگھنے کی اِجازت مانگ کر اُس کا سر تھاموں گا۔ تم اُسی وقت جب دیکھنا کہ میں سر کو مضبوط تھامے ہوں اُس کا سر اڑا دینا۔ پھر محمد بن مسلمہ نے جب کعب آیا تو کہا میں نے تمام عمر ایسی خوشبو نہیں سونگھی وہ کہنے لگا میرے پاس ایک عورت ہے جو عرب کی ساری عورتوں سے زیادہ معطر اور خوشبودار رہتی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے اُس کا سر سونگھنے کی اجازت مانگی اور سر کو مضبوط تھام کر اپنے ساتھیوں سے اِشارہ کیا' مارو۔ اُنہوں نے تلوار سے سر اُڑا دیا اور لوٹ کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے آپ خوش ہوئے اور اُن کو دُعا دی۔'' (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۵۰۷۔۵۰۶ من وعن)

غلاموں سے محبت:

حضرت معرور بن سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِنِّی سَابَبْتُ رَجُلاً فَشَکَانِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ

فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ اَعَیَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اِخْوَانَکُمْ خَوْلَکُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ کَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ یَدِهٖ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَاْکُلُ وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَ لَا تُکَلِّفُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْهُمْ مَّا یَغْلِبُهُمْ فَاَعِیْنُوْهُمْ ۱۱۸ ''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے اُن کا غلام بھی ویسا ہی ایک جوڑا پہنے ہوئے تھا ہم نے اُن سے اِس کی وجہ پوچھی اُنہوں نے فرمایا: میں نے ایک شخص سے گالی گلوچ کی تھی اُس نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے میری شکایت کی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تو نے اُس کو ماں کی گالی دی۔ پھر فرمایا: دیکھو تمہارے غلام لونڈی تمہارے بھائی' بہن ہیں' جو تمہاری خدمت کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اُن کو تمہارا زیردست کر دیا ہے پھر جس کا کوئی بھائی اُس کا زیردست (تابعدار) ہو تو وہ جو آپ کھائے' اُس کو بھی کھلائے جو آپ پہنے اُس کو بھی پہنائے اور اُن کو ایسے کام کی تکلیف مت دو جو اُن سے نہ ہو سکے' ایسا کام کرنے کو کہو تو خود بھی اُن کی مدد کرو''۔ ۝

۝ ''اِس حدیث سے اُن پادریوں کو شرمندہ ہونا چاہیے جو اِسلام پر یہ عیب لگاتے ہیں کہ اِس میں غلامی جائز ہے یہ غلامی کیا ہے فرزندی سے بڑھ کر ہے۔''
(تیسیر الباری جلد۳ ص ۵۳۱۔ من وعن)

آپ ﷺ کو خوش کرنے کے لئے تحفہ پیش کرنا:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' اَنَّ النَّاسَ کَانُوا یَتَحَرَّوْنَ بِهَدَایَاهُمْ یَوْمَ عَائِشَةَ یَبْتَغُوْنَ بِهَا اَوْ یَبْتَغُوْنَ بِذٰلِکَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۱۱۹ ''لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس تحفہ بھیجنے میں اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی

۱۱۸ تیسیر الباری جلد۳ ص ۵۳۰' بخاری جلد۱ ص ۳۴۶۔ ۱۱۹ تیسیر الباری جلد۳ ص ۵۵۲' بخاری جلد۱ ص ۳۵۰۔

اللہ تعالیٰ عنہا کی باری دیکھتے رہتے۔ اِس سے یہ غرض تھی کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ خوش ہوں''۔ ۵

۵''آنحضرت ﷺ اپنی سب بیبیوں میں حضرت عائشہ ؓ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ صحابہ ؓ چاہتے کہ جس دن حضرت عائشہ ؓ کی باری ہو۔ اُس دن آپؐ کو تحفہ بھیجیں تا کہ آپ کو اور زیادہ خوشی ہو۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص ۵۵۲ من وعن)

☆ معلوم ہوا صحابہ کرام ؓ کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خوشنودی ہمہ وقت مقصودِ حیات رہتی تھی اُن کا عقیدہ تھا کہ اگر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ خوش ہو گئے تو ربِّ ذوالجلال والاکرام بھی خوش ہو جائے گا۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کھانا کھاتے ہیں:

۵''حضرت فاطمہ زہراء ؓ اپنے والد بزرگ وار کی عاشق زار تھیں۔ جب اُنہوں نے دیکھا کہ آپ کی مرضی حضرت عائشہ ؓ کے مقدمہ میں دخل دینے کی نہیں ہے تو وہ خاموش ہو رہیں پھر کسی طرح اِس بارے میں عرض کرنا منظور نہ کیا۔ ہمارے مرشد شیخ احمد مجدد ؒ فرماتے ہیں کہ میں کھانا پکا کر مسکینوں کو کھلاتا اور اِس کا ثواب آنحضرت ﷺ اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام یعنی اِمام حسن اور اِمام حسین اور حضرت فاطمہ ؓ اور حضرت علی رضون اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اَرواحِ مقدسہ کو بخش دیتا۔ آپ کی ازواجِ مطہرات کا نام نہ لیتا ایک بار اَیسا ہوا خواب میں آپ کی زیارت ہوئی، دیکھا تو آپ مجھ سے کشیدہ ہیں۔ میں نے بہت کچھ گریہ وزاری کی اور وجہ پوچھی آپ نے فرمایا سب کو معلوم ہے کہ میں کھانا عائشہ ؓ کے گھر کھایا کرتا ہوں۔ گویا مرضی مبارک معلوم ہوئی کہ کھانے کا ثواب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روح مبارک کو کیوں نہیں بھیجتا۔ اُس روز سے میں ازواجِ مطہرات کو بھی صراحتاً شریک کرنے لگا جس کو پیا

چاہے وہی سہا گن۔ رافضی جل کر مرجائیں۔ آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہؓ سب بی بیوں سے زیادہ پیاری تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں' اللہ جانتا ہے کہ حضرت عائشہؓ دنیا اور آخرت میں آپ ؐ کی بی بی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔'' (تیسیر الباری جلد۳ص ۵۵۸ من وعن)

قیامت کے حالات اور زکوٰۃ نہ دینے والا:

حضرت ابوحمید سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' قَالَ: اَسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ یُقَالُ لَهُ ابْنُ الْاَتْبِیَّةَ عَلَی الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِیَ لِیْ' قَالَ: فَهَلَّا جَلَسَ فِی بَیْتِ اَبِیهِ اَوْ بَیْتِ اُمِّهِ فَیَنْظُرُ اَیُهْدٰی لَهُ اَمْ لَا؟ وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَا یَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْهُ شَیْئًا اِلَّا جَاءَ بِهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَحْمِلُهُ عَلٰی رَقَبَتِهِ: اِنْ كَانَ بَعِیْرًا لَهُ رُغَاءٌ' اَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ' اَوْ شَاةً تَیْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِیَدِهِ حَتّٰی رَاَیْنَا عُفْرَةَ اِبْطَیْهِ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا [۱۲۰]

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ازد قبیلے کے ایک شخص کو جس کو (عبداللہ بن اتبیہ) کہتے تھے، زکوٰۃ کی تحصیل پر مامور فرمایا۔ جب وہ لوٹ کر آیا تو کہنے لگا یہ مال تو آپ ﷺ کا ہے اور یہ مال مجھ کو تحفہ ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تحفہ تحفہ کرتا ہے) اپنے ابا یا ماں کے گھر بیٹھا رہتا پھر دیکھتے کوئی اس کو تحفہ دیتا یا نہیں۔ قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ چرا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لادے' اُس کو لائے گا اُونٹ ہوگا تو وہ بڑبڑ کر رہا ہوگا گائے ہوگی تو وہ بھائیں بھائیں کر رہی ہوگی۔ بکری ہوگی تو مَیں مَیں کرتی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے' یہاں تک کہ ہم لوگوں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ جل جلالک میں نے تیرا حکم پہنچا دیا یا اللہ

[۱۲۰] تیسیر الباری جلد۳ص ۵۶۹' بخاری جلد۱ص ۳۵۳۔

جل جلالک میں نے تیرا حکم پہنچا دیا''۔ ۝

۝ ''اِس حدیث سے یہ نکلا کہ عامل اور حاکم کو ہدیہ نہ لینا چاہئے اور اُن کو جو کچھ ہدیہ ملے وہ بادشاہ اُن سے لے کر بیت المال میں شریک کرے اگر بادشاہ خوشی سے اُس کو اجازت دے تو وہ ہدیہ قبول کر سکتا ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے معاذ کو اجازت دی تھی۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص۵۶۹ من وعن)

درود دیوار معطر:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' سَمِعْتُ اَنَسًا یَّقُوْلُ کَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ ﷺ فَرَسًا مِّنْ اَبِی طَلْحَةَ یُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَکِبَهُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَارَاَیْنَا مِنْ شَیْءٍ وَّاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا [۱۲۱] ''ایک بار مدینے والوں کو (دشمن کے آجانے) کا ڈر ہوا' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اُن کا گھوڑا مانگا جس کا نام مندوب تھا اور سوار ہو کر گئے جب لوٹ کر آئے تو فرمایا: ہم نے تو کوئی ڈر کی بات نہیں دیکھی اور یہ گھوڑا کیا ہے گویا دریا ہے'' ۝

۝ ''دریا کی طرح تیز اور بے تکان جاتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے آپ ننگی پیٹھ اُس پر سوار ہوئے۔ آپ کے گلے میں تلوار پڑی تھی آپ اکیلے اُسی طرف تشریف لے گئے جدھر سے مدینہ والوں نے آواز سنی تھی۔ سبحان اللہ! آنحضرت ﷺ کی شجاعت اِس واقعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اکیلے تنہا دشمن کی خبر لینے کو تشریف لے گئے۔ سخاوت اَیسی کہ کسی مانگنے والے کا سوال رد نہ کرتے۔ شرم اور حیا اور مروت اَیسی کہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ۔ عفت اِیسی کہ کبھی بدکاری کے پاس نہ پھٹکے۔ حسن وجمال اَیسا کہ سارے عرب میں کوئی آپ کا نظیر نہ تھا۔ نفاست اور نظافت اَیسی کہ جدھر سے نکل جاتے درود دیوار معطر ہو جاتے۔ حسنِ اَخلاق اَیسا کہ دس برس تک انس ؓ

[۱۲۱] تیسیر الباری جلد۳ ص۵۹۰' بخاری جلد۱ ص۳۵۷۔

خدمت میں رہے کبھی اُن کو جھڑکا تک نہیں۔ عدل و اِنصاف اَیسا کہ اپنے سگے چچا کی بھی کوئی رعایت نہ کی۔ فرمایا اگر فاطمہؓ بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کٹوا ڈالوں۔ عبادت اور ریاضت اَیسی کہ نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں ورم کر گئے۔ بے طمعی اَیسی کہ لاکھ روپیہ آئے سب مسجد میں ڈلوا دیئے۔ اُسی وقت بٹوا دیئے۔ صبر و قناعت اَیسی کہ دو دو مہینے تک چولہا گرم نہ ہوتا۔ جو کی سوکھی روٹی اور کھجور پر اِکتفا کرتے۔ کبھی دو دو تین تین دن فاقے ہوتے۔ ننگے بوریے پر لیٹتے۔ بدن پر نشان پڑ جاتا مگر اللہ کے شکر گزار اور خوش و خرم رہتے حرف شکایت زبان پر نہ لاتے اِن سب امور کے بعد کوئی احمق سے احمق ہی آپ کی نبوت اور پیغمبری میں شک کر سکتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص ۵۹۱۔۵۹۰) ☆

☆ اور کوئی احمق سے احمق ہی اپنے جیسا بشر کہہ سکتا ہے۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اچھی ہیں:

.....أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَّقَالَتْ بَرِيْرَةُ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَعْذِرُنَا مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ۱۲۲

.....آپ ﷺ نے اُن سے رائے پوچھی کہ میں اِس بی بی کو چھوڑ دوں (حضرت) اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی بی بی کو رہنے دیجئے ہم تو اِس کو اچھا ہی سمجھتے ہیں اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کوئی بات اُس میں عیب کی نہیں دیکھی اِتنا ہے کہ وہ کم سن بچی ہے (ایسی بھولی بھالی) کہ آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر (بن ڈھانکے) سو جاتی ہے۔ بکری آ کر کھا جاتی ہے۔ اُس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کون ہمارا بدلہ اُس شخص سے لیتا ہے جس

۱۲۲ تیسیر الباری جلد۳ ص ۵۹۸؛ بخاری جلد۱ ص ۳۵۹۔

نے میری بی بی پر تہمت لگا کر مجھ کو رنج پہنچایا۔ قسم خدا کی میں تو اپنی بی بی کو اچھا ہی سمجھتا ہوں اور جس مرد سے تہمت لگاتے ہیں اُس کو بھی میں نے اچھا ہی سمجھا ہے۔ ۵

۵ ''لیث کی روایت کو اِمام بخاری نے تفسیر سورہ نور میں وصل کیا۔ ۲ یہیں سے اِمام بخاری نے باب کا مطلب نکالا کس لئے کہ اُسامہؓ نے حضرت عائشہؓ کی تعدیل ان لفظوں سے کی۔ ۳ یہ عبداللہ بن ابی منافق مردود تھا ۱۲ منہ ۵ صفوان بن معطلؓ ایک صحابی تھے اور صالح ان سے حضرت عائشہؓ کو بدنام کیا تھا وہ بیچارے عورت کے نام سے واقف نہ تھے اور اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص۵۹۹ من وعن) ☆

☆ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا میں نے اپنی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اَچھا ہی سمجھا ہے۔ اور جو لوگ زبان درازی اور دریدہ دہنی سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو علم ہوتا کہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ پاک ہیں تو پھر خاموش کیوں رہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ نہ تو صاحبِ ایمان ہیں اور نہ ہی صاحبِ علم ہیں۔

اَچھی بات سے میّت کو فائدہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی تعریف کی، آپ ﷺ نے فرمایا: وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِأُخْرٰی فَاَثْنَوْ عَلَیْهَا شَرًّا اَوْ قَالَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَقَالَ وَجَبَتْ ،فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لِهٰذَا وَجَبَتْ وَلِهٰذَا وَجَبَتْ قَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ الْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ. ۱۲۳

۱۲۳ تیسیر الباری جلد۳ ص۶۰۳، بخاری جلد۱ ص۳۶۰۔

''اُس کے لئے واجب ہوگئی پھر دوسرا جنازہ گزرا' لوگوں نے اُس کی بُرائی کی یا راوی نے اور کوئی لفظ کہا خیر آپ ﷺ نے فرمایا اِس کے لئے واجب ہوگئی۔ لوگوں نے پوچھا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے دونوں کے لئے فرمایا: واجب ہوگئی' واجب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی گواہی مقبول ہے مسلمان زمین میں اللہ کے گواہ ہیں''۔ ۝

۝ ''یعنی جس کی مسلمانوں نے تعریف کی اس کے لئے بہشت واجب ہوگئی اور جس کی برائی کی اُس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔'' (تیسیر الباری جلد۳ ص۶۰۴۔۶۰۳ من وعن)

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے کہا: اَتَیْتُ الْمَدِیْنَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَهُمْ یَمُوْتُوْنَ مَوْتًا ذَرِیْعًا فَجَلَسْتُ اِلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَاُثْنِیَ خَیْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰی فَاُثْنِیَ خَیْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَاُثْنِیَ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ قُلْتُ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَیُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ اَرْبَعَةٌ بِخَیْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ ۱۲۴

''میں مدینہ (منورہ) میں آیا وہاں ایک بیماری پھیل گئی تھی جس میں لوگ جلدی سے مرجاتے تھے۔ آخر میں امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا' اِتنے میں ایک جنازہ نکلا لوگوں نے اُس کی تعریف کی امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ نکلا اُس کی بھی لوگوں نے تعریف کی امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر تیسرا جنازہ نکلا' اُس کی لوگوں نے

۱۲۴ تیسیر الباری جلد۳ ص۶۰۴' بخاری جلد۱ ص۳۶۰۔

بُرائی کی امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ میں نے کہا کیا واجب ہوگئی یا امیر المومنین؟ اُنہوں نے فرمایا میں نے وہی کہا جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے لئے چار آدمی نیکی کی گواہی دیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کو بہشت میں لے جائے گا میں نے کہا اگر تین گواہی دیں' آپ ﷺ نے فرمایا: تین بھی۔ میں نے کہا اگر دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو بھی۔ ہم نے یہ نہ پوچھا کہ اگر ایک گواہی دے۔ ☆

☆ جب فوت شدہ مسلمان کی تعریف اُس کو جنت میں لے جا سکتی ہے تو دُعائیں اور صدقات بھی بندۂ مومن کو نہ صرف یہ کہ جنت میں لے جائیں گی بلکہ درجات کی بلندی کا باعث بھی بنیں گیں۔ اللہ کرے ہر کلمہ پڑھنے والا اِنہی صحیح نظریات کا حامل ہو جائے۔

منافقوں کا عقیدہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِیمان:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' لوگوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو رائے دی ''اگر آپ ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے چلیں تو بہتر ہے یہ سن کر رَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ يَمْشُوْنَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا اَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اِلَيْكَ عَنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ اٰذَانِيْ نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَطْيَبُ رِيْحًا مِّنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَشَتَمَا فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَالْأَيْدِيْ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا أُنْزِلَتْ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا [۱۲۵] آپ ﷺ ایک دراز گوش پر سوار ہو کر اُس کے پاس تشریف لے گئے مسلمان آپ ﷺ کے ساتھ

[۱۲۵] بخاری جلد ا ص ۳۷۰' تیسیر الباری جلد ۳ ص ۶۵۳۔

چلے۔ وہاں کی زمین کھاری تھی جب آپ ﷺ اُس مردود کے پاس پہنچے تو کہنے لگا چلو پرے ہٹو، آپ ﷺ کے دراز گوش کی بدبو نے میرا دماغ پریشان کر دیا۔ یہ سن کر ایک اَنصاری (حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ) بولے خدا کی قسم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس پر عبداللہ کی قوم کا ایک شخص غصے میں آ گیا۔ (نام نامعلوم) دونوں میں گالی گلوچ ہوئی اور دونوں طرف کے لوگوں کو طیش آیا چھڑی، ہاتھ، جوتا چلنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو یہ بات پہنچی کہ (سورۂ الحجرات کی یہ آیتِ مبارک وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا اِس باب میں اُتری ۝

۝ ''عبداللہ بن ابی خزرج کا سردار تھا۔ مدینہ والے اِس کو بادشاہ بنانے کو تھے کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور یہ اَمر ملتوی رہا۔ لوگوں نے آپ کو یہ رائے دی کہ آپ اُس کے پاس تشریف لے جائیں گے تو اُس کی دلجوئی ہوگی اور بہت سے لوگ اِسلام قبول کریں گے۔ پیغمبر معذور نہیں ہوتے۔ آپ بلا تکلف تشریف لے گئے مگر اُس مردُود نے جو اپنے آپ کو بہت نفیس مزاج سمجھتا تھا آپ کے گدھے کو بدبودار سمجھا۔ آپ کی سواری کا گدھا اُس مردُود سے کہیں زیادہ معطر اور خوشبودار تھا۔ یہ خوشبو اِیمان والوں کو معلوم ہوتی ہے، کافر مردُود جو خود گندے ہیں اُن کو خوشبو کی کیا قدر۔ عبداللہ بن ابی کی مثال وہی ہے جیسے ایک موچی عطار کی دُکان پر گزرا اور خوشبو سے بے ہوش ہو گیا۔ لوگوں نے بہت کچھ دوائیں کیں اُس کو ہوش نہ آیا۔ آخر ایک موچی آن پہنچا اُس نے سڑے چمڑے کی بدبو سنگھائی تو ہوش آ گیا۔'' (تیسیر الباری جلد ۳ ص ۶۵۴۔۶۵۳ من وعن) ☆

☆ جن کے دراز گوش معطر اور خوشبودار ہیں اور منافقین سے اَچھے ہیں، اُن محبوب ﷺ کی شان کا کوئی بے علم و بے عقل کیسے اندازہ کر سکتا ہے؟

تیسیر الباری کی چوتھی جلد سے تشریحات

آپ ﷺ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ میری تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور میں اُس وقت مکہ مکرمہ میں تھا۔ اور آپ ﷺ اِس بات کو بُرا سمجھتے تھے کہ کوئی آدمی وہاں فوت ہو جہاں سے وہ ہجرت کر چکا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ عَفْرَاءَ ''اللہ (عزوجل) عفراء کے بیٹے پر رحم فرمائے''۔ (یعنی حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ پر)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا میں اپنے سارے مال کی وصیّت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا' آدھے مال کی آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا' تہائی مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ''ہاں تہائی مال کی اور تہائی مال بہت ہے''۔ اِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ ''اگر تو اپنے وارثوں کو کھاتا پیتا چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو اُن کو محتاج چھوڑ جائے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں''۔ وَاِنَّكَ مَهْمَا اَنْفَقْتَ مِنْ نَّفَقَةٍ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةِ تَرْفَعُهَا اِلٰى فِيْ امْرَاَتِكَ ''بات یہ ہے کہ تو جو اللہ (عزوجل) کے لئے خرچ کرے وہ خیرات ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے''۔ وَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّرْفَعَكَ يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ وَيَضُرُّ بِكَ آخَرُوْنَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا ابْنَةٌ [1] ''اور عجب نہیں کہ اللہ (عزوجل) تجھ کو عمر دے تیرے سبب (وسیلہ) سے بعضوں کو فائدہ پہنچائے اور بعضوں کو تیرے وسیلے (سبب) سے نقصان پہنچائے۔ اُن دِنوں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کوئی اَولاد نہ تھی صرف ایک بیٹی تھی۔ ۝

---

[1] صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۸۳' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴' مسند احمد جلد ۱ ص ۱۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۶۷۔

○ ''آنحضرت ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ سعد اُس بیماری سے اچھے ہو گئے۔ اُن کے کئی فرزند پیدا ہوئے عمر اور ابراہیم اور یحییٰ اور اسحاق اور عبداللہ اور عبدالرحمان اور عامر اور عمران اور صالح اور بارہ بیٹیاں۔ اَفسوس سعد بن ابی وقاصؓ تو آنحضرت ﷺ کے اَیسے جانثار اور وفادار اور تابع فرمان اور اُن کا بیٹا عمر بن سعد جو رے کا حاکم تھا دنیا میں غرق ہو گیا اور یزید پلید کا طرف دار ہو کر حضرت اِمام حسین علیہ السلام سے لڑا''۔

پسر نوح با بداں بہ نشست
خاندانِ نبوتش گم کرد

(تیسیر الباری جلد۴ص۴ من وعن) ☆

☆ اِسے کہتے ہیں آپ کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صحت یاب ہونے کے بعد آپ کی بہت اَولاد ہوئی جیسا کہ آپ اُوپر پڑھ چکے ہیں۔

موجودہ دَور کے فرقہ پرست' محبانِ یزید' وحید الزماں صاحب کی تحریر سے درسِ عبرت پکڑیں۔ نیز یزید پلید کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے والے سوچیں کہ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے نواسوں کے قاتلوں کی کس دلیری سے وکالت کر رہے ہیں۔ کیا اُنہیں خوفِ خدا نہیں؟ کیا ایسے بدنصیب لوگوں کی سوچیں مفلوج ہو چکی ہیں؟ کہ جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ محبت کریں یہ اُن کے قاتلوں سے محبت کریں۔ اَفسوس اَیسے عقیدے اور فرقہ پر۔

فوت شدہ کی طرف سے خیرات کرنا:

بَابُ مَایُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّیَ فُجَاۃً اَنْ یَّتَصَدَّقُوْا عَنْہُ

وَقَضَاءَ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ ۲ ''جو شخص ناگہانی موت مرجائے اُس کی طرف سے خیرات کرنا مستحب ہے اور میت کی نذر پوری کرنا''۔

اِس باب کے تحت اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک حدیث شریف لکھی ہے ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کی: اِنَّ اُمِّیْ اِفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا ''میری والدہ محترمہ ناگہانی موت سے وصال کرگئی ہے اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ (ناگہانی موت نہ مرتی) بات کرسکتی تو ضرور کچھ خیرات کرتی کیا میں اُس کی طرف سے خیرات کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو اُس کی طرف سے خیرات کر''۔ ۞

۞ ''اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ میّت کو خیرات اور صدقہ پہنچتا ہے۔ اہل حدیث کا اِس پر اِتفاق ہے لیکن معتزلہ نے اِس کا اِنکار کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے سعد نے پوچھا کون سی خیرات افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: پانی پلانا۔ اِس کو اِمام نسائی نے نکالا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۲۲ من وعن) ☆

☆ آج کل کے اہلِ حدیث بھی معتزلی ہیں، وہ ایصالِ ثواب کے قائل نہیں ہیں۔

فوت ہونے کے بعد ثواب:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب الوصایا'' میں ایک باب باندھا ہے۔ بَابٌ: اِذَا قَالَ اَرْضِیْ اَوْبُسْتَانِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ اُمِّیْ فَهُوَ جَائِزٌ وَّاِنْ لَّمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذٰلِكَ ''اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ، میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے''۔

اِس باب کے تحت حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ

۲ بخاری جلد۱ص۳۸۶، تیسیر الباری جلد۴ص۲۱۔

(عمرہ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فوت ہوگئیں۔ وہ اُس وقت گھر میں موجود نہ تھے (غزوۂ دومۃ الجندل میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ گئے ہوئے تھے) جب آئے تو اُنہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ تُوُفِّیَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْھَا اَیَنْفَعُھَا شَیْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِہٖ عَنْھَا؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّی اُشْھِدُکَ اَنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَۃٌ عَلَیْھَا [۳] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میری والدہ فوت ہوگئیں۔ میں اُن کے فوت ہونے کے وقت موجود نہ تھا۔ اگر میں اُن کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا اُن کو ثواب پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا' میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اُن کی طرف سے صدقہ ہے''۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کِتَابُ الْوَصَایَا'' میں دو دیگر ابواب کے تحت میت کی طرف سے صدقہ کرنے اور نذر پوری کرنے کو جائز بیان کیا ہے۔

باب نمبر۱: بَابُ الْاِشْھَادِ فِی الْوَقْفِ وَالصَّدَقَۃِ [۴] ''وقف اور صدقہ پر گواہ کرنا''۔

باب نمبر۲: اِذَا وَقَفَ اَرْضًا وَّلَمْ یُبَیِّنِ الْحُدُوْدَ فَھُوَ جَائِزٌ وَّکَذٰلِکَ الصَّدَقَۃُ [۵] ''اگر کسی نے ایک زمین وقف کی (جو مشہور اور معلوم ہے) اگر اُس کی حدیں بیان نہیں کیں تو یہ جائز ہوگا۔ اِسی طرح اَیسی زمین کا صدقہ دینا''۔

محولہ بالا اَبواب میں ایک روایت اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور دو روایات حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایت میں کسی شخص کا نام بیان نہیں' مگر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ایک روایت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا نام بیان ہے۔

اِن تمام روایات مبارکہ کو یکجا کرنے سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جو شخص

---

۳ بخاری جلد ا ص ۳۸۶' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۸۔ ۴ بخاری جلد ا ص ۳۸۷' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۱۔ ۵ بخاری جلد ا ص ۳۸۷۔

وصال شدہ والدہ کو ثواب پہنچانے کیلئے مسئلہ پوچھ رہا تھا اُس کا نام حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہے۔

حائط:

جس باغ کے چاروں طرف دیوار ہو اُس کو ''حائط'' کہا جاتا ہے۔ اِس کی جمع ''حوائط'' ہے اور حدیثِ مبارکہ میں مذکور ''مخراف'' بیانِ عطف ہے اِس کا معنیٰ بھی باغ ہے لیکن ابنِ اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کھجوروں اور رطب (تر کھجوروں) پر ''مخراف'' بولا جاتا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ''مخراف'' پھل ہے اِس کو مخراف اِس لئے کہا جاتا ہے کہ اِس کا پھل چنا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ''مخراف'' درخت ہے۔

الحاصل ''مخراف'' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کا نام ہے۔ وہ اَنصار کے سردار تھے اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کی والدہ کا نام ''حضرت عمرہ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ وہ مسلمان ہوگئی تھی۔ اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور پانچ ہجری میں فوت ہوگئیں۔ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ''دومۃ الجندل'' کے غزوہ میں مصروف تھے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ثواب پہنچانے کے لئے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا مذکورہ بالا حدیث شریف اور اَبواب میں اِس کا ذکر ہے۔ مذکورہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میّت کی طرف سے اگر صدقہ کیا جائے تو میّت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اُس کو نفع دیتا ہے۔

باغ:

باغ کسے کہتے ہیں؟ اُس کا حدود اربعہ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنا ہوتا ہے؟ ہر صاحبِ علم اور صاحبِ عقل وشعور یہ جانتا ہے کہ باغ کے معنی کیا ہیں؟ اور باغ میں کیا کچھ ہوتا ہے بلکہ بچے بھی جانتے ہیں باغ اُسے کہتے ہیں جس میں پھل ہوتے ہیں۔ مثلاً کنوں کا باغ، آموں کا باغ، کھجوروں کا باغ، انگوروں کا باغ، ناریل کا باغ،

سیبوں کا باغ، کیلے کا باغ وغیرہ وغیرہ۔

ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) اپنی والدہ ماجدہ کے ایصالِ ثواب کے لئے اپنا سارے کا سارا باغ بانٹ رہے ہیں اور پھر گواہی بھی سرورِ انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ غور طلب مقام ہے کہ جس کام پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم گواہ بن جائیں کیا وہ کام غلط ہوسکتا ہے؟

اُس وقت والدین کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے پھلوں کو تقسیم کرنے کے موقع پر صاحبِ قرآنِ پاک محبوبِ رحمان صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنایا جاتا تھا۔ آج سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے وارث علماء کرام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا جاتا ہے۔ پہلے باغ تقسیم کئے جاتے تھے اَب باغوں کے پھل تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بات صرف فہم وفراست کی ہے، دلوں سے فرقہ وارانہ منافرت اور کینے سے پاک سینے کی ہے۔ یہ بات سمجھنے میں کوئی چیز مانع نہیں۔ صرف تعصب، کینہ اور اَنا کے بتوں نے اپنے پرستاروں کو سچائی کے اِظہار سے روکا ہوا ہے۔

حضرت علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے فرمان: اَنْ لَّیْسَ الْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی کو اِس حدیث شریف نے خاص کر دیا۔ آیتِ مبارک اپنے عموم پر نہیں یعنی اِس آیتِ مبارک کے مفہوم کا مصداق کافر ہیں۔ اُن کو ثواب نہیں پہنچتا۔

ثبوت کے طور پر عاص بن وائل کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

کافر کے لئے اِیصالِ ثواب نہیں:

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل (یہ کافر تھا اُس) نے (اپنے بیٹوں کو) وصیّت کی کہ (میرے مرنے کے بعد) میری طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں۔ چنانچہ اُس کے (ایک) بیٹے (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں، مکہ مکرمہ میں ہی اِسلام لے آئے

تھے) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے۔ پھر اُس کے دوسرے بیٹے (حضرت) عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں) نے ارادہ کیا کہ اُس کی طرف سے باقی پچاس غلام آزاد کر دوں تو اُنہوں نے کہا (پھر میرے دِل میں خیال آیا) کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر ہی ایسا کروں گا۔ چنانچہ وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ نے وصیّت کی تھی (کہ اُس کے مرنے کے بعد) سوغلام آزاد کرنا۔ (حضرت) ہشام (رضی اللہ عنہ) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں اور پچاس باقی ہیں۔ کیا میں اُس کی طرف سے غلام آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَا ذٰلِكَ** ''اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے' اُس کی طرف سے صدقہ دیتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اُسے اِن اَعمال کا ثواب پہنچتا''۔

اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صدقہ کافر کے لئے مفید نہیں ہے اور اُسے عذاب سے نجات نہیں دلائے گا۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مالی اور بدنی دونوں عبادتوں کا ثواب پہنچتا ہے۔ [۶]

فوت شدہ کو اپنے صدقہ جاریہ کا ثواب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ** [۷] ''جب اِنسان فوت ہو جاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین اَعمال

---

[۶] ابوداؤد جلد۲ص ۴۳' مشکوٰۃ ص ۲۶۶ عربی' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۲۷۹' المغنی لابن قدامہ جلد۳ص ۵۲۱ مختصراً۔ [۷] شرح السنۃ جلد۱ص ۲۳۷' ابوداؤد جلد۴ص ۴۲' المغنی لابن قدامہ جلد۳ص ۵۲۱' مسند احمد جلد۲ص ۳۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص ۳۷۸' مشکوٰۃ ص ۲۳' کنز العمال جلد ۱۵ص ۹۵۲' احسن البیان ص ۱۲۳۱' (چھاپہ سعودی عرب)۔

کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقۂ جاریہ۔ (۲) اَیسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اَولادِ صالح جو اُس کے لئے دُعائے خیر کرتی ہے''۔

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے یہاں لکھا ہے:۔ ''یعنی یہ تین سلسلے یا اِن میں سے ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اِن سے اُس کو برابر ثواب اور نفع پہنچتا رہے گا''۔ (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۱)

''مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا' اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا' علیٰ ہذا القیاس اِس کے بعد یہ سلسلہ اِسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلّمِ اوّل کو بھی اِس کے ثواب کا حصّہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اِس تعلیم و تعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اِس سلسلۂ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا' اِس لئے اِس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی حال صدقۂ جاریہ کا بھی ہے''۔ (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۱)

پانی کا صدقۂ جاریہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ میں نے عرض کیا: **يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ** [۸] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لئے ہے''۔

اِس حدیثِ پاک کی بعض روایات میں یہ اِضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث شریف سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا

---

[۸] مشکوٰۃ ۱۶۹' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳' نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲' مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۴' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲ (اشارہ)۔

تھا۔ ''فَتِلْکَ سَقَایَۃُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ '' (مدینہ شریف میں ''سقایۃ آل سعد '' کے نام سے جو سبیل ہے یہ دَراَصل وہی ہے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ''سقایۃ آل سعد '' کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس حدیثِ پاک کا اِستنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے'' (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی' شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیثِ پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا: سَقَی الْمَاءِ ''پانی پلانا'' فَتِلْکَ سَقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ ''یہ تو مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے''۔

(تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲ میں وحید الزماں صاحب نے اِسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اَب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہو بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دُودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

اِس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام کی سبیلیں' وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں' اِیصالِ ثواب کی نیّت سے لگانا' اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ پاک ہے۔ ثواب بخشتے وقت اِیصالِ ثواب کے اَلفاظ زبان سے ادا کرنا سُنّت ہے کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا کسی بندے کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا''۔ [۹]

---

[۹] مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵۔

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم سے ڈریں اپنی اصلاح کریں۔

شانِ مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میرے والد ماجد (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ اُن کی چھ بیٹیاں تھیں اور وہ مقروض تھے۔ جب اُن کے باغ کی کھجوریں کاٹنے کا وقت آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ جانتے ہی ہیں کہ میرے والدِ محترم رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو چکے ہیں اور اُن کے سر پر کافی قرضہ تھا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ (غریب خانہ پر تشریف لائیں اور) قرض خواہ آپ (ﷺ) کی طرف دیکھیں (شاید کچھ قرضہ میں تخفیف کریں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِذْهَبْ فَبَيْدَرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَتِهِ ''تم جاؤ اور جتنی اَقسام کی کھجوریں ہیں اُن کو علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگا دو''۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں گیا اور ایسا ہی کیا۔ پھر میں (بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہوا اور) آپ ﷺ کو بلایا۔ قرض خواہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو مطالبہ اور زیادہ کر دیا۔ جب نبی محترم ﷺ نے قرض خواہوں کا یہ حال دیکھا اور میری پریشانی ملاحظہ فرمائی تو آپ ﷺ نے طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ''بڑے ڈھیر کا تین بار طواف کیا اور پھر اُس کے اوپر بیٹھ گئے''۔ پھر فرمایا: اُدْعُ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اَخَوَاتِيْ تَمْرَةً فَسَلَّمَ وَاللّٰهِ الْبَيَادِرِ كُلُّهَا حَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً [۱۰] ''اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ (اور اُنہیں

[۱۰] تیسیر الباری جلد۴ ص ۳۷' بخاری جلد۱ ص ۳۹۰' مشکوۃ حدیث نمبر ۵۹۰۶' دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۱۴۹' شرح السنۃ جلد۷ ص ۷۴۔

کھجوریں ماپ ماپ کر اِس میں سے دینا شروع کر دو)۔ میں نے اُنہیں کھجوریں دینا شروع کر دیں۔ اللہ (جل جلالہٗ) نے میرے باپ کا کل قرضہ ادا کر دیا اور اللہ (جل شانہٗ) کی قسم اِس بات پر راضی تھا کہ اللہ (جل سلطانہ) میرے باپ کا قرضہ اَدا کر دے، چاہے میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں۔ لیکن اللہ (جَلَّ شانہٗ) کی قسم جتنے ڈھیر وہاں تھے سارے کے سارے بچ گئے اور میں اُس ڈھیر کو دیکھ رہا تھا جس پر (میرے آقا و مولیٰ) رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اُس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ وہ ویسے کا ویسا ہی رہا"۔ ۞

۞ "یہ آپؐ کا کھلا معجزہ تھا۔" (تیسیر الباری جلد۴ ص ۳۷ من وعن) ☆

☆ "جو لوگ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہوئے شرماتے نہیں اور بعض بڑا بھائی کہتے ہوئے خوف نہیں کھاتے اُنہیں اپنے ناقص خیالات سے تائب ہو کر عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کا اِقرار کرنا چاہئے اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع اپنے دِل میں روشن کرنی چاہئے۔ جو در حقیقت اِیمان کی روح ہے"۔

جہاد قیامت تک فرض ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّ اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا** [11] "مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد ہجرت (فرض) نہیں رہی اَلبتہ کافروں سے جہاد کرنا اور نیّت بخیر رکھنا باقی ہے اور جب تمہیں کہا جائے جہاد کے لئے نکلو تو نکل کھڑے ہو"۔ ۞

۞ "یعنی قیامت تک جہاد فرض رہے گا۔ دوسری حدیث میں ہے جب سے مجھ کو اللہ نے بھیجا، قیامت تک مجھ سے جہاد ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اَخیر میں میری اُمّت دجّال سے مقابلہ کرے گی۔ جہاد اِسلام کا ایک رکنِ اعظم ہے اور فرضِ کفایہ

[11] بخاری جلد۱ ص ۳۹۰، شرح السنۃ جلد۵ ص ۵۲۰، مسلم جلد۱ ص ۴۳۷۔

ہے لیکن جب ایک جگہ ایک ملک کے مسلمان کافروں کے مقابلہ سے عاجز ہو جائیں تو اُن کے پاس والوں اور اِسی طرح تمام دُنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے یہاں تک کے عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں پر بھی جہاد کی فرضیت قیامت تک باقی رہے گی۔۔۔۔البتہ یہ ضرور ہے کہ اِمام عادل سے پہلے بیعت کی جائے اور کافروں کو حسبِ وعدہ نوٹس دیا جائے اگر وہ اِسلام اور جزیہ قبول نہ کریں تو اُس وقت اللہ پر بھروسا کر کے اُن سے جنگ کی جائے اور فتنہ وفساد اور عورتوں اور بچوں کی خونریزی کسی شریعت میں جائز نہیں۔'' (تیسیر الباری جلد۴ص۴۰۔۳۹ من وعن) ☆

☆ مذکورہ بالا حدیث شریف میں جس ہجرت کا ذکر ہے وہ فتح مکہ مکرمہ کے بعد منسوخ ہوگئی ہے مگر جن مقامات میں شعائر اِسلام ادا نہ ہوسکیں وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا' ہجرت کے معانی یہ ہیں کہ جب کافر مسلمان ہو جائیں یا وہ اپنی قوم میں رہائش پذیر ہوں اور اُن کو اذیت پہنچائی جائے تو اُن کا دارالسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے تا کہ اُن کا دین سالم رہے اور وہ اَذیت سے محفوظ رہیں۔

خبرِ غیب اور دُعائے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی میری خالہ حضرت اُم حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' کے گھر تشریف لاتے تو وہ آپ ﷺ کی خدمت کرتیں اور اُنہیں کھانا کھلاتیں۔ایک دن آپ ﷺ وہیں کھانا کھانے کے بعد سو گئے اور (کچھ دیر بعد) ہنستے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرَ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْکِ

عَلَی الْاَسِرَّۃِ ''میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ سمندر کے راستے اللہ (جَلَّ شانہ) کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اِس طرح سوار ہیں' گویا بادشاہ ہیں' تختوں پر یا بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں''۔ فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے لئے دُعا فرمائیں' اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) مجھے بھی اِن میں شریک فرمائے۔ آپ ﷺ نے میرے لئے دُعا فرمائی اور پھر سرِ انور (سرہانے پر) رکھ کر سو گئے۔ پھر (کچھ دیر کے بعد) ہنستے مسکراتے ہوئے جاگے۔ حضرت اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ کس لئے ہنس رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غَزَاۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ''میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) کی راہ میں جہاد کو جا رہے تھے۔ اِس طرح میرے سامنے لائے گئے''۔ (جیسے پہلے بیان ہوا) میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دُعا فرمائیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) مجھے بھی اِن میں شریک کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ [۱۲] ''تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی''۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں اپنے شوہر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم کے نصاریٰ کے خلاف جہاد میں شریک ہوئیں۔ جب سمندر سے اُتریں تو گھوڑے پر سے گر کر شہید ہو گئیں۔ ۞

۞ ''اُمّ حرام کو شہادت نصیب ہوئی اور آنحضرت ﷺ کی دُعا پوری ہوئی''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۴۴ من وعن) ☆

☆ روم کے نصاریٰ کے ساتھ ۲۸ھ میں سمندری جہاد ہوا۔ یہ جہاد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں جزیرہ قبرص کو فتح کرنے کے لئے ہوا۔

---

[۱۲] تیسیر الباری جلد۴ ص۴۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۵۹' بخاری جلد۱ ص۳۹۱' ترمذی حدیث نمبر ۱۶۴۵' شرح السنۃ جلد۷ ص۷۹' الترغیب والترہیب جلد۲ ص۳۰۵' مسلم حدیث نمبر ۱۶۰-۱۹۱۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۷۶' مسند احمد جلد۳ ص۲۴۰۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِس واقعہ کی اِطلاع کئی سال پہلے فرمادی۔ کسی نے اِس پر اِعتراض نہ کیا اور نہ ہی ماننے والوں پر شرک وکفر کا فتویٰ لگایا۔ اور کسی نے نہ کہا کہ: ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) ہی جانے کل کیا ہوگا''۔ بلکہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بات پر اُسی وقت یقین کرلیا۔ یہ تو آج کل کے جہالت کے دَور میں بے خبر اور بے علم لوگوں کی بات ہے کہ کہتے ہیں کہ ''کسی کو کیا خبر کل کیا ہوگا؟'' علمائے کرام تو بتاتے ہیں۔ جس کو ربِّ ذوالجلال والاکرام اِطلاع فرمادے وہ سب کچھ جانتا ہے کہ کل کیا ہوا تھا اور کل کیا ہوگا۔ اَب تو نعوذ باللہ عطائے خداوندی کا بھی اِنکار کرتے جارہے ہیں۔

جنت میں مجاہدین کے لئے سو درجے ''خبرِ غیب'':

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلاَۃَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ جَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْجَلَسَ فِیْ اَرْضِہِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا ''جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اور اُس کے رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) پر ایمان لائے اور نماز کو درستگی کے ساتھ اَدا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) پر اُس کا حق ہے کہ اُس کو بہشت میں لے جائے خواہ وہ جہاد کرے خواہ اُسی ملک میں بیٹھا رہے جہاں پیدا ہوا''۔ ۝

۝ ''(جہاد کا موقع نہ پائے) مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہ ہو لیکن دوسرے فرائض ادا کرتا رہے اور اِسی حال میں مرجائے تو آخرت میں اُس کو بہشت ملے گی گو اُس کا درجہ مجاہدین سے کم ہوگا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۴۵ من وعن)

فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَابَیْنَ

الدَّرَجَتَيْنِ كَمَابَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۱۳ ''لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ہم لوگوں کو یہ خوش خبری سنادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سو درجے ہیں' جن کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ ہر دو درجوں میں اِتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے''۔

اِس حدیث شریف میں غیب کی خبر ہے اور ایمان بالغیب شرط ایمان ہے۔

شہید کے لئے اِنعام (خبرِ غیب):

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ عَبْدٍ يَّمُوْتُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَّسُرُّهٗ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَاَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِلَّا الشَّهِيْدَ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَاِنَّهٗ يَسُرُّهٗ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ مَرَّةً اُخْرٰى ۱۴ ''جو بندہ مرجائے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے ہاں اُس کی کوئی بھی نیکی ہو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کے لئے دنیا کی طرف لوٹنا آسان کردے جب کہ اُس کے لئے دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے، تو وہ کبھی بھی دنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرے گا لیکن شہید جو شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہو تو اُس کو یہ پسند ہوگا کہ وہ دُنیا میں واپس چلا جائے اور پھر دوسری بار قتل ہو''۔

حضرت حمید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔ لَرَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْغَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَوْ مَوْضِعُ قِيْدِهٖ يَعْنِيْ سَوْطِهٖ، خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَوْاَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَابَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْهُ رِيْحًا

---

۱۳ بخاری جلد ۱ ص ۳۹۱' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۰۳' ترمذی حدیث نمبر ۲۵۳۱۔ ۱۴ بخاری جلد ۱ ص ۳۹۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۶۴۳، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۵۱۵، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۵۴، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴، فتح الباری جلد ۶ ص ۱۸، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۷، ۴۶۔

وَلَنَصِيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔[۱۵] اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی راہ میں صبح وشام چلنا (جانا) دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے اِس سے بہتر ہے اور تمہارے لئے جنت کی دو ہاتھ زمین یا کوڑے کی مقدار جگہ دُنیا اور دُنیا کی ہر شے سے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت (حور) زمین والوں کو جھانکے (ایک نظر دیکھے اُن کی طرف رُخ کرے) تو زمین سے آسمان تک روشنی ہو جائے اور اُن کی خوشبو سے دُنیا بھر دے اور اُس کے سر کا دوپٹہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے"۔ ۞

۞ "بعض ملحدین' بے دین اور برہم سماج والے کافر اِس قسم کی آیتوں اور حدیثوں پر ٹھٹھا لگاتے ہیں اور طرح طرح کے استبعاد اِس میں پیدا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اگر حور کے چہرے میں اِتنا نور ہے کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے تو سورج سے زیادہ اُس میں روشنی ہوگی۔ اِسی طرح اگر اُس کی خوشبو سے زمین آسمان مہک جائے تو خود حور میں کتنی خوشبو ہوگی۔ پس اَیسی روشنی اور اَیسی خوشبوئی میں آدمی کیسے ٹھہر سکتا ہے؟ اُن کا جواب یہ ہے کہ بہشت کا قیاس دنیا پر نہیں ہو سکتا۔ نہ بہشت کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح ہے۔ بہت سی چیزیں ہم دنیا میں دیکھ نہیں سکتے مگر آخرت میں اُن کو دیکھیں گے۔ دوزخ کا ہلکے سے ہلکا عذاب آدمی دُنیا میں نہیں اُٹھا سکتا۔ پر آخرت میں آدمی کو اَیسی طاقت دی جائے گی کہ دوزخ کے عذابوں کا تحمل کرے گا اور پھر زندہ رہے گا۔" (تیسیر الباری جلد۴ص ۴۷ من وعن) ☆

☆ آخرت کے حالات کا بیان یہ غیب کا بیان ہے اور صاحبِ تیسیر الباری نے غیب کی باتیں نقل کی ہیں' کیا خوب ہیں یہ لوگ خود غیب کی باتیں تحریر کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں شاید اِنہیں معلوم نہیں کہ قیامت کا حال سارے کا سارا غیب ہے اور اِس غیب کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ

---

[۱۵] بخاری جلد۲ ص ۳۹۲، فتح الباری جلد ۶ ص ۱۸، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴، تفہیم البخاری جلد۴ ص ۳۵۴، تیسیر الباری جلد۴ ص ۴۷۔

الکریم نے اپنے محبوب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ (م۔ا۔ی)

جنت کی عورتوں کی خوبیاں:

حضرت ابن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ذکر کی ہے:۔ ''اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اگر جنت کی حوروں میں سے کوئی حور اپنے ہاتھ کا کنگن دنیا میں ظاہر کرے تو اُس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی کو بجھا دے۔ جب اُس کے کنگن کا یہ حال ہے تو اُس کنگن کے پہننے والی عورت کس قدر منور ہوگی پھر اُس کا لباس کیسا ہوگا؟''۔ ۱۶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ''جنت کی حوروں میں سے بعض ایسی حوریں ہیں جن کو ''عیناء'' کہا جاتا ہے۔ جب وہ چلے تو اُس کے اِردگرد ستر ہزار خادمائیں اُس کے دائیں بائیں چلتی ہیں۔ وہ کہتی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کہاں ہیں؟''۔ ۱۷ یعنی وہ حوریں اُن لوگوں کی متلاشی ہوں گی جو دنیا میں اَچھے اَعمال کی رہنمائی کرتے رہے ہیں اور بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جنت میں ایک حور ہے جسے ''عیناء'' کہا جاتا ہے اگر سمندر میں وہ لعابِ دہن ڈال دے تو اُس کا پانی میٹھا ہو جائے۔ ۱۸

آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔ ''میں نے شبِ اسریٰ ایک حور دیکھی جس کی پیشانی چاند کی مثل تھی۔ اُس کے سر میں سو گیسو تھے۔ ہر گیسو کے درمیان ستر ہزار ذوائب تھے اور وہ چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن تھے۔ اُس کے خلخال موتیوں اور مختلف اَقسام کے جواہرات سے مرصع تھے۔ اُس کی پیشانی پر دو سطریں موتیوں اور جواہرات سے لکھی ہوئی تھیں۔ پہلی سطر میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور دوسری سطر میں

۱۶ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴۔ ۱۷ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۴۔ ۱۸ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۵۔

یہ لکھا تھا کہ کوئی مجھ جیسی عورت کا خواہش مند ہو وہ میرے رَبّ ذوالجلال والاکرام کی اِطاعت کرے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا یہ اور اِس جیسی عورتیں آپ ﷺ کی اُمت کے لئے ہیں''۔ ۱۹

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے شہیدوں کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''زمین شہید کے خون سے نہیں سوکھتی کہ اُس کی دونوں بیبیاں ''حورِ عین'' اُسے آکر اُٹھاتی ہیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک جوڑا ہوتا ہے جو ساری دُنیا اور مافیہا سے بہتر ہے''۔ ۲۰ ''یہ بیبیاں جنت کی حوروں میں سے شہید کو لپک کر لینے کے لئے آتی ہیں اور اُس کو جوڑے پہنانے کے لئے ساتھ لاتی ہیں۔ شہید اِدھر زمین پر گرا اور اُس کی جان نکلی کہ جنت میں داخل ہو گیا''۔

شہادت کی غیبی خبریں اور مشاہدہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خطبۂ مبارک اِرشاد فرمایا: ۔اَخَذَالرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ هَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ ابْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ غَیْرِ إِمْرَاةٍ فَفُتِحَ لَهُ وَقَالَ ! مَایَسُرُّ نَا أَنَّهُمْ عِنْدَ نَا قَالَ اَیُّوْبُ! اَوْقَالَ مَایَسُرُّهُمْ اَنَّهُمْ عِنْدَنَا ، وَعَیْنَاهُ تَذْرِ فَا نِ ۲۱'' (حضرت) زید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہوئے۔ پھر (حضرت) جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہوئے۔ پھر (حضرت) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا' وہ بھی شہید ہوئے''۔ پھر (اِن تینوں کے بعد) حضرت

---

۱۹ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۵۔ ۲۰ عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۵۔ ۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۷۹۲، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۸، فتح الباری جلد ۶ ص ۱۹، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۹۶، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۵۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۱۸'۱۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۴۲، مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۱۶۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۸۶۔

خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا۔ (رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں) حالانکہ میں نے اُن کو اَمیر نہیں بنایا تھا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے اُنہیں فتح عطا فرمائی اور فرمایا کہ ہمیں یہ خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یا یوں فرمایا کہ اُن کو ہمارے پاس رہنا اچھا نہیں لگتا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے"۔

سریۂ موتہ:

موتہ شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ سریۂ موتہ بہت مشہور ہے۔ اِس میں صعوبت، شدت اور سخت جنگ وقتال واقع ہوا تھا۔ اِس کے وقوعہ کا سبب یہ ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بصرہ کے بادشاہ کے نام ایک مکتوبِ گرامی لکھا اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن عمیر ازدی کو دیا کہ وہ اُس کے پاس لے جائیں۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادِ گرامی کے مطابق روانہ ہوئے۔ جب موضع موتہ میں پہنچے تو شرحبیل بن عمر غسانی، جو قیصر کے اُمراء میں سے تھا اور بلقاء کا رئیس تھا۔ یہ عربی خاندان ایک مدت سے عیسائی تھا اور شام کے سرحدی مقام پر حکمران تھا۔ اُس نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہاں جارہے ہو؟ اُنہوں نے فرمایا: شام جارہا ہوں، شرحبیل نے کہا تم (حضرت) محمد ﷺ کے قاصد ہو۔ اُنہوں نے فرمایا، ہاں! میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ اِس پر شرحبیل نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔ اِس سے پہلے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے کسی قاصد کو کسی نے قتل نہیں کیا تھا اور اِس کے سوا کسی بادشاہ کے نزدیک قاصد کو قتل کرنے کی عادت نہ تھی اور تمام بادشاہوں کے نزدیک قاصدوں کی اَمان اَمر مسلم تھی۔ ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب کا ایلچی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں آیا۔ باوجود اِس کے کہ اُس نے بڑی گستاخیاں کیں اور کلماتِ کفر بکے مگر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُسے قتل نہ کیا اور فرمایا اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کردیتا۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر جب سمع مبارک میں پہنچی تو بہت

شاق گزرا۔ صحابہ کرام ﷺ سے فرمایا: دشمنوں کی سرکوبی کے لئے چلو۔ چنانچہ موضع ''جرف'' میں تقریباً تین ہزار مجاہدین' صحابہ کرام ﷺ جمع ہوگئے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت حارث ﷺ کے قصاص کے لئے تین ہزار مجاہدین حضرت زید بن حارثہ ﷺ کی سربراہی میں روانہ فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ ﷺ کو سپہ سالار بنایا۔ نبی کریم رؤف وحیم ﷺ نے فرمایا: ۔اِنْ قُتِلَ زَیْدٌ فَجَعْفَرٌ ، وَاِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ، فَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃُ ۲۲ اگر (حضرت) زید (ﷺ) شہید ہو جائیں تو (حضرت) جعفر بن ابی طالب (ﷺ) اَمیر بنیں اور اگر (حضرت) جعفر بن ابی طالب (ﷺ) شہید ہو جائیں تو (حضرت) عبداللہ بن رواحہ (ﷺ) اَمیر مقرر ہوں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اَمیر بنالیں''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ''مدارج النبوت'' میں لکھتے ہیں۔ یہ ترتیبِ اَمارت یا تو وحی واِلہام اِلٰہی سے واقع ہوئی یا حق تعالیٰ نے زبانِ حق ترجمان پر اَیسا ہی جاری فرمایا تھا۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے سفید عَلَم تیار فرما کے حضرت زید بن حارثہ ﷺ کو مرحمت فرمایا اور ثنیۃ الوداع تک اُن کے ساتھ مشایعت فرمائی۔

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت زید' حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ کی شہادت کی خبر لوگوں کو سنادی جبکہ اَبھی تک کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام ﷺ کو فرمارہے تھے، حضرت زید ﷺ نے سرداری کا جھنڈا سنبھالا' وہ شہید ہوئے پھر حضرت جعفر ﷺ نے جھنڈا سنبھالا' وہ شہید ہوئے پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ نے جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہوئے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں

۲۲ بخاری جلد۲ص ۶۱۱۔

سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ۲۳ ''یہاں تک اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُن کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔ اُس دن سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لقب ''سیف اللہ'' ہوگیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں زخمی ہونے والے کی شان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِہٖ اِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْکِ ۲۴ ''اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی راہ میں جو زخمی ہوا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) خوب جانتا ہے کہ کون اُس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اُسی طرح زخمی آئے گا۔ خون کا رنگ تو خون کا ہوگا اور خوشبو مُشک کی سی ہوگی''۔ ۞

۞ ''۔۔۔۔ امام نووی نے کہا جو شخص باغیوں یا راہزنوں کے ہاتھ سے زخمی ہو یا دین کی تعلیم اور تلقین میں اُس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۲ من وعن) ☆

☆ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِس اِرشادِ مبارک میں اطلاع علی الغیب ہے کہ اللہ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی راہ میں زخمی ہونے والا شخص قیامت کے دن اُسی حالت میں آئے گا جس حالت میں زخمی ہوا تھا۔ نیز ایسے غازی اور مجاہد کے لئے کیسی خوش خبری عطا فرمائی ہے کہ اُس کے زخم سے جو خون بہہ رہا ہوگا اُس سے مشک کی سی خوشبو آتی ہوگی۔ یہ وہ علم ہے جس سے کوئی کلمہ پڑھنے والا اِنکار نہیں کرسکتا یہ عطائے پروردگار ہے۔

---

۲۳ بخاری جلد۲ص۶۱۱۔ ۲۴ بخاری جلد۱ص۳۹۳، تیسیر الباری جلد۴ص۵۲۔

اللہ والوں کی شان:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن نضر کی بہن نے ایک عورت کا سامنے والا دانت توڑ دیا تھا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (شرع شریف کے موافق) قصاص کا حکم فرمایا (کہ اس کا بدلہ لیا جائے)۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا تُکْسَرُ ثَنِیَّتُھَا ''اُس اللہ (عزوجل) کی قسم جس نے آپ ﷺ کو سچا رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) بنا کر بھیجا ہے۔ رُبیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔'' پھر اللہ (عزوجل) کی قدرت فَرَضُوْا بِالْاَرْشِ وَتَرَکُوا الْقِصَاصَ ''اُس عورت کے وارث دیت پر راضی ہوگئے اور قصاص معاف کردیا''۔ اُس وقت رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَ بَرَّہٗ [۲۵] ''اللہ (عزوجل) کے بندوں میں سے بعض بندے وہ ہیں کہ اگر وہ اللہ (جل شانہ) کے نام کی قسم کھائیں تو اللہ (عزوجل) اُن کی قسم کو سچا فرما دیتا ہے''۔

اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ اُنہوں نے معاذ اللہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا کلام مسترد کردیا تھا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بَابُ الصُّلْحِ فِی الدِّیَۃِ (باب۔ دیت میں صلح کرنا) میں پورا واقعہ نقل فرمایا ہے اُس میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن نضر کی قسم پر فرمایا: یَا اَنَسُ کِتَابُ اللّٰہِ الْقِصَاصُ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی کتاب کا حکم قصاص ہے''۔ یہ سن کر دوسرے لوگ خوش ہوگئے اور اُنہوں نے قصاص معاف کردیا۔

اِس موقع پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وہی اِرشادِ مبارک فرمایا جو بیان ہو چکا ہے یعنی اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَ بَرَّہٗ [۲۶]

---

[۲۵] بخاری جلد ۱ ص ۳۹۳، ۳۹۴، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۴، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۲۶۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۲۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۴۶۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۲۵، ۶۴۔ [۲۶] بخاری جلد ۱ ص ۳۹۴، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۲۲۷۔

''اگر یہ سوال ہو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن نضر نے شرع کے حکم کا اِنکار کیوں کیا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا تھا کہ قصاص اور دیت میں اِختیار ہے جو بھی اِن دونوں میں سے اَدا کر دیا جائے' جائز ہے اور اُن کو قصاص کے تعین کا علم نہ تھا یا حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ خیال تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُن کے دِلوں میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ بن نضر کے کلام میں حرف ''لا'' حکم کو رد کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ قصاص کے وقوع کی نفی مراد تھی کہ واقعہ اور نفس الامر میں اُن سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور لَا تُکْسَرُ سے قصاص کے واقعہ نہ ہونے کی خبر دینا ہے کیونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے لئے مقبول بندے ہیں۔ اُنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم پر پورا بھروسہ اور اِعتماد تھا۔ اُنہیں یقین محکم تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُنہیں نا اُمید نہیں کرے گا۔ دوسرے فریق کے دِل میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے۔ اِسی لئے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے بعض مخلص بندے جو اُس کے مقرب ہیں جو بات کہہ دیتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُس کو پورا فرما دیتا ہے''۔ (تفہیم البخاری جلد۴ ص ۲۲۸)

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِختیارِ مبارک:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے کئی کئی ورقوں سے نقل کر کے قرآنِ مجید کو جمع کیا۔ سورۂ احزاب کی ایک آیتِ مبارک مجھے کہیں نہیں ملی جو میں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔ آخر وہ آیتِ مبارک صرف ایک صحابی حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس مجھ کو ملی یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں۔ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم شَھَادَتَہٗ شَھَادَۃَ رَجُلَیْنِ ''جن کی اکیلے کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں کی گواہی کے برابر کی تھی''۔ ۞

o ''یہ خاص خزیمہ کے لئے آپؐ نے حکم دیا تھا۔ ہوا یہ تھا کہ آپؐ نے ایک شخص سے کوئی بات فرمائی اُس نے اِنکار کیا۔ خزیمہ نے کہا میں اِس کا گواہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تجھ سے تو گواہی طلب نہیں کی گئی اور گواہی دیتا ہے۔ خزیمہ نے کہا یا رسولؐ اللہ آسمان سے جو حکم اُترتے ہیں اُن پر تو آپؐ کی تصدیق کرتے ہیں یہ کون سی بڑی بات ہے۔ آپؐ نے خزیمہ کی شہادت پر فیصلہ کر دیا اور اُن کی شہادت دو مردوں کے برابر رکھی''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۵۵ من وعن) ☆

☆ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جو نوازش فرمائی ہے کیا کائنات میں اَیسا کوئی شخص ہے جو کسی شخص کی گواہی کو دو مَردوں کے برابر قرار دے دے۔ جو حضرات اپنے ناقص علم کی بنا پر بے دریغ یہ کہہ دیتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی ہماری طرح تھے اُنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم سے ڈرنا چاہئے اور آقا کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعظیم وتکریم میں ذرّہ برابر غفلت نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ ہدایت عطا فرمائے۔

دیوار کے پیچھے کا علم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُمّ رُبَیّع بنت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے بیان فرمائیے' حارثہ (رضی اللہ عنہ) کہاں ہے؟ (حضرت) حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کے دن شہید ہو گئے تھے۔ اُن کو نامعلوم تیر لگا۔ اگر وہ جنت میں ہیں' تو صبر کرتی ہوں اور اگر اِس کے برعکس ہے تو میں اُس پر خوب رونے کی کوشش کروں گی۔ (تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا' اے اُمِ حارثہ مجھے کیا معلوم وہ کہاں ہے؟۔ بلکہ) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّ ابْنَکَ

اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی ۲۷ ''اے حارثہ کی والدہ! بہشت میں درجہ بدرجہ کئی باغ ہیں اور تیرا بیٹا سب سے اعلیٰ باغ فردوس میں ہے''۔ ۝

۝ خوش خبری سننے کے بعد:

''یہ سن کر اُمِ حارثہ ہنستی ہوئی گئیں اور کہنے لگیں حارثہ مبارک ہو۔ پہلے حارثہ کی ماں یہ سمجھی کہ جب حارثہ دشمن کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا تو وہ شہید نہیں ہوا شاید اُس کو بہشت نہ ملے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۷ من وعن) ☆

☆ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اِیمان:

جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت اُمِ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوش خبری سنائی تو اُس نے یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ کو کیسے معلوم ہوگیا کہ میرا بیٹا جنت الفردوس میں ہے؟ وہ لوگ صاحبِ اِیمان تھے تبھی اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے غیبی باتیں سن کر بغیر اعتراض کے نورِ ایمان سے اپنے سینوں کو منور کیا تھا۔

مجاہدین کو خوش خبری اِطلاع علی الغیب:

حضرت ابوعبس، جو عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ ہیں سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ ۲۸ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم) کی راہ میں جس بندے کے پاؤں گرد آلود ہوں، اُس کو دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں''۔ ۝

۝ ''جب اللہ کی راہ میں پاؤں گرد آلود ہونے سے یہ اثر ہو کہ دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں تو وہ لوگ کیسے دوزخ میں جائیں گے جنہوں نے اپنی جان ومال

---

۲۷ بخاری جلد۱ص ۳۹۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۲۴۔ ۲۸ تیسیر الباری جلد۴ص ۵۸، بخاری جلد۱ص ۳۹۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۷۹۴، مجمع الزوائد جلد۵ص ۲۸۶، الترغیب الترہیب جلد۱ص ۴۸۶، نسائی حدیث نمبر ۳۱۱۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۷۰۶، مرقاۃ جلد۷ص ۳۲۹۔

سے اللہ کی راہ میں کوشش کی۔ اگر اُن سے کچھ قصور بھی ہو گئے ہوں تو اللہ جل جلالہٗ سے اُمیدِ معافی ہے۔ اِس حدیث سے مجاہدین کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ دوزخ سے محفوظ رہیں گے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۸ من وعن)

فرشتوں کے پروں کا سایہ:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ اِیمان بالغیب پر اَیسے ہی ہے جیسے اہلسنّت و جماعت عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی صحیح العقیدہ اہلسنّت و جماعت تھے۔ اُنہوں نے اپنی کتاب بخاری شریف ''کتاب الجہاد و السیّر'' میں ایک باب باندھا ہے بَابٌ ظِلُّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيْدِ ''یعنی شہید پر فرشتے سایہ کرتے ہیں''۔ اِس باب کے تحت حدیث شریف لکھتے ہیں:

حضرت جابر بن عبد اللہ اَنصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں جب میرے والدِ گرامی کی میّت کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر کیا گیا جب کہ مشرکین نے اُن کی شہادت کے بعد اُن کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے تھے جب میرے والد گرامی کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے رکھا گیا اور میں نے اُن کے چہرے سے کپڑا اُٹھانا چاہا تو میری قوم نے مجھے روک دیا، اتنے میں آپ ﷺ نے ایک عورت کا چلانا سنا تو آپ ﷺ کے پوچھنے پر آپ ﷺ کو عرض کیا گیا وہ عمرو کی بیٹی یا (یہ کہا گیا) کہ وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیوں روتی ہے؟ فرمایا مت رو۔ فرشتے تو اُس پر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں''۔ ۝

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ۝ اللہ جل جلالہ نے جابرؓ کے والد سے کلام کیا۔ جابرؓ کے والد نے یہ آرزو ظاہر کی کہ میں پھر دُنیا میں بھیج دیا جاؤں۔ پھر یہ عرض کیا کہ میرا حال میرے ساتھیوں تک پہنچا دے۔ اُس وقت یہ آیت

اُترٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَاءٌ....'' (تیسیر الباری جلد۴ص ۶۱ من وعن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: مَا اَحَدٌ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَہٗ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّھِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ عَشَرَ مَرَّاتٍ لِّمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَۃِ [۲۹]

''کوئی شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ دُنیا میں لوٹنے کی خواہش نہیں کرے گا اگرچہ اُس کو دُنیا کی ہر چیز دے دی جائے۔ البتہ شہید دُنیا میں آنے کی اور دس بار اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) کی راہ میں شہید ہونے کی آرزو رکھتا ہے کیونکہ وہ جنت میں شہادت کی عزت واحترام دیکھتا ہے''۔

کیا رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی ہے؟ جواب نہیں!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ فَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَبَقَھُمْ عَلٰی فَرَسٍ وَّقَالَ وَجَدْنَاہُ بَحْرًا [۳۰] ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں زیادہ خوبصورت اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر اور سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ ایک بار ایسا ہوا' مدینہ (منورہ) والے (رات کو کچھ آواز سن کر) گھبرا گئے کچھ لوگ اُدھر گئے سب سے آگے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار تشریف لے گئے۔ فرمانے لگے یہ گھوڑا کیا ہے؟ دریا ہے۔ ○

○ ''بے تکان چلا ہی جاتا ہے کہیں رُکتا یا اُڑتا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

---

۲۹ بخاری جلد ا ص ۳۹۵، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۶۲، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۷۹' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۱۰' کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۳۳۳۔ ۳۰ بخاری جلد ا ص ۳۹۵' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۶۴۔

رات کے وقت بنفس نفیس یکہ وتنہا آواز کی طرف تشریف لے گئے اور دشمن کا کچھ ڈر نہ کیا۔ سبحان اللہ! شجاعت ایسی، سخاوت ایسی، حسن و جمال ظاہری ایسا، کمالات باطنی ایسے، قوت ایسی کہ نو بیویوں کے پاس ایک ہی شب میں ہوتے، وہ بھی اُس وقت جب آپؐ کی عمر پچاس سے متجاوز ساٹھ کے لگ بھگ تھی، رحم وکرم ایسا کہ کبھی سائل کو محروم نہیں کیا۔ کبھی کسی سے بدلہ لینا نہیں چاہا۔ جس نے معافی چاہی معاف کر دیا۔ عبادت اور خدا ترسی ایسی کہ رات رات بھر نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں ورم کر گئے، تدبیر اور رائے ایسی کہ چند ہی روز میں عرب کا ملک شرک کی نجاست سے پاک کر دیا۔ بڑے بڑے بہادروں اور اکھڑوں کو نیچا دکھایا۔ کیا اِن کمالات کو دیکھ کر بھی کسی کو آپؐ کی نبوت اور پیغمبری میں شک رہتا ہے؟'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۶۴ من وعن) ☆

☆ ساتھ یہ بھی لکھ دیتے کہ کیا اِن کی بے مثلیت میں شک رہتا ہے؟ نہ کوئی اُن جیسا ہوا ہے اور نہ ہی قیامت تک ہوگا۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ حکماء اسلام نے کہا انسان میں تین قوتیں ہوتی ہیں غضبیہ، شہویہ اور عقلیہ۔ قوت غضبیہ کا کمال شجاعت ہے۔ قوت شہویہ کا کمال جود وسخا ہے اور قوت عقلیہ کا کمال حکمت ودانائی ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن سب کمالات کے جامع ہیں۔ اِس حدیث شریف میں اَحسن الناس سے اِسی طرف اِشارہ ہے کیونکہ حسنِ صورت مزاج کے اِعتدال کے تابع ہے اور مزاج کا اِعتدال نفس کی پاک دامنی کے تابع ہے جس کے باعث طبیعت میں جودت آتی ہے اور یہ تینوں اَوصاف اُصول اَخلاق ہیں۔ اِس لئے احسنیت، شجعیت اور اجودیت ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مقدس صفات ہیں۔ (تفہیم البخاری جلد۴ ص۲۸۳)

دُعا بعد از نماز:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کو یہ دُعا اِس طرح سکھاتے تھے جیسے مکتب کا اُستاد بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے۔ حضرت سعد

ﷺ فرماتے تھے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نماز کے بعد اِس دُعا کو پڑھ کر پناہ لیتے تھے۔ وہ دُعا یہ تھی:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۳۱ ''یا اللہ (جَلَّ جلالک) میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی (نامردی) سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، نکمی (خراب) عمر تک لوٹ جانے سے ۝ اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں دُنیا کے فتنے (یعنی دَجّال سے) اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے''۔

۝ ''یعنی اِس قدر بوڑھا ضعیف ہونے سے کہ عقل اور حواس میں فتور آجاتا ہے۔ عبادت کی طاقت نہ رہے جیسے آدمی بچپنے میں ضعیف اور نادان ہوتا ہے اَیسا ہی بہت بوڑھا ہو کر اُسی حالت میں عود کرتا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۶۵ من وعن) ☆

☆ جو لوگ نماز کے بعد دُعا نہیں کرتے کیا وہ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مقدسہ کا مطالعہ نہیں کرتے اور نمازوں کے بعد دُعا نہ کرنے کے غیر مسنون عمل پر کاربند ہیں اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے مانگنے والوں کو روکتے ہیں۔ اُنہیں اپنے پیارے آقا و مولیٰ نبی محترم رؤف ورحیم ﷺ کی تعلیمات اور زندگی کے نمونے سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْھَرَمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۳۲ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرمایا کرتے۔ اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں تیرے ذریعے عجز، کاہلی، بزدلی اور بڑھاپے سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تیرے ذریعے

---

۳۱ بخاری جلد۱ ص ۳۹۶، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ ص ۱۸، تیسیر الباری جلد۴ ص ۶۵۔۳۲ بخاری جلد۱ ص ۳۹۶، شرح السنۃ جلد۳ ص ۱۴۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ ص ۲۰۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ ص ۱۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۶۱۹، ۳۶۸۱، ۳۶۹۴، ۳۸۱۸، ۵۱۱۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۴۶۰، ترمذی ۲، ۳۵۷، تفہیم البخاری جلد۴ ص ۳۸۶۔

زندگی اور موت کے فتنہ سے اور میں تیرے ذریعے عذابِ قبر سے پناہ چاہتا ہوں''۔

عجز:

قدرت کی ضد ہے اور وہ یہ کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اُس پر قادر نہ ہو۔

کسل:

یہ ہے کہ ہمت کمزور پڑ جائے اور مشقت پر، جسم کے آرام کو ترجیح دے۔ اِس لئے اِس سے پناہ چاہی کہ اِس کے باعث اَعمالِ صالحہ سے دُوری ہوجاتی ہے۔

بُزدلی:

بُزدلی سے اِس لئے پناہ چاہئے کہ یہ آخرت کے عذاب کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ بُزدلی کے سبب اِنسان جہاد سے بھاگتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کی وعید میں داخل ہوتا ہے اور جو کوئی جہاد سے جی چراتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کے غضب کا مستوجب ہوتا ہے۔ بسا اَوقات اَیسا ہوتا ہے کہ وہ دینِ اِسلام سے منحرف ہوجاتا ہے اور بُزدلی کے باعث مرُدود ہوجاتا ہے۔

رذیل عمر:

رذیل عمر سے مراد یہ ہے کہ اِنسان بڑھاپے میں بچپن کی سی عادات کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اُس کا جسم کمزور اور عقل ماؤف ہوجاتی ہے۔ اور سمجھ میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ نیز بڑھاپے کے باعث فرائض کی اَدائیگی میں قصور واقع ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنی ذات کی خدمت سے بھی قاصر ہوجاتا ہے اور گھر والوں پر بوجھ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے گھر والے اُس کی موت کی خواہش کرنے لگتے ہیں اور اگر اُس کے گھر والے نہ ہوں تو زیادہ مصیبت بن جاتی ہے۔

حیات وممات کے فتنے:

زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ آخرت سے غافل ہوکر (اِنسان) تحصیلِ دُنیا میں مصروف ہوجاتا ہے اور دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگتا ہے۔ موت کا فتنہ یہ ہے کہ

وقتِ موت بُرے خاتمے کا ڈر ہونے لگتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا مسکرانا، خبرِ غیب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَضْحَکُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُھُمَا الْآخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُ ھٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْتَشْھَدُ [۳۳] حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) دو آدمیوں کو دیکھ کر مسکرا (ہنس) دے گا۔ دُنیا میں ایک کو دوسرے نے قتل کیا ہوگا اور دونوں بہشت میں جائیں گے پہلا اِس لئے کہ اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی راہ میں جہاد کیا اور مارا گیا دوسرا جو قاتل تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزَّ وجَلَّ نے اُس کو توبہ کی توفیق دی (مسلمان ہوا) پھر اللہ تبارک وتعالیٰ عزَّ وجَلَّ کی راہ میں شہید ہوا''۔ ۞

۞ معلوم ہوا کہ اِسلام لانے اور جہاد کرنے سے کفر کے سب گناہ اُتر جاتے ہیں۔ اِمام احمدؒ اور ہمام کی روایت سے یہ صراحت نکلتی ہے دو شخصوں میں ایک مومن تھا ایک کافر۔ پس اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو عمداً قتل کرے پھر قاتل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو تو اِس کا گناہ معاف نہ ہوگا۔ ابن عباسؓ کا یہی قول ہے کہ قاتلِ مومن کی توبہ قبول نہیں ہے اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ اُس کی توبہ صحیح ہے اور آیت وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا برطریق تغلیظ ہے کہ لوگ اِس سے باز رہیں۔ اور خلود سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص ۶۸ من وعن)

دوزخ سے ۷۰ برس کے فاصلے کی خبرِ غیب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: سَمِعْتُ النَّبِیَّ

[۳۳] بخاری جلد۱ ص ۳۹۶، شرح السنۃ جلد۵ ص ۵۱۷، مشکوٰۃ ص ۳۸۰۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۱۲۴، مسند امام احمد بن حنبل جلد۲ ص ۴۶۴، تیسیر الباری جلد۴ ص ۶۷۔

ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَامَ یَوْماً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا ۳۴ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے جو کوئی اللہ (عزوجل) کی راہ میں (جہاد میں) ایک دن روزہ رکھے گا اللہ (تبارک وتعالیٰ سبحانہ) قیامت کے دن اُس کا منہ دوزخ سے ستر برس کے فاصلے تک دُور رکھے گا''۔

وصال کے بعد چوری شدہ زرہ کی اِطلاع دی:

حضرت موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جنگ یمامہ کے موقع پر میرے والدِ محترم حضرت ابن مالک رضی اللہ عنہ' ثابت بن قیس (خطیب انصار) رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ اپنی رانیں کھولے خوشبو لگا رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا' اے چچا آپ (میدانِ) جنگ میں کیوں نہیں آتے؟ اُنہوں نے کہا' بھتیجے اَبھی آتا ہوں اور پھر خوشبو لگانے لگے پھر کفن پہن کر مجاہدوں کی صف میں آن بیٹھے۔۔۔۔ پھر حضرت ثابت (رضی اللہ عنہ) نے کہا' لوگو! ہٹ جاؤ ہم کو جگہ دو۔ ہم کافروں سے لڑیں۔ ۝

۝ ''طبرانی کی روایت میں ہے کہ ثابت بن قیس دو سفید کپڑے کفن کے پہن کر خوشبو لگا کر میدانِ جنگ میں آئے۔ اُس وقت مسلمانوں کو شکست ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے کہا یا اللہ میں بیزار ہوں کافروں کے کام سے اور مسلمانوں نے جو کیا اُس سے معذرت کرتا ہوں۔ پھر کافروں پر حملہ کیا اور یہاں تک لڑے کہ شہید ہو گئے۔ اُن کی زرہ کسی نے چرا لی تھی۔ خواب میں ایک شخص نے اُن کو دیکھا۔ اُنہوں نے بیان کیا کہ میری زرہ فلاں مقام پر رکھی ہوئی ہے اور چند وصیتیں کیں۔ لوگوں نے زرہ اُسی مقام میں پائی اور اُن کی وصیتیں پوری کیں۔ سبحان اللہ! شجاعت اور بہادری صحابہؓ پر ختم تھی۔ میدانِ جنگ میں سر بکف ہو کر جاتے اور پہلے ہی سے مرنے کی تیاری کر لیتے۔ اگر صحابہ یہ شجاعت اور بہادری نہ کرتے اور اپنے خون نہ بہاتے تو آج دنیا میں اِسلام کا نام نہ ہوتا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین'' (تیسیر الباری جلد۴ص۸۷ من وعن) ☆

---

۳۴ بخاری جلد۱ص۳۹۸' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۴ص۵۷۲' تیسیر الباری جلد۴ص۷۵۔

☆ جولوگ یہ کہتے تھکتے نہیں کہ جو مر گیا وہ ختم ہو گیا اُس کو کیا خبر کون کہاں ہے؟ کیا ہے؟ نہ وہ کسی کے حال سے واقف' نہ کوئی اُس کے حال سے واقف! نہ کوئی دُعا نہ دُرود۔ وہ بے خبر لوگ بخاری شریف پڑھیں اور غلط سلط نظریات سے توبہ کر کے ''سیدھا راستہ'' اِختیار کریں۔

گھوڑے میں برکت:

o ''گھوڑا بڑا شریف جانور ہے اور آدمی کے بعد سب جانوروں سے اُس کا درجہ زیادہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ برکت گھوڑے کے لئے لازمی ہے اور جو شخص گھوڑا رکھے گا' پروردگار اُس کو برکت دے گا۔ بشرطیکہ نیّت بخیر ہو۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۸۰ من وعن) ☆

☆ اگر گھوڑے میں برکت ہے تو اِنسان میں پہلے ہی سے برکت ہے۔ اِس کائنات میں اِنسانوں میں سب سے زیادہ برکتوں والے ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے باب باندھا ہے: بَابُ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ گھوڑوں کی پیشانی سے قیامت تک برکت بندھی ہے۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۸۰ من وعن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْخَيْلُ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۳۵ ''گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک برکت رہے گی''۔

---

۳۵ بخاری جلد۱ ص۳۹۹' ترمذی حدیث نمبر۱۶۳۶' مسند احمد بن حنبل ج۲ ص۴۹' ۵۷' ۱۰۱' ۱۱۲' ۲۶۶' جلد۳ ص۳۹' ۳۵۲' جلد۴ ص۱۰۴' ۳۷۵' ۳۷۶' شرح السنۃ جلد۵ ص۵۳۰' مشکوٰۃ ص ۳۸۶۷' کنز العمال حدیث نمبر۳۵۲۴۴' ۳۵۲۴۵' ۳۵۲۴۶' ۳۵۲۵۵' ۳۵۲۴۸' ۳۵۲۵۶' ۳۵۲۵۹' تیسیر الباری جلد۴ ص۸۱۔

☆ جو گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ہیں' اُن کی پیشانی میں قیامت تک برکت رہے گی اور وہ اَجر اور غنیمت ہیں۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قیامت تک جہاد جاری رہے گا۔ لہٰذا جہاد کے لئے گھوڑے تیار رکھنا باعثِ اَجر وثواب ہے۔ سیّد عالم ﷺ گھوڑے کی پیشانی پر ہاتھ مبارک پھیرتے اور اُس کو ملا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اِس میں قیامت تک کے لئے برکت ہے۔

مجاہد کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: **مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِہٖ فَاِنَّ شِبْعَہٗ وَرِیَّہٗ وَرَوْثَہٗ وَبَوْلَہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ** ۳۶ ''جس شخص نے ایمان کے ساتھ اللہ (عزوجل) کے وعدے کو (جو اُس نے مجاہدین کے لئے کیا ہے) سچا سمجھ کر جہاد کے لئے گھوڑا باندھ کر رکھا اُس کی کھلائی، پلائی، لید اور پیشاب سب اُس کے اَعمال کے ترازو میں رکھے جائیں گے''۔ ۝

۝ ''یعنی سب کا ثواب ملے گا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اِس کے پالنے کے لئے جتنے جَو صاف کرے گا ہر جَو کے بدل یا ہر دانہ کے بدل ایک نیکی اُس کی لکھی جائے گی۔ یہ جب ہے کہ خالص خدا کی رضامندی کے لئے جہاد کی نیّت سے گھوڑا رکھے نہ فخر اور ناموری اور شہرت اور ریاء کے لئے۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۸۲ من وعن) ☆

☆ جو کوئی اپنے لئے گھوڑا روکے رکھتا ہے تاکہ دشمن کے مقابلے کے لئے جب بھی مسلمانوں کو ضرورت پڑے' وہاں اُس گھوڑے سے کام لیا جائے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم فرماتا ہے تم دشمن کے مقابلے کے لئے قوت اور گھوڑے تیار رکھو' اِس طرح تم اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کر سکو گے تو اُس گھوڑے کی لید اور پیشاب کے (ذرّات) کے برابر اُس کو ثواب حاصل ہوگا''۔

۳۶ بخاری جلد۱ ص۴۰۰' شرح السنۃ جلد۵ ص۵۳۲' تیسیر الباری جلد۴ ص۸۲' تفہیم البخاری جلد۴ ص۴۱۰

قوت کی تفسیر:

قوت کی تفسیر تیر اندازی سے کی ہے۔ مسلم کی روایت حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلَآ اَنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ ۳۷ ''خبردار قوت تیر اندازی ہے''۔ مگر یہ اُس زمانے کے اِعتبار سے ہے کیونکہ اُس دَور میں دُور مار آلات نہ تھے لیکن اگر آج کے دَور میں حدیث شریف کی روشنی میں اِس کے ساتھ بموں اور میزائلوں کا اِضافہ کر دیا جائے تو بجا ہوگا جبکہ آج کے دور میں ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائل ہی طاقت سمجھے جاتے ہیں جس ملک کے پاس ایٹم بم نہیں وہ کمزور ملک کہلاتا ہے اور برتری اُنہیں ممالک کو ہے جو (توانائی) کی اِس دوڑ میں آگے آگے جا رہے ہیں۔ ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ قوت رمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایٹم بم اور میزائل آپ ﷺ کے علم میں تھے۔ اِن کی ہیت ترکیبی آپ ﷺ کے پیش نظر تھی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: تمہارے گھروں میں فتنے اِس طرح گرتے دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش کے قطرے اور فرمایا: میں دُنیا میں ہر شے کو کفِ دست کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ پیر طریقت اَمین علم لدنی فاضل لوذعی عالم یلمعی نائب غوث الثقلین منظورِ نظر داتا گنج بخش حضرت علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جدھر بھی زمانے میں ہم دیکھتے ہیں
رسول☆ خدا○ کا کرم دیکھتے ہیں
ہتھیلی کی مانند سارے جہاں کو
ہمارے نبی☆ محترم دیکھتے ہیں

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم اپنے عظیم فضل سے اپنے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو یہ علم عطا فرما دے تو بعید نہیں۔ جیسے فرمایا: وَعَلَّمَکَ

۳۷ تفہیم البخاری جلد۴ ص ۴۱۰۔ ○ جل جلالہ۔ ☆ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النسآء:۱۱۳)
''اور آپ کو سکھا دیا جو کچھ آپ (ﷺ) نہیں جانتے تھے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کا آپ (ﷺ) پر بڑا فضل ہے''۔

گھوڑے کا کھانا، پینا، بول و براز کا وزن نہ کیا جائے بلکہ اُن کے ذرات کے برابر حصولِ ثواب مقصود ہے اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ثواب نیّت پر موقوف ہے۔

مرنے کے بعد دُعائے بخشش:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' (غزوۂ اَوطاس میں میرے چچا) حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں ایک تیر لگا۔ میں اُن کے پاس گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اِنْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ ۳۸ ''یہ تیر نکال لے۔'' (فرماتے ہیں) میں نے اُس کو کھینچ کر نکالا تو خون بہنے لگا۔ بعدازیں وہ شہید ہوگئے۔ پھر میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو (حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کا حال بیان کیا) آپ ﷺ نے اُن کے لئے دُعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِىْ عَامِرٍ. ''یا اللہ (جل جلالک) عبید ابوعامر (رضی اللہ عنہ) کو بخش دے''۔ ○

○ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے یوں دُعا فرمائی۔ ''یا اللہ ابوعامر کو قیامت کے دن اپنے بہت بندوں سے بلند درجہ عطا کر۔ آپؐ کا قاعدہ تھا کہ جس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے وہ شہید ہوتا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۱۰۰ من وعن) ☆

☆ حضرت ابوعامر بن سلیم رضی اللہ عنہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا اور اَکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں۔ وہ غزوۂ اوطاس میں شہید ہوئے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اُن کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اُن کے لئے دُعا فرمائی۔ چنانچہ حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب المغازی'' کے باب ''غزوہ اوطاس'' میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں'

۳۸ بخاری جلد۱ص۴۰۴، تفہیم البخاری جلد۴ص۴۳۶۔

آپ ﷺ نے دُعا کے لئے اپنے ہاتھ مبارک اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی (نورانی) بغلوں (مبارک) کی سپیدی کو دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ ۳۹ ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) قیامت کے دن اِس (ابوعامر رضی اللہ عنہ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر یعنی زیادہ مرتبے والا فرما''۔

☆ محولہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے' اِیمان والوں کے فوت ہونے کے بعد یا شہید ہونے کے بعد دُعا کرنا اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا جائز ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ ہے۔ آج لوگ کسی کے مرنے کے بعد چند روز تک اُس کے گھر بیٹھتے ہیں اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر میّت کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے عملِ مبارک سے ثابت ہے۔ اِس پر کلمہ پڑھنے کے بعد بحث کرنا سوائے کم علمی اور بے خبری کے اور کچھ نہیں۔ آج بعض لوگ اپنی اَموات کے لئے قرآن خوانی، قل شریف، کلمہ طیّبہ، دُرود شریف اور دیگر کلماتِ طیّبات پڑھ کر اِیصالِ ثواب کرتے ہیں۔ بعض ''ضد برائے ضد اور میں نہ مانوں'' کے مرض میں مبتلا لوگ اپنی اَموات کے لئے' اَفسوس کے موقعہ پر اَخبار خوانی' حقہ نوشی' سگریٹ نوشی' گپ شپ' عیب جوئی' غیبت' جھوٹ اور سیاست بازی کی باتیں کرتے ہیں۔ بھلا اِن بے چارے نادانوں سے پوچھو کہ تمہارے من گھڑت نظریئے سے پہلا کام تو غلط ہے حالانکہ دُعائے بخشش' اِستغفار اور صدقہ' اِیصالِ ثواب کا ثبوت قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں ہے۔ مگر اَخبار خوانی' سیاست بازی' گپ شپ' جھوٹ' چغلی' عیب جوئی' حقہ اور سگریٹ نوشی کی کیا دلیل ہے کہ مرنے والے کے گھر بیٹھ کر اَیسے اَفعال میں مبتلا ہونا۔ کیا اَیسی باتوں کا کوئی ثبوت ہے؟

---

۳۹ بخاری جلد ۲ ص ۶۱۹۔۹۴۴، جلد ۱ ص ۴۰۴، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۸۲، مسلم جلد ۲ ص ۳۰۳' دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۱۵۳، فتح الباری جلد ۸ ص ۵۱، جلد ۱۱ ص ۲۲۴، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲۳ ص ۱۲۔

اَنصار رضی اللہ عنہم کی تعظیم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ عرصہ (سفر میں) رہا۔ وہ میری خدمت کیا کرتے تھے حالانکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اِنِّی رَأَیْتُ الْاَنْصَارَ یَصْنَعُوْنَ شَیْئًا لَا اَجِدُ اَحَدًا مِنْھُمْ اِلَّا اَکْرَمْتُہٗ [۴۰] ''میں نے اَنصار رضی اللہ عنہم کو ایک بات کرتے دیکھا میں تو جہاں کسی اَنصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں اُس کی تعظیم کرتا ہوں''۔ ۝

۝ ''وہ بات یہ تھی کہ اَنصاری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے تھے اور آپؐ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ معلوم ہوا جو کوئی اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت کرے اُس کی خدمت کرنا عین سعادت ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۱۰۲ من وعن) ☆

☆ یہ کتنی دلکش بات ہے حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اَنصاری کو دیکھا کہ وہ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں، اِس لئے اَنصار رضی اللہ عنہم میں سے جو کوئی مجھے ملے میں اُس کا اکرام کرتا ہوں۔ معلوم ہوا نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والا اکرام کا مستحق ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے، جو بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہاں تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلقِ عقیدت ومحبت اور تعظیم کی وجہ سے بڑے چھوٹے کا اکرام کرتے ہیں اور بعض اَیسے بے نصیب لوگ جو تعظیم کو شرک کہتے ہیں اور ''غلو'' کا نام دے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جس کے سینے میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا نور نہیں وہ بندہ قابلِ اِحترام نہیں۔

صحابہ کرام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم سبھی اِنسان تھے۔ اِنسان تو اِنسان، پتھر اور

---

[۴۰] بخاری جلد۱ص۴۰۴، تیسیر الباری جلد۴ص۱۰۲، تفہیم البخاری جلد۴ص۴۴۰۔

پہاڑ اور دیگر مخلوقات چرند پرند اُونٹ اور بکریاں وغیرہ سبھی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرتے اور آپ ﷺ سے محبت رکھتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ خیبر میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ گیا میں آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا پھر جب وہاں سے واپس لوٹے اور مدینہ شریف کے قریب پہنچے اور اُحد پہاڑ نظر آیا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ [۴۱] ''یہ پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اِس سے محبت کرتے ہیں''۔

قارئین کرام غور فرمائیں پہاڑ بھی آپ ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ کتنا عجیب وغریب اور بدنصیب وہ شخص ہے جس کا سینہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت سے خالی ہے۔

نیک اور برگزیدہ لوگوں کی برکت سے فتح:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ [۴۲] ''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسلمان جہاد کریں گے۔ اُن سے پوچھا جائے گا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جس نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی صحبت اِختیار کر رکھی ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں ہے پھر اُن کی برکت سے اُن کی فتح ہوگی۔ اِس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا لوگ جہاد کریں گے اُن سے پوچھا جائے گا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صحابی (رضی اللہ عنہم)

---

[۴۱] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۴۷۲، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۳، ترمذی حدیث نمبر ۳۹۲۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۴۹، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۱۹۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۱۹۷۔ [۴۲] بخاری جلد ۱ ص ۵۰۷۔

کی صحبت میں رہا ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں ہے، پھر اُن کی برکت سے اُن کی فتح ہوگی''۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ''کتاب الجہاد والسیر'' میں ایک باب باندھا ہے بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ ۴۳ لڑائی میں کمزور ناتواں (جیسے عورتیں، بچے، بوڑھے، اندھے، معذور، غریب، مسکین) اور نیک لوگوں سے مدد چاہنا (اُن سے دُعا کروانا)۔ اِس باب میں حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف نقل کی ہے، فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ اُنہیں دوسرے لوگوں پر فضیلت ہے (یعنی شجاعت اور دولت میں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ ۴۴ ''تم کو مدد اور رزق اِنہی ضعیف لوگوں کے وسیلہ سے ملتا ہے''۔ ۵

۵ ''اِن لوگوں پر رحم ہوتا ہے تم اِن کے طفیل بچ جاتے ہو تو اُن کا درجہ تم سے زیادہ ہوا جس کو پیا چاہے وہی سہاگن۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۱۰۷ من وعن) ☆

☆ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ کمزور اور نیک لوگوں کی برکت اور دُعا سے ہی تمہارے سب کام سرانجام پاتے ہیں۔ لیکن سب سے اہم اور قوی تر جہاد ہے وہ اِن کی دُعا سے اِستعانت حاصل کریں اور اِن سے برکت حاصل کریں۔

ایک طویل حدیث شریف جس کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اُس حدیث شریف کے آخر میں ہے۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَآءُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔۴۵ ''میں وہ پہلا ہوں جو جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ تب اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) جنت کو کھولے گا۔ پھر مجھے اُس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں

۴۳ بخاری جلد۱ ص۴۰۵، تیسیر الباری جلد۱ ص۱۰۶۔ ۴۴ بخاری جلد۱ ص۴۰۵، تیسیر الباری جلد۴ ص۱۰۷۔ الترغیب والترہیب جلد۴ ص۱۴۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۲۳۲۔ ۴۵ مشکوٰۃ ص۵۱۳، مرآۃ جلد۸ ص۲۶، ابن کثیر جلد۲ ص۳۴۵، ترمذی جلد۲ ص۲۰۲، دارمی جلد۱ ص۲۶۔

گئے''۔ یہاں فقیر سے مراد محتاج الی الخلق نہیں یہ فقیری تو نفس کی ہے جس سے حضور ﷺ نے بھی پناہ مانگی ہے بلکہ اِس سے مراد محتاج الی اللہ ہے۔ فقیر وہ ہے جو عدم کے وقت صابر ہوا اور وجود کے وقت باذل وسخی ہو۔ لہٰذا اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں آخر میں پہنچیں گے۔ یاد رہے اگرچہ وہ مال کے غنی تھے مگر دل کے فقر والے تھے''۔ (مرآۃ جلد ۸ ص ۲۷)

یزید کی محبت میں آخرت خراب نہ کیجئے:

حضرت اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے:- اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا ''میری اُمّت کا پہلا لشکر جو سمندر میں سوار ہو کر جہاد کرے گا اُس کے لئے تو بہشت واجب ہو گئی''۔ اُمّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں بھی اُن میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنْتِ فِیْهِمْ ''تو بھی اُن میں ہوگی''۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ ''میری اُمّت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اُس کی بخشش ہوگی''۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں بھی اُن میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا[۴۶] ''نہیں'' (تو اُن میں نہیں ہوگی) ۝

۝ ''اِس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے جیسے مہلب نے کہ یزید کی خلافت صحیح تھی اور وہ بہشتی ہے۔ میں کہتا ہوں' سبحان اللہ! اِس حدیث پاک سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھ کر گیا تھا اُس وقت تک معاویہ زندہ تھے' اُنہی کی خلافت تھی اور معاویہ کی خلافت تاحیات باتفاق علماء صحیح تھی کس لئے کہ اِمام برحق حضرت اِمام حسن علیہ السلام نے خلافت اُن کو تفویض کی

[۴۶] بخاری جلد ۱ ص ۴۱۰' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۲۵۔

تھی۔ اَب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فرد بھی بخشا جائے اور بہشتی ہو۔ خود آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑا تھا اور آپؐ نے فرمایا وہ دوزخی ہے اور بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اِعتبار ہے۔ یزید نے گو یہ پہلے اَچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد اُس نے وہ وہ گند پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ اِمام حسین علیہ السلام کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی، جب سرِ مبارک اِمام حسینؓ کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لیا۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے بندھوائے، مسجد نبویؐ اور قبر شریف کی توہین کی۔ مکہ پر چڑھائی کی، وہاں منجنیق لگائی عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرایا۔ حجاج ظالم نے اپنے غلام کے ہاتھ سے ایک لاکھ صحابہؓ اور تابعین اور بزرگوں کو ناحق قتل کرایا۔ اِن گندگیوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے؟ قسطلانی نے کہا یزید اِمام حسینؓ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل کی اہانت پر بھی اور یہ امر متواتر ہے۔ اِس لئے ہم اُس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اُس کے اِیمان میں بھی ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اُس پر اور اُس کے مددگاروں پر انتہی۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۱۲۵ من وعن) ☆

☆ ''محبانِ یزید اور مخالفینِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ یزید کی جھوٹی وکالت کی بجائے حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا دَم بھرنا چاہئے تاکہ جنت میں حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ نصیب ہو۔ اگر یزید پلید کی محبت غالب ہے تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا واضح اِرشاد ہے ''اِنسان قیامت کے دن اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے اُس کو محبت ہوگی''۔ تو کتنا بد بخت اور شقی القلب وہ شخص ہے جو قیامت کے دن قاتلانِ حضرت سیّدنا اِمام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے محبوب یزید پلید کے ساتھ ہوگا۔

دُعائے ہدایت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، طفیل بن عمرو دوسی

اپنے (اُسی یا نوے) ساتھیوں کو لئے ہوئے (خیبر میں) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے' يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ [۴۷] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! دوس قبیلہ والوں نے اللہ (ﷻ) اور رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی نافرمانی کی اور اُن کا کہنا نہ مانا۔ اُن کے لئے بددُعا فرمایئے۔ لوگوں نے عرض کیا' اَب دوس تباہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ دوس کو ہدایت فرما۔ اُن کو میرے پاس لے آ''۔ ۝

۝ ''ابو ہریرہؓ بھی دوس قبیلے کے تھے۔ لوگوں نے بددُعا کی درخواست کی تھی آپؐ نے دُعا فرمائی۔ ایسا ہی ہوا کہ دوس کے لوگ خوشی سے آن کر مسلمان ہو گئے۔ یہ کوئی نہ سمجھے کہ پیغمبرؐ صاحب نے بعض لوگوں کے لئے بددُعا بھی فرمائی حالانکہ اولیاء اللہ نے کسی دشمن کے لئے بددُعا نہیں کی تو اولیاء اللہ کا مرتبہ زیادہ ہوا۔ اولیاء اللہ سب آنحضرت ﷺ کے کفش بردار اور اوش خوار ہیں۔ آنحضرت ﷺ ہر امر میں بموجب حکمِ اِلٰہی عمل کرتے تھے۔ جہاں دُعا کا حکم ہوتا دُعا فرماتے' جہاں بددُعا کا حکم ہوتا بددُعا فرماتے۔ اِس سے وہ نکتہ بھی حل ہو گیا کہ بعضے بزرگوں نے دُعا کا مرتبہ ادنیٰ قرار دیا ہے کیونکہ محبوب کا جو فعل ہو عاشق کا کام یہ ہے کہ اُسی کو پسند کرے یہ ہم اَیسے لوگوں کے باب میں ہے نہ کہ پیغمبروں کے باب میں۔ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ کا اِتنا قرب ہوتا ہے کہ اولیاء اُس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ پیغمبر جو کرتے ہیں بمرضی واشارۂ اِلٰہی کرتے ہیں جب دُعا کا حکم ہوتا ہے تو دُعا کرتے ہیں جب صبر اور سکوت کی مرضی پاتے ہیں تو خاموش رہتے ہیں۔ حضرت ایوبؑ نے اَٹھارہ برس صبر کیا جب دُعا کی مرضی پائی اُس وقت کی دُعا کی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نبوت کا مرتبہ ولایت سے کہیں اعلیٰ ہے اور جس نے ولایت کو اعلیٰ سمجھا ہے اُس نے صریح غلطی کی ہے۔''
(تیسیر الباری جلد۴ ص۱۳۲ من وعن) ☆

[۴۷] بخاری جلد۱ ص۴۱۱' تیسیر الباری جلد۴ ص۱۳۲'۸۔

☆مقام غور ہے جب اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتے تو عام آدمی اُن کی مثل کیسے ہوسکتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے قدموں مبارک کی خاکِ مبارک کی بھی کوئی برابری نہیں کرسکتا۔

کسی مسلمان کو جمعراتیئے کہنا بے علمی ہے:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ۴۸ کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ غزوۂ تبوک میں جمعرات کے دن (مدینہ منورہ سے) نکلے اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) کو یہ پسند تھا کہ جمعرات کے دن سفر کریں"۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ اِذَا خَرَجَ فِيْ سَفَرٍ اِلَّا الْخَمِيْسِ کیا اہم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جمعرات کے سوا کسی اور دن نکلیں؟ ۝

۝ "ایک حدیث میں ہے: بَارَكَ اللّٰهُ يَوْمَ السَّبْتِ وَ الْخَمِيْسِ اسی لئے علماء نے ہفتہ یا جمعرات کے روز سفر پر نکلنا مسنون رکھا ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۱۴۳ من وعن)

حرمِ محترم میں کس نے گھوڑے بندھوائے:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ اَتَاهُ آتٍ فَقَالَ لَهُ: اِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا اُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۴۹ جب حرہ کا زمانہ ۝

۴۸ بخاری جلد۱ص۴۱۴، تیسیر الباری جلد۴ص۱۴۳۔ ۴۹ بخاری جلد۱ص۴۱۵، تیسیر الباری جلد ۴ص۱۴۹۔

آیا تو اُس کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ (جو انصار کے سردار بنے تھے) لوگوں سے موت پر بیعت کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا موت پر تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی سے بیعت نہیں کروں گا''۔

o ''یعنی ۶۳ھ میں یزید پلید اُس وقت حاکم تھا۔ اُس کا قصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ اور کئی مدینہ والے یزید کو دیکھنے گئے۔ اُس کی حرکاتِ ناشائستہ یعنی خلاف شرع پائیں تو مدینہ والوں نے اُس کی بیعت توڑ کر، عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کر لی۔ یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو سردار بنا کر ایک عظیم الشان لشکر بنا کر مدینہ پر روانہ کیا۔ اُس لشکر نے وہ وہ ظلم مدینہ والوں پر کئے کہ خدا کی پناہ۔ ایک ہزار سات سو معتبر صحابہ اور تابعین کو قتل کیا اور دس ہزار عام لوگوں کو اور عورتوں اور بچوں کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ کئی روز تک حرم محترم میں نماز نہیں ہوئی۔ وہاں گھوڑے بندھوائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا بھی خیال نہ کیا۔ اُن کے گھر بھی لوٹ لئے۔ معاذ اللہ۔'' (تیسیر الباری جلد۴ص۱۴۹ من وعن)۔

اِس خوفناک اور المناک واقعہ کے بعد بھی کیا یزید پلید کی اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے عزیزوں کو شہید کرنے والوں کی کوئی مسلمان حمایت کر سکتا ہے؟ کیا یزید اور یزیدی لشکر اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں کو لوٹنے کے بعد بھی مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ کیا کوئی باغیرت مسلمان اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں پر حملہ آور ہو سکتا ہے اور مسجد نبوی شریف میں گھوڑے باندھ سکتا ہے۔ تمام اِیمان والوں کو محبانِ یزید پلید کی مخالفت کر کے اہلِ بیت اَطہار رضی اللہ عنہم سے محبت کا اِظہار کرنا چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ دوزخی ہے:

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم

رؤف ورحیم ﷺ اور مشرکوں کا ایک جنگ میں مقابلہ ہوا۔ (جنگ خیبر یا جنگ اُحد) جب آپ ﷺ اپنی فوج کی طرف پھرے اور مشرک اپنی فوج کی طرف تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک شخص، مشرکوں کے جس اکیلے اور دو اَفراد کو تنہا پاتا اُس کا پیچھا کرتا اور تلوار کا وار کرتا۔ ایک شخص (سہل) نے کہا آج تو ہمارے کام کوئی اِتنا نہیں آیا جتنا یہ آیا۔ **فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! اَمَّا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ** ''تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جان لو وہ دوزخی ہے۔'' یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک شخص (**اکثم بن ابی الجون**) نے کہا میں اُس کے ساتھ ساتھ رہتا ہوں (دیکھوں تو وہ دوزخ کا کون سا کام کرتا ہے؟) خیر وہ اُس کے ساتھ نکلا (لڑتے لڑتے) وہ بہت زخمی ہو گیا۔ جلدی مرنے کے لئے اُس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اپنے سینے پر دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھی پھر تلوار پر زور ڈالا اور اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ جو شخص (**اکثم بن ابی الجون**) اُس کے ساتھ گیا تھا وہ اُس کے پاس سے چلا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں آیا۔ پھر عرض کیا 'اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' میں گواہی دیتا ہوں آپ ﷺ اللہ (تبارک وتعالیٰ وجَلَّ مجدہٗ الکریم) کے (سچے) رسول (ﷺ) ہیں۔'' **قَالَ وَمَا ذَاكَ** فرمایا: کہو تو کیا ہوا؟ اُس نے عرض کیا 'یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے جس شخص کے لئے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگوں کو اُس پر تعجب ہوا تھا تو میں نے اُس سے کہا تھا تم کو اُس کا حال معلوم کرانے کے لئے اُس کے ساتھ رہتا ہوں۔ خیر میں اُس کے ساتھ نکلا جب وہ بہت سخت زخمی ہوا تو اُس نے جلدی مرنے کے لئے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک سینے سے لگائی پھر اُس پر زور دیا اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔ یہ سن کر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ**

الْجَنَّةِ ۵۰ ''لوگوں کی نظر میں ایک آدمی (ساری عمر) جنتیوں جیسے کام کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔ (اُس کا خاتمہ خراب ہوجاتا ہے) اور ایک آدمی لوگوں کی نظروں میں (ساری عمر) دوزخ والوں کے سے کام کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ بہشتی ہوتا ہے (اُس کا خاتمہ اچھا) ہوتا ہے۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۱۰۹)۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور غیر نبی کا فرق:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا جب آپ ﷺ لوٹے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ لوٹے۔ اِتفاق سے ایک جنگل میں دوپہر ہوگئی۔ جس میں ببول یا دیگر (کانٹے دار) بہت درخت تھے۔ آپ ﷺ وہاں اُتر پڑے۔ لوگ بھی اِدھر اُدھر سائے میں ٹھہرے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور تلوار درخت سے لٹکا دی۔ ہم لوگ بھی سو گئے۔ اتنے میں ہم لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہم کو بلا رہے ہیں اور آپ ﷺ کے پاس ایک اعرابی موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ؟ فَقُلْتُ اللّٰهُ ثَلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ ۵۱ ''اِس گنوار نے میری تلوار مجھ پر سونت لی' میں سو رہا تھا جاگا تو دیکھا کہ ننگی تلوار اُس کے ہاتھ میں ہے۔ کہنے لگا' اَب میرے ہاتھ سے آپ ﷺ کو کون بچائے گا؟ میں نے تین بار کہا ''اللہ'' پھر آپ ﷺ نے اُس گنوار کو کچھ سزا نہ دی اور وہ بیٹھا رہا''۔ ۵

۵ ''ابن اسحاق نے مغازی میں یوں روایت کی ہے کہ کافروں نے اُس

---

۵۰ تیسیر الباری جلد۳ ص ۱۰۹' بخاری جلد۱ ص ۴۰۶' الترغیب الترہیب جلد۳ ص ۳۰۳' مجمع الزوائد جلد۶ ص ۱۱۶۔ ۵۱ بخاری جلد۱ ص ۴۰۸' تیسیر الباری جلد۴ ص ۱۱۶' تفہیم البخاری جلد۴ ص ۴۶۱' دلائل النبوۃ جلد۳ ص ۳۷۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۰۴' مسند احمد جلد۳ ص ۳۶۵' مسلم حدیث نمبر ۸۴۳' مرقاۃ جلد۹ ص ۴۹۴۔

گنوار سے جس کا نام دعثور تھا یہ کہا کہ اِس وقت محمدؐ اکیلے پڑے ہیں اُن کو مار لے۔ وہ ایک تلوار لے کر آیا اور آپؐ کے سرہانے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اب آپؐ کو کون بچاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا! اللہ۔ یہ فرمانا ہی تھا کہ حضرت جبرائیل آن پہنچے اور اُس کے سینے پر ایک گھونسا دیا اور تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپؐ نے اُٹھالی اور فرمایا: اب تجھ کو کون بچاتا ہے؟ اُس نے کہا کوئی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا خیر چلا جا۔ کہتے ہیں یہ گنوار مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کو بھی اِسلام کی دعوت دی۔ ذہبی نے کہا اِس گنوار کا نام غورث بن حارث تھا'' (تیسیر الباری جلد۴ص۱۱۷ من وعن) ☆

حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ درخت کے سایہ میں آرام فرمانے لگے تو اپنے کپڑے درخت پر بکھیر دیئے تاکہ وہ خشک ہوجائیں کیونکہ وہ بارش کے سبب تر ہوگئے تھے۔ (اور پھر ویسے ہی واقعہ پیش آیا جیسے اُوپر بیان ہوچکا ہے) جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُس کے سینے پر دھپڑ مارا تو اُس کے ہاتھ سے تلوار گرگئی اور لرزہ براندام ہوا۔ جب وہ اَعرابی پھرا تو کہنے لگا آپ ﷺ مجھ سے بہتر ہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: میں تجھے معاف کرنے کے زیادہ لائق ہوں وہ یہ سن کر مسلمان ہوگیا پھر وہ اپنی قوم میں آیا اور اُن کو اِسلام کی دعوت دی۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ بغیر چوکی پہرا کے آرام فرماتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کو فرمایا: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ''اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم آپ ﷺ کا لوگوں سے رکھوالا ہے''۔ جو لوگ یہ کہتے شرماتے نہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہماری طرح تھے۔ (نعوذ باللہ) کیا اُن کے بارے میں اَیسا فرمایا گیا؟ کیا جب اُن پر دشمن حملہ کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام دشمن کو دفع کرنے کے لئے آتے ہیں؟ کیا اُن پر وحی اُترتی ہے؟ کیا اُن کے ہاتھ بھی ''یداللہ'' ہیں؟ کیا اُن کا چہرہ بھی ''وجھ اللہ'' ہے؟ کیا اُن کی بیعت بھی ''بیعت

اللہ" ہے؟ کیا اُن کی اطاعت بھی "اطاعت اللہ" ہے؟ کیا اُن کی نافرمانی بھی "عصی اللہ" ہے؟ کیا اُن کی بیویاں بھی "اُمہات المؤمنین" ہیں؟ کیا اُن کی شان بھی "رحمۃ اللعالمین" ہے؟ کیا اُن کا نام بھی اَذان میں آتا ہے؟ کیا اُن پر نماز میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے؟ آگے جتنے چاہو بیان کرتے جاؤ۔ کیا اُنہیں شرم وخوف سے رابطہ نہیں ہے؟

کیا یہودی کو قتل کرنے والا پتھر دہشت گرد ہوگا؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ أَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَاللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَائِيْ فَاقْتُلْهُ ۵۲ "تم (آخیر زمانہ میں) یہودیوں سے لڑو گے۔ اُن میں کوئی پتھر کی آڑ میں جا کر چھپ جائے گا تو پتھر (بحکم الٰہی) بول اُٹھے گا۔ اے اللہ کے بندے (مسلمان) یہ یہودی میرے پیچھے بیٹھا ہے اِس کو مار ڈال۔ (یہ حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ ہوگا)۔" (ترجمہ از تیسیر الباری جلد۴ صفحہ ۱۲۶)

اِسی طرح ایک اور روایت میں ہے اِس کے بعد حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ "کتاب الجہاد والسیر" کے باب قِتَالِ الْيَهُوْدِ یعنی یہودیوں سے لڑائی ہونے کے بیان میں ہی لکھتے ہیں:-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَاءَ هُ الْيَهُوْدِيُّ: يَامُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ ۵۳ "قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم یہود سے نہیں لڑو گے یہاں تک کے پتھر بول اُٹھے گا جس کی آڑ میں یہودی چھپا ہوگا، اے مسلمان یہ ہے، یہودی،

---

۵۲ بخاری جلد۱ ص ۴۰۴، تفہیم البخاری جلد۴ ص ۴۳۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۱۷۵۔
۵۳ بخاری جلد۲ ص ۶۱۹۔۹۴۴، جلد۱ ص ۴۰۴، تیسیر الباری جلد۵ ص ۴۸۲، مسلم جلد۲ ص ۳۰۳، دلائل النبوۃ جلد۵ ص ۱۵۳، فتح الباری جلد۸ ص ۵۱، جلد۱۱ ص ۲۲۴، عمدۃ القاری جلد۱۲ جز۲۳ ص ۱۲۔

میرے پیچھے اِس کو مار ڈال''۔☆

☆ حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں روایاتِ مبارکہ کو نقل کر کے اِس بات کا اِظہار کیا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علمِ غیب پر اُن کا بھی اَیسا ہی عقیدہ تھا جیسے آج اہلسنّت وجماعت حنفی بریلوی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

آج امریکہ اور اُس کے غلام مسلمان حکمران اُن کلمہ گو مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے وقت ہچکچاتے نہیں جو اپنی آزادی اور ملک وملّت کے تحفظ کے لئے مصروف جہاد ہیں۔ جبکہ یہی لوگ اُن کفار ومشرکین کے ہم نوالا اور ہم پیالا بنے ہوئے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اِعلان کر رکھا ہے۔ اِس وقت سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ اور اُس کے حواری یہود ونصاریٰ اور ہندو ہیں' جو بے دریغ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں اور اُن پر بم برسا رہے ہیں' کیمیائی اَسلحہ اِستعمال کر رہے ہیں اور اُن کے ملکوں پر قبضے کر رہے ہیں۔

UNO کی پوری غیر مسلم اَقوام افغانستان اور عراق وغیرہ پر قابض ہیں اور مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہے ہیں لیکن عجیب بات ہے جب مسلمان کسی یہودی یا عیسائی کو اپنے بچاؤ میں مارتے ہیں تو اُن مارنے والوں کو دہشت گرد کا نام دے دیا جاتا ہے کیسا دھوکا اور تماشا ہے؟ کیسی اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ ''دہشت گرد قابضین'' اَمن کے پرچارک اور نام نہاد دہشت گردی ختم کرنے والے خیر خواہ بنے ہوئے ہیں؟

آج تو جو چاہے جس کو چاہے دہشت گرد قرار دے دے۔ اگر اَیسے لوگوں کا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر اِیمان ہے تو وہ خود بتائیں جب پتھر بولیں گے اور یہودیوں کا قتل کروائیں گے۔ اُس وقت یہ ظالم لوگ کہاں ہونگے کہ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خبرِ غیب کے مطابق یہودی پتھروں کی پکار پر مسلمانوں کے ہاتھوں واصل جہنم ہو رہے ہونگے۔

اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بات اللہ

تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی بات ہوتی ہے' کبھی کلمہ پڑھنے کے بعد غور وفکر بھی کیا ہے کہ بغیر سوچے سمجھے مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے جا رہے ہو اور مرزائیوں کی طرح جہاد کا اِنکار کئے جا رہے ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے ڈرو اور یہود و ہنود کی وکالت کی بجائے مسلمانوں کی خیر خواہی اور حمایت کرو۔

اے لوگو! دیکھو! دُنیا کے کسی ملک میں جب کسی یہودی یا کسی عیسائی پر کوئی مصیبت آتی ہے یا وہ کسی مقدمہ میں ملوث پایا جاتا ہے اور اُسے اپنے کئے کی سزا سنائی جاتی ہے تو امریکہ و برطانیہ بدمعاشی سے چھڑا کر اپنے ملک میں لے جاتے ہیں۔

سنو لوگو! جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی اُلوہیت و وحدانیت اور سرورِ کائنات ﷺ کی رسالت اور حاکمیت پر مسلمان کا عقیدہ مضبوط نہیں ہو جاتا یہود و نصاریٰ اور ہنود یونہی دندناتے رہیں گے۔

مذکورہ بالا دونوں اَحادیث مبارکہ جن میں جہاد کا ذکر ہے۔ یہ جہاد اُس وقت ہو گا' جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔ وہ شریعتِ محمدیہ علیہ الصلوٰت والتسلیمات پر عامل ہونگے اور مسلمان اُن کے ساتھ ہونگے جبکہ یہودی دجّال کا ساتھ دے رہے ہونگے۔ یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے مستقبل میں ہونے والے حالات کی پہلے ہی خبر دے دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور اُن سے پتھر باتیں کریں گے۔ اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں دیں گے اور پتھر یہودیوں کو قتل کروا کر خوش ہونگے۔

ہر جوڑ پر صدقہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: كُلُّ سَلَامِى مِنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَ يُعِيْنُ الرَّجُلُ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ

صَدَقَةٌ وَ كُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا اِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَ يُمِيطُ الْاَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ ۵۴ ''ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' آدمی کے ہر جوڑ اور ہر ہڈی پر ایک ایک صدقہ نکلتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کا اُس کے جانور پر سامان لدوا دینا صدقہ ہے، اچھا کلام کرنا صدقہ ہے اور راستہ سے کانٹا علیحدہ کرنا یا ایذا دینے والی چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے''۔

حدیث شریف میں مختلف اَعمال کا ثواب صدقہ کے برابر قرار دیا گیا ہے اور مختلف کاموں میں صدقہ کی تلقین کی گئی ہے۔ ہر شخص پر اُس کے اَعضاء کے جوڑوں کی تعداد کے برابر صدقہ واجب ہے۔ وہ یہ کہ اللہ جل جلالہ کا شکر ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اُس کی ہڈیوں کے جوڑ بنائے ہیں تا کہ اعضاء اِدھر اُدھر پھیر سکے۔ سارے اَعضاء میں سے جوڑوں کی تخصیص اِس لئے کہ اِن میں وہ باریکیاں ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔

تکبیر کہنے میں آواز زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب باندھا ہے: بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ ۵۵ صاحب تیسیر الباری نے ترجمہ کیا ہے'' ''باب بہت چلا کر تکبیر کہنا منع ہے''۔

اِس باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف نقل کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم کسی وادی میں پہنچے تو ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے ہماری آوازیں زیادہ بلند ہوگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۵۶ ''اے لوگو! اتنا چلاؤ

---

۵۴ تیسیر الباری جلد۴ص ۱۶۶ (بَابُ مَنْ اَخَذَ بِالرِّكَابِ وَ نَحْوِهٖ)۔ ۵۵ تیسیر الباری جلد۴ص ۱۶۸۔ ۵۶ بخاری جلد۱ص ۴۲۰' تیسیر الباری جلد۴ص ۱۶۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۳۰۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۲۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۱۸۴' قرطبی جلد۱ جز۱ حدیث نمبر ۱۵' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۴۳۔

نہیں، آہستگی اور نرمی احتیاط کرو تم کیا اُس کو پکارتے ہو جو بہرہ ہے یا غائب ہے؟ (کیا تم کو نہیں دیکھتا، تمہاری بات نہیں سُنتا) وہ تو تمہارے ساتھ ہے، سُنتا ہے اور نزدیک ہے۔ ۞

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں ۞ ''میں کہتا ہوں تحقیق اِس باب میں یہ ہے کہ سُنّت کی پیروی کرنا چاہئے جہاں جہر آنحضرت ﷺ سے منقول ہے، وہاں جہر کرنا بہتر ہے جیسے اذان میں، اور باقی مقاموں میں آہستہ ذکر کرنا بہتر ہے۔ بعضوں نے کہا اِس حدیث میں جس جہر سے آپؐ نے منع فرمایا وہ بہت زور کا جہر ہے جس سے لوگ پریشان ہوں نہ جہر متوسط۔۔۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص ۱۶۸ من وعن) ☆

☆ دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آوازیں بہت بلند کر دیں تھیں۔ تو آپ ﷺ نے اُنہیں منع فرمایا لیکن مبالغہ کی نفی سے اصل شیء کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا ذکر یا دُعا کے وقت آواز بلند کرنا جائز ہے لیکن اِتنی بلند نہ ہو کہ حاضرین کو تشویش میں ڈال دے۔ چنانچہ باب الذکر بعد الصلوٰۃ کے باب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے، اُنہوں نے فرمایا: جب میں اپنے گھر میں ہوتا اور بلند آواز سے ذکر سنتا تو پہچان لیتا کہ جماعت ہو چکی ہے۔ (بخاری شریف جلد ا ص ۱۱۶)

بعض لوگ نماز کے بعد ذکر کو اِس لئے منع کرتے ہیں کہ نمازی کے پاس باتیں نہیں کرنی چاہئے۔ حالانکہ یہ حجت بے کار ہے کیونکہ حدیث شریف میں باتیں کرنے والوں کے پاس نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض لوگ ذکر کے ساتھ تلاوت کرنے کو تشبیہہ دے کر کہتے ہیں نمازی کے پاس بلند آواز میں قرآنِ مجید پڑھنا منع ہے حالانکہ یہ قیاس صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآنِ پڑھنا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر قرآنِ مجید اُونچی آواز سے پڑھا تو اِس پر ایک اور فرض عائد ہو جائے گا جس کی تکمیل سے وہ قاصر ہوگا کیونکہ نماز چھوڑ کر قرآن مجید سننے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور نماز توڑنا بھی حرام ہے جبکہ ذکر سننا فرض نہیں۔ لہٰذا تلاوتِ قرآنِ مجید سے ذکر کا قیاس کرنا صحیح نہیں نفس ذکر بالجہر جائز ہے۔

ویسے بھی تلاوتِ قرآنِ مجید میں اور ذکر میں بہت فرق ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لئے یہ مسئلہ جاننا ضروری ہے کہ حائضہ تلاوتِ قرآنِ مجید نہیں کرسکتی لیکن لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرسکتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی تسبیح پڑھ سکتی ہے محفل ذکر، محفل میلاد اور محفل دُعا میں شریک ہوسکتی ہے۔ اگر قرآنِ مجید اور ذکر اللہ کو ایک جیسا تصور کیا جائے تو مسئلہ ہذا باطل ہو جاتا ہے جبکہ شرعاً حائضہ عورت کے لئے تلاوت جائز نہیں۔ ذکر جائز ہے۔

دیوار کے پیچھے کا علم:

حضرت عبید بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) سے سنا' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے' حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا: ''**روضہ خاخ**'' میں جاؤ (مدینہ منورہ سے بارہ میل دُور ایک مقام کا نام ہے) وہاں تم کو ایک عورت (سارہ یا کنور) اُونٹ پر سوار ملے گی۔ اُس کے پاس ایک خط ہے' وہ اُس سے لے لو۔ یہ سن کر ہم گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے ''**روضہ خاخ**'' پہنچے تو دیکھا واقعی ایک عورت (اُونٹ پر سوار) جارہی ہے۔ ہم نے اُس سے کہا (تمہارے پاس) جو خط ہے وہ نکال۔ اُس نے کہا میرے پاس خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا خط نکالتی ہے یا نہیں کہ تیرے کپڑے اُتار کر (تیری تلاشی لیں) اُس نے مجبور ہو کر اپنے جُوڑے میں سے خط نکال دیا (دوسری روایت میں ہے' اپنے نیفے سے خط نکال دیا) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں' ہم وہ خط لے کر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب اُس خط کو کھولا اور دیکھا تو لکھا ہوا تھا ''حاطب بن ابی بلتعہ'' کی طرف سے مکہ والے چند مشرکوں کے نام۔ اِس میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اُمور کا ذکر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شرعی اُصول کے مطابق تحقیق کے طور پر فرمایا) یا حاطب یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھ پر جلدی نہ

فرمایئے گا۔ میں ایک شخص ہوں جو قریش میں آ کر مل گیا۔ اصل قریش سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ ﷺ کے ساتھ ہیں' اُن سب کی مکہ والوں سے رشتہ داری ہے جس کی وجہ سے اُن کے گھر بار اور مال واَسباب بچے ہوئے ہیں' تو میں نے چاہا کوئی اِحسان ہی اُن پر کردوں تا کہ میرے بال بچے بھی بچے رہیں۔ کیونکہ میری رشتہ داری تو ہے نہیں' دوسرے میں نے یہ کام اِس لئے نہیں کیا کہ میں کافر یا مرتد ہوں اور نہ ہی میں مسلمان ہو کر کفر کو پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اِجازت دیجئے میں اِس منافق کا سر قلم کردوں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا یہ بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے اور تجھے معلوم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے بدر والوں کو دیکھا اور فرمایا: اَب تم جیسے چاہو عمل کرو میں بخش چکا ہوں۔ ۵۷ ۝

۝ ''حضرت عمرؓ نے قانون شرعی اور قاعدہ اور سیاست اور ملک کے مطابق بات کی کہ جو کوئی اپنی قوم یا سلطنت کے دشمنوں کو خبر دے وہ سزائے موت کے قابل ہے لیکن آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ غیب کی بات یعنی دل کی نیت معلوم کرا دیتا ہے۔۔۔۔'' (تیسیر الباری جلد۴ص۱۷۸ من وعن) ☆

☆ اہلسنّت وجماعت اِسے علم غیب کہتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا ہے لیکن افسوس کہ فرقہ پرست لوگ شرک وکفر کے فتوے لگا کر اپنی عاقبت تباہ وبرباد کرتے ہیں۔ مقام غور ہے کہ ہمارے نبی رؤف ورحیم ﷺ کا علم مبارک کتنا وسیع ہے۔ ایک عورت رقعہ لے کر جا چکی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اَبھی بھیجنا ہے' عورت کی رفتار اور جانے والوں کی رفتار کے مطابق اُن کو بتا دیا کہ تمہیں خاخ باغ میں ملے گی اور کیسا مضبوط ایمان اور عقیدہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کہ عورت کی قسموں کا اِعتبار نہیں کیا' اپنے آقا ﷺ کی بات پر یقین رکھا ہے۔

۵۷ بخاری جلد۱ص۴۲۱' تیسیر الباری جلد۴ص۱۷۴' مسند احمد جلد۱ص۱۰۵'۷۹۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرکارِ کائنات ﷺ کی ہر بات کو مان لیتے تھے اُن کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ جو آسمانوں کے پیچھے دیکھتے ہیں اور زمین کے نیچے دیکھتے ہیں وہ دیواروں کے پیچھے بھی دیکھتے ہیں جو لوگ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ) یہ کہتے ہیں کہ نبی (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ اپنے اِس غیر اِسلامی عقیدہ کی اِصلاح کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا صحیح مکمل اِسلامی عقیدہ رکھیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا عقیدہ اور ایمان نصیب فرمائے اور یہ بات ماننے کی توفیق عطا فرمائے کہ اللہ ربُّ العزّت نے اپنے محبوب ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

فاتح خیبر، غیب غداً اور لعابِ شفاء:

حضرت سہل بن سعد اَنصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر کے دن نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- **لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یُفْتَحُ عَلٰی یَدَیْہِ، یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ** ۵۸ "کل میں ایسے شخص کو سرداری کا جھنڈا عطا فرماؤں گا جس کے ہاتھ پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) خیبر کو فتح کروادے گا۔ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اور رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتا ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اور رسول اللہ (ﷺ) اُس سے محبت کرتے ہیں"۔

یہ سن کر لوگ ساری رات اِس خیال میں رہے، دیکھو کس کو جھنڈا ملتا ہے۔ اگلی صبح کو ہر صحابی رضی اللہ عنہ اُمیدوار تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا، اُن کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ بہر حال بلایا گیا۔ وہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں (تسلیم ورضا کا پیکر بنے ہوئے) حاضر ہوئے۔ (نبی

۵۸ بخاری جلد ۱ ص ۴۲۲، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۱۷۹، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۳۳، دلائل النبوۃ جلد ۴ ص ۲۰۵، مستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۱۰۹۔

محترم علیہ التحیۃ والتسلیم نے) اُن کی آنکھوں پر اپنا لعاب شریف ڈالا اور اُن کی صحت یابی کے لئے) دُعا فرمائی۔ اُن کی آنکھیں بالکل درست ہوگئیں گویا کہ کوئی عارضہ ہی نہ تھا۔ پھر (رسولِ کریم علیہ التحیۃ والثناء نے) اُن کو جھنڈا عطا فرمایا: (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے) عرض کیا میں اُن سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہوجائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اے علی رضی اللہ عنہ) چپکے سے چلے جاؤ اور اُن کے مقام پر اُترو۔ پھر اُنہیں اِسلام کی دعوت دو اور اِسلام میں جو باتیں ضروری ہیں، اُن کے بارے میں اُنہیں آگاہ کرو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی قسم اگر تمہارے سبب سے اللہ کریم ایک شخص کو بھی ہدایت عطا فرمائے تو وہ تمہارے لئے سرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۱۷۹) ☆

☆ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک دن پہلے کل کی خبریں دے دیں کہ کل کون فاتح خیبر ہوگا؟ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اِعتراض نہیں کیا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات میں منافقین علم مصطفیٰ ﷺ پر اعتراض کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے پیارے محبوب آقا ﷺ کی ہر بات کو من وعن مان لیتے تھے۔ چاہے وہ زمانہ گذشتہ کی ہوتی یا مستقبل کی بلکہ جب کوئی بات یا معاملہ درپیش ہوتا تو صحابہ کبار رضی اللہ عنہم عرض کرتے ''اللہ ورسولہ اعلم''۔ ایسا ہی عقیدہ ہر کلمہ گو مسلمان کو رکھنا چاہئے۔ کبھی بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ ''اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہوتا تو آپ ﷺ خاموش کیوں رہتے یا پوچھتے کیوں؟ خاموش رہنا اور پوچھنا علم نہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ خاموشی اور پوچھنے پر جو کہتا ہے کہ علم ہوتا تو آپ ﷺ خاموش کیوں رہتے اور پوچھتے کیوں یہ منافقت کی دلیل ہے۔

کئی میل دور دیواروں کے پیچھے دیکھنا:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے غابہ کی

طرف جارہا تھا جب میں غابہ کی پہاڑی پر پہنچا وہاں مجھے (حضرت) عبدالرحمان بن عوف (رضی اللہ عنہ) کے غلام (رباح) ملے۔ میں نے پوچھا یہاں کیسے؟ اُس نے کہا غطفان اور فزارہ (قبیلوں) کے لوگ حضور ﷺ کی دودھیل اُونٹنیاں پکڑ کر لے گئے ہیں (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) یہ سن کر میں نے تین چیخیں ماریں یا صباحاہ یا صباحاہ یا صباحاہ اور مدینہ منورہ کے دونوں پتھریلے کناروں میں جتنے لوگ تھے اُن کو آواز سنائی دی پھر میں دوڑتا چلا۔ ڈاکوؤں کو جاملا اور وہ اُونٹنیاں پکڑے ہوئے تھے میں اُن کو تیر مارتا جاتا اور یہ کہتا جاتا، میں ہوں سلمہ بن اکوع جان لو۔ آج پاجی سب مریں گے جان لو۔ خیر میں نے وہ اُونٹنیاں اُن سے واپس لے لیں اور اُنہیں ہنکاتا ہوا واپس لا رہا تھا کہ نبی کریم (رؤف ورحیم ﷺ) سواروں کے ساتھ مجھے ملے۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) ڈاکو پیاسے ہیں۔ میں نے اُنہیں پانی بھی نہیں پینے دیا۔ جلدی اُن کے پیچھے (فوج روانہ فرمائیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ اِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ مِنْ قَوْمِهِمْ ''اکوع (رضی اللہ عنہ) تو اُن پر غالب آچکا ہے۔ اَب جانے دو وہ تو اپنی قوم میں پہنچ گئے وہاں اُن کی مہمانی ہورہی ہے۔'' ۝

۝ ''یہ آپ کا فرمانا معجزہ تھا۔ بعد میں کوئی خبر آئی اُس سے معلوم ہوا کہ وہ واقعی اُس وقت اپنے قبیلے یعنی غطفان میں پہنچ گئے تھے۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۰۱ من وعن) ☆

☆ اہلسنّت وجماعت یہی تو عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے پیارے محبوب علیہ التحیۃ والثناء کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم ہے اور یہ علم عطائے خدائے ذوالجلال والاکرام ہے۔ حضور ﷺ اگر خاموش رہیں تو وہ بھی حکمت کے تحت ہوتا ہے نہ کہ بے علمی کی وجہ سے۔

قیام تعظیمی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے فرمایا' جب بنی قریظہ یہودی (جو مدینہ منورہ میں ایک قلعہ میں بند تھے) اور (حضرت) سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کے حکم پر (اور اُن کے فیصلے پر) رضامند ہو کر اپنے قلعے سے اُتر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو (یعنی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو) بلا بھیجا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے جب رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے (انصاری لوگوں سے) فرمایا: قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِ کُمْ "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ"۔ ۵۹

خیر وہ آئے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھے آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ ھٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِکَ "یہ بنی قریظہ کے لوگ تمہارے فیصلے پر راضی ہو کر قلعہ سے اُترے ہیں۔" (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' میں فیصلہ کرتا ہوں کہ اُن میں جو لڑنے والے (جوان) لوگ ہیں' وہ تو قتل کئے جائیں اور عورتیں بچے قیدی بنیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ حَکَمْتَ فِیْھِمْ بِحُکْمِ الْمَلِکِ ۵۹ تو نے وہ فیصلہ کیا جو اللہ (جل جلالہ) کا حکم ہے۔"

۵ "بعضوں نے اِس حدیث سے قیام تعظیمی کے درست ہونے پر دلیل لی ہے۔" (تیسیر الباری جلد۴ ص۲۰۳ من وعن)

"جو لوگ قیام تعظیمی کو شرک سمجھتے ہیں وہ اِس حدیث شریف کا بغور مطالعہ کریں اور بزرگوں کے اَدب و اِحترام کی اِسلامی تعلیمات کو اپناتے ہوئے اپنے دلوں میں نفرتوں اور کدورتوں کے شیطانی بتوں کو پاش پاش کر کے ملّتِ اِسلامیہ کی خیر خواہی کریں۔ اِسلام کے اُخوت و محبت اور اَدب و تعظیم کے پیغام سے اپنے سینوں کو بے کینہ بنائیں۔

---

۵۹ بخاری جلد۱ ص۴۲۷' تیسیر الباری جلد۴ ص۲۰۲' شرح السنۃ جلد۵ ص۶۰۳' مسلم حدیث نمبر ۶۴' ۶۷' ۱۷' دلائل النبوۃ جلد۴ ص۱۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۸۔

پکے خارجی مردود ہیں:

حضرت امام علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زوجہ مطہرہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، وہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ملنے کے لئے مسجد میں آئیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے۔ (اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جب (آستانہ مقدسہ میں) لوٹ جانے کے لئے اُٹھیں۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی اُن کے ساتھ اُن کو آستانہ مُبارک میں پہنچانے کے لئے اُٹھے۔ جب مسجد کے اُس دروازے کے قریب پہنچے، جہاں اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ تھا: مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَفَذَا ''دو انصاری مرد (حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ) ملے اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو سلام عرض کیا اور سلام کر کے آگے نکل گئے۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: عَلَى رِسْلِكُمَا ''ذرا ٹھہرو۔'' (یہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے)۔ عرض کرنے لگے، سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ ''سبحان اللہ! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم اور آپ ﷺ کا فرمان اُن پر شاق گذرا۔ (کیونکہ وہ دونوں سچے مومن تھے۔)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا [۶۰] ''رسول ﷺ نے فرمایا: شیطان خون کی طرح آدمی کے بدن میں (ہر رگ و پے میں) پہنچتا ہے۔ میں ڈرا کہیں تمہارے دل میں کچھ (وسوسہ) نہ ڈالے''۔ ○

---

[۶۰] بخاری جلد ۱ ص ۴۳۷، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۳۹۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۷۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۴۷۰، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۳۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۲۱، ۳۲۴، مسلم حدیث نمبر ۲۱۷۵۔

۵ ''آنحضرت ﷺ رات کے وقت ایک بیگانہ عورت کو ساتھ لئے کیسے جارہے ہیں؟ اِس وسوسے کی وجہ سے وہ تباہ ہوجاتے۔ آپؐ نے اُن کا اِیمان بچالیا۔ پیغمبروں کی نسبت ایک ذرا سی بدگمانی کرنا بھی کفر اور باعث زوال اِیمان ہے۔ اَفسوس ہمارے زمانے میں ایک شخص نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی طرف کیا کیا باتیں منسوب کیں اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنایا۔ ظاہر میں وہ نصاریٰ کا بہانہ کرتا ہے۔ یہ عجب ردّ ہے۔ وہی مثل ہوئی پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹوائی۔ ایسے ہی بعض مولوی جو اپنے تئیں سُنّت کرام جماعت کہتے ہیں رافضیوں کے ردّ کا بہانہ کر کے حضرت علیؓ اور اہلبیت کے نسبت وہ کلمے زبان سے نکالتے ہیں اور اپنے رسالوں میں لکھتے ہیں کہ معاذ اللہ۔ وہ سنّی کا ہے کو رہے پکے خارجی مردود ہیں' اللہ بچائے۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۲۵۱ من وعن) ☆

☆ یہ سُنّت جماعت سنّی نہیں ہیں بلکہ یہ غیر مقلد' دیوبندی اور اُن جیسے لوگوں کا کام ہے جو اہلبیت اور امیر المؤمنین کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں اور یزید پلید کو امیر المؤمنین اور رضی اللہ عنہ لکھ کر اپنے خارجی ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں، سنّی تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ' صحابہ کرام اور اہل بیت عظام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے ہر ہر عظیم فرد کی تعظیم وتوقیر کو عین اِیمان سمجھتے ہیں''۔ صاحبِ تیسیر الباری نے سُنّت جماعت اور سنّی کا نام لکھ کر اپنے فرقہ کے لوگوں کی پاکدامنی بیان کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اور یہ بھی ثابت کردیا کہ صرف سُنّت جماعت سُنی یہ وہ لوگ ہیں جو سب (انبیاء کرام صحابہ کرام اہل بیت کرام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کی چیزوں سے برکت حاصل کرنا:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زرہ شریف، عصاء مبارک' تلوار شریف'

پیالہ شریف اور مہر مبارک کا بیان۔۔۔ آپ ﷺ کے موئے مبارک اور نعلین (شریف) اور برتنوں کا بیان جن کو آپ ﷺ کے اصحاب (رضی اللہ عنہم) وغیرہ نے آپ (ﷺ) کے وصال کے بعد متبرک سمجھا۔ ۵

۵ ''آنحضرت ﷺ کی کل چیزیں متبرک تھیں اِس باب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبروں اور اولیاء کی چیزوں سے برکت حاصل کر سکتے ہیں اور یہ امر خلاف شرع نہیں ہے خود قرآن شریف سے ثابت ہے: فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ گو ہم کو یہ بسند صحیح ثابت نہ ہو کہ یہ بال اور جوتا یا کوئی اور چیز فلاں فلاں ولی کی ہے مگر جب ایک جم غفیر اِس کے ناقل ہوں تو اِس کی اہانت یا تذلیل کرنا ہرگز جائز نہیں۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۲۵۳ من وعن) ☆

☆ دورِ جدید کے 'اہلحدیث'' توسرے سے توسل اور تبرک کے مخالف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ حضرات نام تو بڑے شوق سے ''اہلحدیث'' رکھ لیتے ہیں مگر چلتے حدیث شریف کے خلاف ہیں بلکہ یہ حضرات پیغمبروں علیہم السلام اور ولیوں کی چیزوں سے برکت حاصل کرنے کو شرک کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اَنگوٹھی مبارک کی برکتیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اُن کو (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو) بحرین کی طرف (زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے) بھیجا اور ایک پروانہ لکھ کر دیا اور اُس پر مہر لگائی، مہر میں تین سطریں کندہ تھیں ایک سطر میں محمد (ﷺ) ایک میں رسول (ﷺ) اور ایک سطر میں اللہ (جل مجدہٗ الکریم) ۵ ۶۱

۶۱ تیسیر الباری جلد۴ ص۲۵۴' بخاری جلد۱ ص۴۳۸۔

○ ''یہ مہر آنحضرت ﷺ کی تھی۔ اِس کا نقش اِس طرح تھا محمد رسول اللہ باب کا مطلب اِس سے یوں نکلا کہ آنحضرت ﷺ کی مہر حضرت ابوبکرؓ اِستعمال کرتے رہے۔ ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہی، اُن کے بعد حضرت عثمانؓ کے پاس پھر اُن کے ہاتھ سے اریس کنوئیں میں گر پڑی، ہر چند ڈھونڈا مگر نہ ملی۔ اُسی روز سے خلافت کے کام میں فرق آنے لگا۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۵۴ من وعن)۔ ☆

☆ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک انگوٹھی مبارک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس رہی تو خلافت کے نظام میں کوئی فرق نہیں آیا، حسن وخوبی سے نظام چلتا رہا اور اَب جب انگوٹھی مبارک گم ہوگئی تو نظام خلافت میں فرق آنے لگا۔ آپ ﷺ کے تبرکات جن کے پاس ہوتے تھے یا ہیں وہاں برکتیں ہی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بال مبارک کا اِحترام کیا جسے اپنی ٹوپی میں سی رکھا تھا اُس کی برکت سے فتح حاصل کی۔

کسریٰ اور قیصر کے بارے میں خبرِ غیب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** ۶۲ ''کسریٰ ہلاک ہوگیا پھر اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہوجائے گا پھر اِس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور قسم اُس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اُن کے خزانے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی راہ میں خرچ کروگے''۔ ○

---

۶۲ بخاری جلد۱ ص ۴۴۰، مسند احمد جلد۲ ص ۳۱۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۱۵، دلائل النبوۃ جلد۶ ص ۳۲۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۴۱۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۷۷۹۔

o ''مجاہدین کو دو گے۔ اَیسا ہی ہوا' مسلمانوں نے ایران اور روم کی سلطنتیں چھین لیں''۔۔۔۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۲۶۴ من وعن) ☆

☆ ''سیّد عالم ﷺ کے زمانہ شریف میں کسریٰ ہلاک ہو چکا تھا اور قیصر اُس وقت زندہ تھا۔ اِس لئے فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگا۔ اور اِن کے بعد اگر چہ قیصر و کسریٰ ہوئے لیکن جو دبدبہ اور غلبہ پہلے تھا وہ ختم ہو گیا اور صرف نام کے قیصر و کسریٰ رہ گئے۔ روم کے بادشاہ کو قیصر اور ایران کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا تھا۔ یہ سیّد عالم ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے قیصر و کسریٰ کے خزانے منقسم ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ مسلمانوں نے اُن کے ملکوں کو فتح کیا اور اللہ ﷻ کی راہ میں خزانے تقسیم کئے''۔ (تفہیم البخاری جلد۴ص۵۸۷)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسریٰ کا تو نام ونشان ختم ہو گیا اور اُس کے خزانے اللہ ﷻ کی راہ میں تقسیم کر دیئے گئے' اُن کا رہنا سہنا شام میں ہے۔ وہیں بیت المقدس میں ہے۔ (جو آج فلسطین میں اسرائیل کے قبضہ میں ہے) جس میں نصاریٰ عبادت کرتے تھے (آج کل مسلمان وہاں نماز جمعۃ المبارک وعیدین اور دیگر نمازیں پڑھتے ہیں) نصاریٰ کے بادشاہ روم پر غالب نہ رہ سکے۔ اُن کو جلاوطن کر دیا گیا اور اُن کے خزانوں کے تمام ذخائر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور اِس کے بعد کوئی قیصر نہ رہا حتیٰ کہ آخر زمانہ میں قسطنطنیہ کی فتح میں اللہ ﷻ کا وعدہ پورا ہوگا (جو ہو گیا) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم (تفہیم البخاری جلد۴ص۴۹۲)

سورج چلنا رُک گیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ ''انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام (حضرت یوشع علیہ السلام) نے جہاد کیا'' فَقَالَ لِقَوْمِہٖ ''اُنہوں نے اپنی

قوم کے لوگوں سے فرمایا'': میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جہاد میں نہ جائے جس نے کسی عورت سے عقد کیا ہو اور اُس کا اِرادہ ہو کہ اُسے اپنے گھر لائے اور اَبھی اُس سے صحبت نہ کی ہو اور نہ ہی وہ شخص آئے جس نے مکان بنائے ہوں اور اَبھی تک اُن کی چھتیں نہ اُٹھائی ہوں اور نہ ہی وہ شخص میرے ساتھ آئے جس نے بکریاں اور اُونٹنیاں خریدی ہوں (اور وہ حاملہ ہوں) اور اُن کو جننے کا منتظر ہو۔ چنانچہ اُنہوں نے جنگ کی تیاری کی (اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے) اور ایک گاؤں (اِریحا) کے قریب اُس وقت پہنچے کہ عصر کا وقت ہو گیا تھا یا نزدیک تھا۔ اُنہوں نے: **فَقَالَ لِلشَّمْسِ** ''سورج سے فرمایا'' تو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا تابعدار ہے میں بھی اُس کا تابعدار ہوں (یعنی تو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حکم سے چل رہا ہے اور میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حکم سے چل رہا ہوں) پھر حضرت یوشع علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی جناب میں دُعا کی: **اَللّٰهُمَّ اَحْبِسْهَا عَلَيْنَا** ''اے اللہ (جل جلالک) تو اِس سورج کو ہم پر روک دے'' چنانچہ سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ اُنہوں نے فتح حاصل کر لی' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُنہیں فتح عطا فرمائی۔ اُنہوں نے غنیمت کے مال جمع کئے' (آسمان سے) آگ آئی تا کہ اُن کو جلائے لیکن اُس کے مالِ غنیمت کو نہ جلایا، نہ کھایا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔ (حضرت یوشع علیہ السلام نے) فرمایا: **فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ** ''ہر قبیلے سے ایک شخص میری بیعت کرے (مطلب یہ کہ ہر قبیلے میں سے ایک شخص مجھ سے ہاتھ ملائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا)

فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ ''تو ایک شخص کا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے چپک گیا (چمٹ گیا) نبی علیہ السلام نے فرمایا: **فِيكُمُ الْغُلُولُ** ''تیرے ہی قبیلے والوں نے خیانت کی ہے (چوری کی ہے)'' **فَلْتُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ** ''تیرے قبیلے کے لوگ میری بیعت کریں'' (یعنی تیرے قبیلے کے لوگ ہاتھ ملائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا)

فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةٍ بِيَدِهٖ ''چنانچہ دو یا تین اشخاص کے ہاتھ نبی علیہ السلام کے ہاتھوں سے چپک گئے۔(چمٹ گئے) فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ ''تمہارے قبیلے کے لوگوں نے خیانت کی ہے۔(چوری کی ہے)'' فَجَاءَ بِرَأْسٍ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ ''چنانچہ وہ (حکم کے مطابق) گائے کے سر کے برابر سونے کا سر لائے''۔(اور چوری کا مال بھی لائے) اور اُس کو رکھ دیا پھر آگ آئی اور سب کو جلا دیا۔ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ ثُمَّ رَاٰى ضُعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا[۶۳] ''پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے ہماری بے سروسامانی اور مال واسباب کی کمی کو ملاحظہ فرما کر (مالِ غنیمت) کو ہمارے لئے حلال کر دیا''۔ ۞

۞ ''اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ زمین ساکن ہے اور سورج اُس کے گرد حرکت کرتا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۲۶۶ من وعن) ☆

☆ امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ ''زمین کے ساکن'' ہونے کے بارے میں لکھا ہے۔اسی طرح ایک رسالہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے بھی زمین کی سکونت کے بارے میں لکھا۔

صاحبِ تیسیر الباری نے حضرت یوشع علیہ السلام کی سورج سے گفتگو اور اُس کے رُک جانے پر بحث نہیں کی۔شاید اِس لئے کہ اِس عظیم معجزہ کے ذکر میں سورج کے رُکنے اور نماز عصر کے ادا کرنے والا وہ واقعہ جس کا تعلق نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہے، بیان کرنا پڑتا۔

۞ ''کم طاقتی اور عاجزی سے یہ مراد ہے کہ مسلمان مفلس اور نادار تھے اور خدا کی بارگاہ میں فروتنی سے عاجز ہوتے تھے۔پروردگار کو اُن کی عاجزی پسند آئی اور یہ

---

۶۳ بخاری جلد۱ص ۴۴۰، تیسیر الباری جلد۴ص ۲۶۵، شرح السنۃ جلد۵ص ۶۰۴، مسلم حدیث نمبر۳۲، ۴۷، ۱۷۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۰۳۳، مسند احمد جلد۲ص ۳۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص ۲۹۴، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۹۴۹۲، کنز العمال حدیث نمبر۱۱۰۷۷۔

سرفرازی ہوئی کہ لوٹ کے مال اُن کے لئے درست کر دیئے گئے۔ ہم اُن بے وقوف پادریوں سے پوچھتے ہیں جو لوٹ کا مال لینا بڑا عیب جانتے ہیں کہ تمہارے مذہب والے نصاریٰ تو دوسروں کے ملک کے ملک اور خزانے ہضم کر جاتے ہیں اور ڈکار تک نہیں لیتے۔ جس ملک کو فتح کرتے ہیں وہاں سب معزز کاموں پر اپنی قوم والوں کو مامور کرتے ہیں، اہل ملک کا ذرا لحاظ نہیں رکھتے پھر یہ لوٹ نہیں ہے تو کیا ہے؟ لوٹ سے بدتر ہے، لوٹ تو گھڑی بھر ہوتی ہے اور ظلمی اِنتقام تو صدہا برس تک ہوتا رہتا ہے۔ معاذ اللہ اُن کی تو وہی مثال ہے اپنی آنکھ کا تو شہتیر نہیں دیکھتے اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھتے ہیں۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۲۶۶ من وعن)

جب حضرت یوشع علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ کے حضور سورج کے رکنے کے لئے دُعا کی تھی۔ اُس دن جمعۃ المبارک تھا۔ اگر سورج نہ رکتا تو غروب کے بعد ہفتہ شروع ہو جاتا اِس میں اُن کے لئے جنگ کرنا حرام تھا۔ ممکن تھا کہ دشمن کو کمک پہنچ جاتی اور اُس کو فتح کرنے میں دشواری ہوتی۔ اِس لئے سورج رکنے سے فتح میں آسانی رہی۔ نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی سورج رک گیا تھا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو شب اِسراء کی صبح کو خبر دی کہ اِس روز سورج چمکنے کے وقت قافلہ مکہ مکرمہ آئے گا۔ چنانچہ لوگ قافلہ کا اِنتظار کرنے لگے تو اُس کے آنے تک سورج رک گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمانوں کی سیر کر کے واپس آئے اور بیت المقدس سے مکہ مکرمہ تشریف لا رہے تھے، موضع صنجان میں ایک قافلہ ملا جو مکہ مکرمہ کی طرف آ رہا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگوں کو اُس قافلہ کی خبر دی اور فرمایا: اِس وقت اُن کا قافلہ تنعیم بیضاء سے اُتر رہا ہے۔ اُس کے آگے آگے سیاہ رنگ کا اُونٹ ہے۔ اُس پر دو بوریاں ہیں ایک سیاہ اور دوسری سفید ہے۔ لوگ جلدی سے اُس وادی میں پہنچے اور جو کچھ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، وہی دیکھا اور قافلہ آنے تک سورج رُکا رہا اور غروب نہ ہوا۔ نیز خندق کے روز بھی سورج رک گیا جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے رک گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ نیز حضرت ابنِ اسحاق علیہ

الرحمہ نے مبتداء میں حضرت یحییٰ بن عروہ علیہ الرحمہ کے ذریعے روایت کی ہے کہ اللہ (عزوجل) نے (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے روانہ ہو جائیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت ساتھ لے لیں جو دریائے نیل کے نصف میں مدفون تھا اُس کی تلاش میں کافی وقت گزر گیا حتیٰ کہ فجر طلوع ہونے کو تھی اور اُنہوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ طلوع فجر کے وقت چلیں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دُعا کی کہ طلوعِ فجر میں تاخیر کر دے تا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت مل جائے۔ چنانچہ سورج رُک گیا حتیٰ کہ وہ طلوعِ فجر کے وقت روانہ ہو گئے۔ حضرت امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما تھے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے حضور دُعا کی کہ اے اللہ (عزوجل) تیرے بندے (امیر المؤمنین حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنی ذات کو تیرے نبی کریم (علیہ السلام) کے لئے روک رکھا تھا۔ سورج کو واپس کر دے تا کہ (امیر المؤمنین حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نماز کو اپنے وقت میں ادا کرے۔ چنانچہ سورج طلوع ہوا اور پہاڑوں اور زمین پر اُس کی روشنی اور چمک ظاہر ہو گئی۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور عصر کی نماز ادا کی۔ یہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے اور علاماتِ نبوت سے ہے۔ اِس کے تمام راوی ثقہ ہیں (طحاوی فی مشکل الآثار) نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک روز گھوڑوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہے حتیٰ کہ سورج چھپ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اللہ عزوجل اُن فرشتوں کو حکم دے گا جو سورج پر مامور ہیں اور وہ سورج کو میرے لئے واپس کریں گے چنانچہ اُنہوں نے سورج واپس کیا حتیٰ کہ اُنہوں نے عصر کی نماز اپنے وقت میں پڑھی۔

ہمارے اِمام سے کیا ناراضگی ہے؟

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:
لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً اِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كَمَاقَسَمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْبَرَ ۶۴ ''اگر پیچھے آنے والے مسلمان کا خیال نہ ہوتا تو میں جو بستی فتح کرتا وہ میں اُنہی لوگوں میں تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو بانٹ دیا'' ۝

۝ معلوم ہوا کہ جو ملک مسلمان فتح کریں ۶۵ فتح کرنے والوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ شافعیہ کا یہی قول ہے۔ (وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:) ''ہمارے اِمام احمد بن حنبلؒ اور ابو حنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ اِمام کو اختیار ہے کہ خواہ وہ تقسیم کر دے خواہ خراجی ۶۶ ملک کے طور پر رہنے دے۔ لیکن یہ خراج اِسلامی قاعدے کے موافق مسلمانوں پر ہی خرچ کیا جائے۔'' یعنی محتاجوں، یتیموں کی خبر گیری، جہاد کے سامان اور اَسباب کی تیاری میں غرض ملک کا محاصل بادشاہ کی مِلک نہیں ہے۔ بلکہ عام مسلمانوں اور غازیوں کا مال ہے بادشاہ بھی بطور ایک سپاہی کے اُس میں سے اپنا خرچ لے سکتا ہے۔ یہ شرعی اِنتظام اگر مسلمان اِس پر چلتے رہتے تو آج اِن کو یہ روز بد دیکھنا کیوں نصیب ہوتا؟'' (تیسیر الباری جلد۴ص ۲۶۷ من وعن)۔ ☆

☆ ہمارے اِمام حضرت اِمام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہنے پر بعض لوگوں کو خدا معلوم کیوں پریشانی ہو جاتی ہے؟ بعض سے مراد غیر مقلد ہیں (جنہیں عرف عام میں اہلحدیث یا وہابی کہا جاتا ہے) یہ حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو ''ہمارا اِمام'' کہہ کر، پکار کر، یاد کر کے لکھتے ہیں۔ بات پھر کیا ہوئی ''میں کہوں ہمارے اِمام نے فرمایا ہے'' تو جائز نہیں۔ جب آپ فرمائیں ''ہمارے اِمام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں'' تو کیسے

---

۶۴ بخاری جلد ا ص ۴۴۰، تیسیر الباری جلد۴ص ۲۶۷، تفہیم البخاری جلد۴ص ۶۹۵۔ ۶۵ وہاں کا مال غنیمت۔ ۶۶ یعنی دینے والے ملک۔

جائز ہوگیا ہے؟ معلوم ہوا جائز پہلی بات بھی ہے لیکن ضد اور تعصّب سے آنکھیں بینائی سے محروم ہوگئی ہیں کہ نظر نہیں آیا کیا لکھ دیا ہے؟ امام شافعی ہوں یا امام مالک اور امام احمد بن حنبل یا امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم یہ سارے ہی اہلسنّت تھے۔ اِن میں کوئی بھی وہابی یا اہلحدیث نہیں تھا۔ جھگڑے کی کیا ضرورت ہے؟ جب ایک امام کو نہیں مانا تو بہتر بات یہی ہے کہ کسی امام کو بھی نہ مانا جائے۔ اہلسنّت و جماعت تو تمام آئمہ کرام رضی اللہ عنہم کو مانتے ہیں۔ مگر امام الائمہ کاشف الغمہ' سراج الامّہ حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فقہہ کے تمام آئمہ کرام رضی اللہ عنہم کا امام اعظم مانتے ہیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجور کا درخت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے' کَانَ الرَّجُلُ یَجْعَلُ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَلنَّخْلَاتِ حَتّٰی افْتَتَحَ قُرَیْظَۃَ وَالنَّضِیْرَ فَکَانَ بَعْدَ ذَالِکَ یَرُدُّ عَلَیْھِمْ [۶۷]'' (انصاری) کوئی شخص چند کھجور کے درخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کرتا تھا (گزرانتا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ اور بنی نضیر پر فتح حاصل کی تو یہ درخت پھیرنے لگے''۔ ☆

☆ یہ حضرات یہ بات کہتے تھکتے نہیں کہ جو چیز اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے سوا کسی اور کے نام لگادی جائے' وہ حرام ہو جاتی ہے۔ شاید یہ لوگ قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے خلاصۂ کلام فرمادیا ہے۔ سارے فتووں کا حل اور جواب اِرشاد فرمایا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۔۔۔۔ (البقرۃ:۲۹)'' وہی ہے جس نے تمہارے لئے پیدا فرمایا ہے جو کچھ زمین میں ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے کائنات کی تمام چیزیں اپنے سوا دوسروں کے نام لگادی ہیں۔ عرف میں جیسے ناسمجھ لوگ کہتے ہیں غیر اللہ کے نام'' لگادی

---

۶۷ بخاری جلد ۱ ص ۴۴۱' تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۴۹۸' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۶۹۔

ہیں''۔ اگر ''غیر اللہ'' کے نام لگانے سے کوئی چیز حرام ہوتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم ''غیر اللہ'' کے نام نہ لگاتا۔ بس ٹھنڈے دل سے غور وفکر کرنے کی بات ہے۔ مسئلہ آسان ہے۔ بعض لوگوں نے اَنا کا مسئلہ بنالیا ہے۔ وگرنہ نہ ماننے والے ''غیر اللہ'' ہی ہیں۔ اُن کے نام بھی بہت کچھ مثلاً جانور، پھل، باغات، فصلیں، پانی وغیرہ لگے ہوئے ہیں۔ اور کہتے بھی ہیں میری گائے، میرا باغ، میرے چاول، میری فصل۔ مگر عزّت کا مسئلہ بنا لینے والے لوگوں نے تفرقہ ڈال دیا ہے۔ جیسے مشرکین مکہ مکرمہ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ماننے میں اپنی جھوٹی سرداری اور عزّت کا مسئلہ بنالیا تھا' جانتے وہ بھی تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سچے ہیں مگر ماننے پر موت کو ترجیح دیتے تھے۔ کلمہ پڑھنے والے کو تو ضدی نہیں ہونا چاہئے' ماننے میں ہی بہتری اور عزّت ہے۔ لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ جو کہتے ہیں کہتے رہیں حق بات ماننے میں ہی عظمت ہے۔

اِمامِ اعظم رضی اللہ عنہ اَحادیث کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهٗ ۶۸ ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ تھے تو اِس کی وجہ یہ ہوئی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی صاحبزادی جو اُن کے نکاح میں تھیں، وہ بیمار تھیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے چلتے وقت اُن سے فرمایا تھا کہ تم کو اِتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اُس کو ملے گا جو جنگِ بدر میں شریک ہو' اور اُتنا ہی حصّہ ملے گا''۔ ۝

۝ ''اِمام ابوحنیفہ نے اِسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے کہ جو شخص اِمام کے حکم سے کہیں گیا ہو یا ٹھہر گیا ہو اُس کا حصّہ بھی مالِ غنیمت میں لگایا جائے''۔

۶۸ بخاری شریف جلد ا ص ۴۴۲۔

(تیسیر الباری جلد۴ص ۲۷۴ من وعن)۔☆

☆ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل کی تخریج قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے کیا کرتے تھے۔آپ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کے مطابق مسائل بیان فرماتے تھے اور قرآنِ مجید وسُنّتِ مبارک پر عمل پیرا تھے۔آپ سُنّتِ مبارک زندہ رکھنے اور زندہ فرمانے کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔

حضرت اِمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان:

''حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وضو کے مستحبات میں سے ایک مستحب چھوٹ جانے سے چالیس سال کی نمازیں قضاء کیں''۔مکتوبات مجدّد الف ثانی حصہ اوّل مکتوب نمبر ۲۹۔

ولی اللہ اور حکم اِلٰہی:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'فرماتے ہیں:سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِیْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِیْ، ثُمَّ قَالَ لِیْ: يَاحَكِيْمُ، اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى [۶۹]''میں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا تو آپ ﷺ نے مجھے دیا میں نے پھر مانگا آپ ﷺ نے پھر دیا آپ ﷺ نے فرمایا:''یا حکیم''(سُنتا ہے)یہ(دنیا کا روپیہ پیسہ دیکھنے میں)ہرا بھرا(ذائقہ میں)شیریں(میوے کی طرح)ہے جو اِس کو دل کی سیر چشمی(بے طمعی)سے لے اُس کو تو برکت نہ ہوئی مثل اُس شخص کے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا

---

[۶۹] بخاری جلد ۱ص ۴۴۴' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۶۳' مسند احمد جلد۳ص ۴۰۲' دارمی جلد۲ص ۳۱۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۱۹۶' مستدرک حاکم جلد۲ حدیث نمبر۳' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۰۴۱' ۱۶۴۰۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۴۲' شرح السنۃ جلد۳ص ۳۸۸۔

اور اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے''۔

حضرت حکیم بن حزام ؓ فرماتے ہیں' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَأُ اَحَدًا بَعْدَکَ شَیْئًا حَتّٰی اُفَارِقَ الدُّنْیَا ''اُس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپ ﷺ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا حتیٰ کہ دنیا سے مفارقت کر جاؤں''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق ؓ اپنے دورِ خلافت میں حضرت حکیم بن حزام ؓ کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے تو وہ اُسے قبول کرنے سے اِنکار کر دیتے، پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر ؓ کا دورِ خلافت آیا تو آپ اُن کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے تو وہ وظیفہ قبول کرنے سے اِنکار کر دیتے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر ؓ نے لوگوں سے خطاب کیا: یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْن ''اے مسلمانو کے گروہ'' میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اِس مال سے (حضرت) حکیم بن حزام (ؓ) کا حق اُس کے سامنے پیش کرتا ہوں' وہ نہیں لیتے' غرض (حضرت) حکیم بن حزام (ؓ) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بعد اپنی وفات ہونے تک کسی سے کچھ نہ لیا بلکہ محنت ومشقت سے کما کر اُس پر گزر کیا''۔ ۝

۝ ''حضرات صوفیاء اور علماء کا اِس میں اختلاف ہے کہ اگر بن مانگے' اللہ کسی بندے کے ہاتھ سے اُس کو پہنچائے تو اُس کا لے لینا افضل ہے یا نہ لینا اور اپنی مشقت سے کمانا۔ اور اصل یہ ہے کہ ہر شخص کی حالت اور موقع اور وقت کے اِعتبار سے اِس میں حکم دینا چاہئے۔ اگر حاجت اور ضرورت ہو اور قلب یہ کہے کہ یہ مال حلال میں سے لایا ہے' تب لے لینا افضل ہے۔ اگر حاجت نہ ہو یا قلب یوں کہے کہ یہ مال مشتبہ ہے تو نہ لینا افضل ہے۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ کے پاس فیروز جنگ نے ایک لاکھ روپیہ نذرانہ بھیجا۔ سب واپس کر دیا۔ اُس نے عرض کیا آپ نہیں لیتے تو خیر فقراء اور مساکین کو تقسیم کر

دیجئے۔ فرمایا گیا' میں تمہارا داروغہ تھوڑا ہی ہوں کہ تمہارا مال تقسیم کروں۔ یہاں سے اپنے گھر تک فقیروں کو بانٹتے جاؤ سب تقسیم ہو جائے گا۔ بادشاہ دہلی نے جاگیر کی سند مرتب کر کے مرزا صاحب کے پاس بھیجی' سند کو چاک کر ڈالا اور بادشاہ کو یہ لکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ اور تمہارے پاس دُنیا کا ساتواں حصہ یعنی ایک اقلیم ہے تم بیچارے مجھ کو کیا دیتے ہو۔ پھر ایسا خیال نہ کرنا۔ باوجود اِس کے مرزا صاحب اپنے بعض مریدوں سے جو غریب ہوتے روپیہ آٹھ آنہ نذرانہ قبول کر لیتے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ کوئی نذرانہ لاتا ہے تو میں خدا کی طرف رجوع ہوتا ہوں حکم ہوتا ہے تو لے لیتا ہوں ورنہ واپس کر دیتا ہوں"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۲۸۷ من وعن) ☆

☆ یہ اَفراد جماعتِ اولیاء اللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اہلسنّت و جماعت قابلِ صد تحسین اور قابلِ صد مبارک باد ہیں کہ وہ اُن لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کی عظمتوں اور شانوں کے قائل ہیں۔ بعض لوگ اولیاء اللہ کی طرح طرح سے مخالفت کرتے رہتے ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں' مومنین (اولیاء اللہ) کی قبریں جنت کا باغ ہیں جب کہ یہ ناسمجھ فرقہ پرست بزرگانِ دین کی قبروں کو شرک کا اَڈہ کہہ کر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مخالفت سوائے بدبختی اور شقاوت اور محرومی کے کچھ نہیں۔

منافقوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہُ الکریم محفوظ فرمائے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' غزوۂ حنین کے دن نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بعض لوگوں کو تقسیم میں زیادہ مال غنیمت عطا فرمایا جیسے (حضرت) اقرع بن حابس (رضی اللہ عنہ)' اُنہیں سو اُونٹ عطا فرمائے اور (حضرت) عیینہ بن حصن (رضی اللہ عنہ) کو بھی اُتنے ہی عطا فرمائے اور عرب کے کئی اَشراف کو اِسی طرح تقسیم میں زیادہ عطا فرمایا۔ اُس وقت ایک منافق شخص (معتب بن قشیر) کہنے

لگا۔ وَاللّٰہِ ھٰذِہِ الْقِسْمَۃُ مَا عُدِلَ وَمَا أُرِیْدَ بِھَا وَجْہُ اللّٰہِ ۷۰ ''خدا کی قسم اِس تقسیم میں نہ اِنصاف ہوا اور نہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی خوشنودی اور رضامندی کا خیال ہوا''۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے (اُس شخص کی بات سن کر) کہا میں تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ضرور اِس کی خبر دوں گا۔ اور میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ یَعْدِلِ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ''اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) اِنصاف نہیں کریں گے تو پھر کون اِنصاف کرے گا؟'' اور فرمایا: رَحِمَ اللّٰہُ مُوْسٰی قَدْ اُوْذِیَ بِاَکْثَرَ مِنْ ھٰذَا فَصَبَرَ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) پر رحم فرمائے۔ اُن کو لوگوں کے ہاتھوں اِس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن صبر کیا''۔ ۝

۝ ''آپؐ نے اُس منافق کو سزا نہ دلوائی کیونکہ وہ مکر گیا ہوگا یا صرف ایک شخص یعنی عبداللہ بن مسعودؓ نے اُس کی بات سنی تھی اور ایک آدمی کی گواہی پر جرم ثابت نہیں ہوسکتا یا آپؐ نے اُسے سزا دینا مصلحت نہ سمجھا ہو۔ غرض خدا ایسے منافقوں سے محفوظ رکھے۔ اِن مردودوں نے پیغمبرؐ صاحب کو بھی نہ چھوڑا حالانکہ ایسا اِنصاف کرنے والا ساری دُنیا میں کوئی پیدا نہ ہوا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۲۹۳ من عن) ☆

☆ منافق کی پہچان:

اِس حدیث شریف اور تشریح سے پتا چلا کہ جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر اعتراض کرے، وہ منافق ہے۔ چاہے وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذات پر اعتراض کرے یا صفات پر یا آپ ﷺ کے علم وکمالات پر، ایسا شخص کبھی مومن نہیں ہوسکتا۔ علامہ بغوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، اِمام سدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، رسولِ کریم

۷۰ بخاری جلد۱ ص۴۴۶، دلائل النبوۃ جلد۵ ص۱۸۴، کنز العمال حدیث نمبر۳۱۵۷۲_۳۲۳۶۲۔

رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ فِیْ صُوَرِهَا فِی الطِّیْنِ کَمَا عُرِضَتْ عَلٰی آدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ یُّؤْمِنُ بِیْ وَمَنْ یَّکْفُرُ فَبَلَغَ ذَالِکَ الْمُنَافِقِیْنَ فَقَالُوْا اِسْتِهْزَاءً زَعِمَ مُحَمَّدٌ اَنَّهٗ یَعْلَمُ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَنْ یَّکْفُرُ فَمَنْ لَّمْ یَخْلُقْ بَعْدَ فَمَنْ مَّعَهٗ وَمَا یَعْرِفُنَا فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ''میری اُمت میرے سامنے اپنی شکلوں میں طینی (خمیر کی) کی حالت میں لائی گئی جیسے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے سامنے (اُن کی تمام نسل) لائی گئی اور جولوگ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور جو ایمان نہیں لانے والے، سب مجھے بتا دیئے گئے اِس فرمان کی اِطلاع منافقین کو پہنچی تو وہ مذاق کرتے ہوئے بولے (حضرت) محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے کہ جولوگ اَبھی پیدا بھی نہیں ہوئے اُن میں کون مومن ہوگا اور کون غیر مومن' (حضرت) محمد (ﷺ) اُن سب سے واقف ہیں اور ہم اُن کے ساتھ رہتے ہیں۔ اِس کے باوجود ہم کو نہیں پہچانتے''۔

منافقوں کے اِس قول کی خبر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے منبر مبارک پر کھڑے ہوکر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ؟ لَاتَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَةِ اِلَّا نَبَّاْتُکُمْ بِهٖ ''اُس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے علم پر طعن کرتی ہے؟ تم اپنے زمانے سے قیامت تک جو چیز مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا (پوچھ کر دیکھو)''۔ اِس پر (حضرت) عبداللہ بن حذافہ سہمی (رضی اللہ عنہ) نے کھڑے ہوکر پوچھا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مَنْ اَبِیْ ؟ میرا باپ کون ہے؟ فَقَالَ حُذَافَةُ فرمایا: ''حذافہ''۔ اِس کے فوراً بعد (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْآنِ اِمَامًا وَّبِکَ نَبِیًّا فَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللّٰهُ عَنْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ هَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ

ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ اے ''ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہ) کے رَبّ (وحدہٗ لا شریک) ہونے پر، اِسلام کے دینِ (برحق) ہونے پر، قرآنِ مجید کے اِمام واجب العمل کتاب ہونے اور آپ ﷺ کے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہونے پر راضی ہیں (یعنی دِل وجان سے مانتے ہیں) آپ ﷺ ہم کو معاف فرما دیجئے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ شانہ) آپ ﷺ کے درجے بلند فرمائے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کیا تم باز آ گئے۔ کیا تم باز ہوئے۔ پھر آپ ﷺ منبر شریف سے اُترے''۔

اِس پر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے آیتِ مبارک نازل فرمائی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُوْلِهٖ ۚ .... ۲ے ''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) چن لیتا ہے اپنے رسولوں (علیہم السّلام) میں سے جسے چاہتا ہے''۔

آیتِ قرآنی کی تفسیر اور حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوئی کہ منافقین نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم پر طعن کرتے ہیں اور یہ لوگ مردُود ہیں۔ قرآنِ مجید میں اِن کی بُری خصلتوں اور اَنجام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اور آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے۔ (۲) ایمانداروں کو دھوکہ دینے والے۔ (۳) یہ فسادی ہیں۔ (۴) مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ (۵) مومنین سے تمسخر کرتے ہیں۔ (۶) ہدایت کے بدلے گمراہی کے خریدار۔ ۳ے منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔ (۷) منافقین کو فقہ نہیں ہوتی۔ ۴ے (۸) منافقین رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس نہیں جاتے اور سر پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں وہاں نہیں جانا ۵ے (کئی کہتے ہیں وہاں نہ جانا)۔ (۹) منافقین جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ۶ے (۱۰) منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ ۷ے

۱ے مظہری جلد۲ص۱۸۵، خزائن الفرقان زیرآیت۔ ۲ے آل عمران: ۱۷۹۔ ۳ے البقرہ: ۸تا۱۴۔ ۴ے المنافقون: ۷۔ ۵ے المنافقون: ۵۔ ۶ے المنافقون: ۱۔ ۷ے النسآء: ۱۴۵۔

(۱۱) غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کے تین نفروں میں سے دو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نسبت کہتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آجائیں گے کتنا بعید خیال ہے اور ایک نفر بولتا تو نہ تھا مگر اُن دو کی باتوں کو سن کر ہنستا تھا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کو طلب فرما کر اِرشاد فرمایا: تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا' ہم راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دِل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ اِس پر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے منافقوں کے بارے میں فرمایا: يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ..... وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ ۸۷

(۱۲) ''منافق ڈرتے ہیں کہ اُن کے متعلق کوئی ایسی سورۂ (مبارک) نازل نہ ہو جو اُن کے دِلوں کی چھپی باتیں جتادے۔ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں ہنستے جاؤ، اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کو ضرور ظاہر فرمانا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے۔ اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ (ﷺ) اُن سے پوچھیں تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل کر رہے تھے (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں: کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اور اُس کی آیات (مقدسہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) سے ہنستے ہو؟۔ بہانے نہ بناؤ، (۱۳) تم مسلمان ہو کر پھر کافر ہو چکے۔ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اَوروں کو عذاب دیں گے اِس لئے کہ وہ مجرم تھے۔ (۱۴) منافق مرد اور منافقہ عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں، (۱۵) بُرائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں (۱۶) اپنی مٹھی بند رکھیں۔ (۱۷) وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُنہیں چھوڑ دیا۔ (۱۸) بے شک منافق پکے فاسق ہیں۔ (۱۹) اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے منافق مردوں اور منافقہ عورتوں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ اُنہیں بس ہے اور (۲۰) اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم

۸۷ التوبہ: ۶۴ تا ۶۸۔

کی اُن پر لعنت ہے اُن کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے"۔

کافر دغاباز اور خبرِ غیب:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ: أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی غَزْوَةِ تَبُوْکَ وَهُوَ فِی قُبَّةٍ مِّنْ أَدَمٍ فَقَالَ: اُعْدُدْ سِتًّا بَیْنَ یَدَی السَّاعَةِ: مَوْتِی، ثُمَّ فَتْحُ بَیْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ مَوْتَانٌ یَأْخُذُفِیْکُمْ کَعُقَاصِ الْغَنَمِ، ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰی یُعْطَی الرَّجُلُ مِائَةَ دِیْنَارٍ فَیَظَلُّ سَاخِطًا، ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا یَبْقَی بَیْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ، ثُمَّ هُدْنَةٌ تَکُوْنُ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ بَنِی الْأَصْفَرِ فَیَغْدِرُوْنَ فَیَأْتُوْنَکُمْ تَحْتَ ثَمَانِیْنَ غَایَةً تَحْتَ کُلِّ غَایَةٍ اثْنَاعَشَرَ اَلْفًا ۹؎ "حضرت عوف بن مالک (اشجعی صحابی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میں تبوک کی لڑائی میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چمڑے کے خیمہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ نشانیاں ہوں گی اُن کو گن رکھ۔ ایک تو میری وفات، دوسرے بیت المقدس کی فتح، تیسرے عام وبا ہوگی جو بکریوں کی ناک کی بیماری کی طرح تم میں پھیل جائے گی (یعنی طاعون کی بیماری)، چوتھے مال کی کثرت اِتنی کہ کسی شخص کو سو اشرفیاں دیں گے جب بھی ناراض رہے گا، پانچویں ایک بلا جو عرب کے ہر گھر میں گھس جائے گی، چھٹے تم میں اور نصاریٰ میں صلح ہوگی۔ پھر نصاریٰ عہد شکنی کریں گے۔ اور اَسی ۸۰ جھنڈے لئے تم سے لڑنے آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے تلے بارہ ہزار (یعنی کل نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج) ہوگی۔ ۝

۝ "پہلی دوسری نشانی تو پوری ہو چکی، تیسری کہتے ہیں کہ وہ بھی ہو چکی یعنی طاعون عمواس جو حضرت عمرؓ کی خلافت میں آیا جس میں ہزاروں مسلمان مر گئے، چوتھی

۹؎ بخاری جلد ۱ ص ۴۵۰، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۴۳۰، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۷۔۲۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۲۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۴۵، مستدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۵۴۷، جلد ۴ حدیث نمبر ۴۱۹، ۴۲۳، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۱۲، تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۷۷۰۔

نشانی بھی ہو چکی مسلمان روم اور ایران کی فتح سے مالدار ہو گئے تھے۔ پانچویں نشانی کہتے ہیں ہو چکی یعنی حضرت عثمانؓ اور بنی امیہ کا فتنہ۔ چھٹی نشانی اَبھی نہیں ہوئی' قیامت کے قریب ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے بڑی جنگ قسطنطنیہ کا فتح ہونا، دجّال کا نکلنا یہ سب چھ مہینے کے اَندر ہوں گی۔ اِس حدیث سے اِمام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ دغابازی کرنا کافروں کا کام ہے اور قیامت کی ایک نشانی ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۱۳ من وعن) ☆

خبرِ غیب:

☆ قیامت کے قرب میں یہ مذکورہ بالا علامات ظاہر ہوں گی۔ ''قعاص'' بکریوں کی ناک کی بیماری ہے جس سے اُن کے ناک سے پانی بہنے لگتا ہے اور وہ اَچانک مر جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث شریف میں چھ علامات میں سے پانچ ظاہر ہو چکی ہیں۔ ایک جناب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی وفات' دوم بیت المقدس کا فتح ہونا' سوم موتان۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ''طاعون کی بیماری'' پڑی جسے طاعون عمواس کہا جاتا ہے۔ اِس بیماری سے تین روز میں ستر ہزار انسان شہید ہوئے تھے۔ چہارم دولت کا عام ہو جانا۔ یہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔ جبکہ فتوحاتِ کثیرہ سے بہت مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ پنجم فتنہ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات جن میں ہزاروں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) شہید ہوئے اور چھٹی علامت اَبھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت بیان کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہرقل کی اَولاد سے روم میں ایک بادشاہ پیدا کرے گا جس کا نام ''صمارہ'' ہوگا! جب مسلمانوں کا مشرکوں پر غلبہ ہوگا تو وہ حضرت سیّدنا مہدی علیہ السلام سے صلح کرے گا اور صلح کی مدت سات سال ہوگی۔ حضرت سیّدنا مہدی علیہ السلام رومیوں پر جزیہ مقرر کریں گے اور کسی ذمی کا احترام باقی نہ رہے گا اور وہ ذلیل وخوار اور رسواء ہوں گے۔

اُن کی صلیب کو توڑ دیا جائے گا پھر مسلمان دمشق جائیں گے اور کچھ وقت اِسی طرح گذرے گا۔ اچانک ایک رومی متوجہ ہوگا اور رومیوں کے لڑکے اور لڑکیوں کو قید و بند میں مسجون پائے گا۔ وہ صلیب کو اُٹھا کر بلند آواز سے کہے گا جو صلیب کی عبادت کرنے والا ہے وہ اِس کی مدد کرے۔ ایک مسلمان کھڑا ہوگا وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ اور کہے گا اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہی غالب ہے۔ اُس وقت رومی عہد شکنی کریں گے اور صلح ختم ہو جائے گی۔ پھر روم کے بادشاہ خفیہ طور پر جمع ہوں گے اور مسلمانوں کے ملک پر حملہ کریں گے جبکہ مسلمان اُن کی طرف سے غافل ہوں گے اور وہ صلح ہی خیال کئے ہوں گے کیونکہ عہد شکنی رومیوں کی طرف سے ہوگی۔ وہ ۸۰ جھنڈے لے کر انطاکیہ پہنچیں گے جبکہ ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔ اُس وقت حضرت سیّدنا مہدی علیہ السلام شام، حجاز، کوفہ، بصرہ اور عراق کی طرف پیغام بھیجیں گے اور اُن سے مدد طلب کریں گے۔ مشرق والے تو یہ جواب دیں گے کہ ہمارا دشمن خراسان سے حملہ آور ہوا ہے ہم اِس دھندے میں مشغول ہونے کے باعث مدد نہیں دے سکتے جبکہ کوفہ اور بصرہ سے کچھ مدد ملے گی وہ اُن کو ہمراہ لے کر دمشق پہنچیں گے حالانکہ رومیوں نے وہاں چالیس روز کی اَقامت میں بہت فتنہ وفساد اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم مسلمانوں کو صبر دے گا اور وہ اُن کے مقابلہ میں نکلیں گے اور اُن سے گھمسان کی جنگ ہوگی۔ بے شمار مسلمان شہید ہوں گے اور یہ ہولناک منظر ہوگا جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت عرب قبائل میں سے چار قبائل سلیم، فہد، غسان اور طی مرتد ہو کر رومیوں سے مل جائیں گے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم مسلمانوں کو اِستقلال اور نصرت واِعانت عطا فرمائے گا اور کافروں پر اپنا قہر وغضب نازل کرے گا۔ اُس وقت کے مسلمان تمام مخلوق سے بہتر ہوں گے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے مخلص بندے ہوں گے۔ اُن میں کوئی منافق نہ ہوگا۔ پھر مسلمان روم کے علاقہ میں داخل ہوں گے اور نعرہ ہائے

تکبیر بلند ہوں گے۔ تو اُن کے قلعوں کی دیواریں گرنے لگیں گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اپنی قدرت کا اِظہار فرمائے گا۔ مسلمان کافروں پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور بے شمار اَموالِ غنیمت اُن کے ہاتھ لگے گا۔ اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیں گے۔ حضرت سیّدنا مہدی علیہ السلام کی حکومت چالیس سال رہے گی۔ اُس کے بعد اَچانک فوت ہوجائیں گے!۔ (تفہیم البخاری جلد۴ص ۷۲۲، بحوالہ عینی شرح بخاری)

صلح حدیبیہ اور اَدب واِحترام:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَعْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ، وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ، وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ أَحَدًا، قَالَ: فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَكَتَبَ: هَذَا مَا قَضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَتَابَعْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتُبْ: هَذَا مَا قَضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: أَنَا وَاللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، وَأَنَا وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: وَكَانَ لَا يَكْتُبُ، قَالَ: فَقَالَ: لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللَّهِ لَا أَمْحَاهُ أَبَدًا، قَالَ: فَأَرِنِيهِ، قَالَ: فَأَرَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتِ الْأَيَّامُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا: مُرْ صَاحِبَكَ فَلْيَرْتَحِلْ، فَذَكَرَ ذَلِكَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ ارْتَحَلَ ۸۰ "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جب عمرہ کا اِرادہ فرمایا تو مکہ مکرمہ کے کافروں سے مکہ مکرمہ میں آنے کی اِجازت چاہی۔ اُنہوں نے یہ شرط رکھی کہ آپ ﷺ وہاں تین

۸۰ بخاری جلد۱ص ۴۵۲، تیسیر الباری جلد۴ص ۳۱۸، تفہیم البخاری جلد۴ص ۷۸۰۔

راتوں سے زیادہ نہ رہیں۔ اور ہتھیار غلافوں میں رکھیں اور مکہ مکرمہ میں سے کسی کو (اپنے پاس) نہ بلائیں یہ شرطیں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھنا شروع کیں اور صلح نامہ کے شروع میں یوں لکھا یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا۔ اِس پر قریش کے کافر کہنے لگے اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکتے کیوں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان بن جاتے۔ یوں لکھئے یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو (حضرت) عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے ہیں' نے فیصلہ کیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم میں عبداللہ کا بیٹا ہوں اور خدا کی قسم میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں لکھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ مٹا دو۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: خدا کی قسم میں تو اِس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا مجھ کو دکھاؤ یہ لفظ کہاں ہے؟ اُنہوں نے دکھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُس کو مٹا دیا۔ خیر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور تین دن گزر چکے تو مشرک لوگ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اب اپنے صاحب (یعنی نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہو (شرط کے موافق) کوچ کریں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا بہتر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے کوچ کیا''۔ ۝

۝ ''یہ فرمانا حضرت علیؓ کا عدول حکمی اور مخالفت کے طور پر نہ تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور خیر خواہی اور جوشِ اِیمان کی وجہ سے تھا اِس لئے کوئی گناہ حضرت علیؓ کے اُوپر نہ ہوا۔ یہاں سے شیعہ کو سبق لینا چاہئے کہ جیسے حضرت علیؓ نے محض محبت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے خلاف کیا۔ ویسا ہی حضرت عمرؓ

نے بھی قصہء قرطاس میں آنحضرت ﷺ کی تکلیف کے خیال سے کتاب لکھی جانے میں مخالفت کی۔ دونوں کی نیّت بخیر تھی۔

کار پاکاں را قیاس از خود بگیر

ایک جگہ حسنِ ظن کرنا اور دوسری جگہ بدظنی صریح بے اِیمانی اور بدنفسی ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۱۹ من وعن)

جن وانس اور ملائکہ اللہ والوں کے محکوم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ [۸۱] "بے شک جب اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں (بندے) سے محبت کرتا ہوں تو تُو بھی اُس سے محبت فرما۔ پھر (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) اُس سے محبت کرتے ہیں پھر وہ آسمانوں میں آواز دیتا ہے کہ فلاں (بندہ) اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا محبوب ہے تم بھی اُس سے محبت کرو۔ لہٰذا تمام آسمانوں والے اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اُس کے لئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے" (پھر جن وانس کے دِلوں میں اُس کی محبت پیدا کر دی جاتی ہے)

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسی مضمون میں کہا ہے

از خدا گشتی ہمہ چیز از تو گشت
از خدا کشی ہمہ چیز از تو رفت

---

[۸۱] بخاری حدیث نمبر۶۶۴۰، مسلم حدیث نمبر۲۶۳۷، شرح السنۃ جلد۶ ص۴۵۹، مسند احمد جلد۵ ص۲۵۹، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۱۹۶۷۳، کنز العمال حدیث نمبر۲۹۱۲۔

''جن چیزوں سے خود پروردگار عالم کو محبت ہے اُن کو اپنی حفاظت کے لئے نہ فوج اور سامان درکار ہے نہ عمل عملیات کی حاجت۔ دُنیا کے سارے جاندار جن اور انس اور ملائکہ اُس کے محکوم ہیں۔۔۔'' (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۴۳ من وعن)

آپ ﷺ کا دیکھنا معجزہ:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰى مَا لَا اَرٰى تُرِيْدُ النَّبِيُّ ﷺ ۸۲ ''اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیکھو یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) کھڑے ہیں) تجھے سلام کہتے ہیں۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (پھر عرض کیا) آپ ﷺ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۴۶)

فرشتوں کا اُترنا اور جمع ہوتے دیکھنا' نگاہِ حبیب ﷺ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَلْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَفِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَقَالُوْا تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ آمِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَآءِ فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۸۳ ''فرشتے زمین پر آتے جاتے رہتے ہیں کچھ رات کے فرشتے کچھ دن کے فرشتے اور فجر اور عصر

---

۸۲ بخاری حدیث نمبر ۳۷۶۸' تیسیر الباری جلد۴ص ۳۴۶' تفہیم البخاری جلد۵ص ۴۰' مشکوٰۃ حدیث ۶۱۸۷' مرقاۃ جلد۱۱ص ۳۳۱' مسلم حدیث نمبر ۲۴۴۷' ترمذی حدیث نمبر ۳۷۸۱' نسائی حدیث نمبر ۳۹۵۳' مجمع الزوائد جلد۸ص ۳۳۔ ۸۳ تیسیر الباری جلد۴ص ۳۴۹' تفہیم البخاری جلد۵ص ۴۴' مسند احمد جلد۲ص ۳۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱ص ۴۶۵۔

کی نماز میں دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جو فرشتے رات کو زمین پر رہے تھے وہ (صبح کے وقت) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اُن سے پوچھتا ہے۔ (حالانکہ وہ جانتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو دیکھ اور سن رہا ہے) تم نے میرے بندوں کو کیا کرتے چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں جب ہم نے اُن کو چھوڑا اُس وقت بھی نماز پڑھ رہے تھے اور جب اُن کے پاس گئے اُس وقت بھی وہ نماز میں تھے۔ فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں پھر دونوں آمین آپس میں موافق پڑیں تو آمین کہنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔ ☆

☆ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرشتوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی گفتگو کو سماعت فرماتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتاتے ہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ اَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ○ ''میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے''۔

دو وقت جنت اور دوزخ کا نظارہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَاِنَّهٗ یُعْرَضُ عَلَیْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ فَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ [۸۴] ''جب تم میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو صبح وشام (ہر روز) اُس کو دو وقت اُس کا ٹھکانا (جہاں آخرت میں رہے گا) دکھلایا جاتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو بہشت اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ'' (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۶۰) ☆

☆ کتنی واضح حدیث شریف ہے کہ مرنے کے بعد فوت شدہ اِنسان کو دو وقت جنت اور دوزخ دکھلائی جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم چاہے تو مرنے سے پہلے بھی دکھا سکتا ہے۔

---

[۸۴] بخاری جلد ۱ ص ۴۶۰، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۴۶۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَأَیْتُ اَکْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءُ وَاطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَأَیْتُ اَکْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءُ ۸۵ "میں نے بہشت کو جھانک کر دیکھا تو جو (دُنیا میں) محتاج تھے (یعنی فقراء) اُنہی لوگوں کو زیادہ پایا اور جب دوزخ میں نظر کی میں نے وہاں اکثر عورتیں دیکھیں"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۶۱)

☆ اِسلام فرقہ پرستوں کا دین نہیں جو من مانیاں کرتے پھرتے ہیں اِسلام اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا دین ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی (ﷺ) کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا۔ یہ توہینِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور ربِّ ذوالجلال والاکرام کی قدرت کا اِنکار ہے۔ مذکورہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوار کے پیچھے کیا آپ ﷺ تو آسمانوں کے پیچھے جنت کا نظارہ فرماتے ہیں اور دوزخ بھی آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

جب سرکارِ کائنات ﷺ نے محولہ بالا اِرشاد فرمایا تو کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اِنکار واِعتراض نہیں کیا۔ اُن کا ایمان تھا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ آسمانوں کے پیچھے بھی دیکھتے ہیں اور زمین کے نیچے بھی دیکھتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ اَیسا ایمان اور عقیدہ ہر مسلمان کو نصیب فرمائے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔

بادل کا سایہ:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ (ﷺ) پر اُحد کے دن سے بھی سخت دن کبھی آیا ہے؟ فرمایا: لَقَدْ لَقِیْتُ مِنْ قَوْمِکِ مَا لَقِیْتُ وَکَانَ اَشَدُّ مَا لَقِیْتُ مِنْهُمْ یَوْمَ

---

۸۵ بخاری جلد۱ص ۴۵۰، تیسیر الباری جلد۴ص ۳۶۱، تفہیم البخاری جلد۵ص ۶۰، مرقاۃ جلد۹ص ۴۲۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۲۳۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۶۰۲۔۲۶۰۳، مسلم حدیث نمبر ۲۹۷۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۲۳، مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۲۶۱، دارمی جلد۲ص ۴۳۷، مسند احمد جلد۲ص ۲۶۹، ۳۵۹، ۲۳۴۔

الْعَقَبَةِ ''میں نے تمہاری قوم سے سخت تکالیف کا سامنا کیا اور لوگوں سے سخت تکلیف جو میں نے پائی وہ عقبہ کے دن تھی''۔ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِیْ عَلَی ابْنِ عَبْدِ یَا لِیْلَ بْنِ عَبْدِ کُلَالٍ فَلَمْ یُجِبْنِیْ اِلٰی مَا اَرَدْتُ ''جس دن میں نے اپنے آپ (ﷺ) کو ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا۔ اُس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا۔ (یعنی اُس نے اِسلام قبول نہ کیا) میں غمناک ہو کر سیدھا چلا''۔ اَبھی مجھے اِفاقہ نہ ہوا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ''قرن ثعلب'' میں ہوں۔ فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْهَا جِبْرَئِیْلُ فَنَادَانِیْ ''میں نے اپنا سر اُٹھایا تو مجھے ایک بادل نظر آیا جو مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اور اُس میں (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے۔ اُنہوں نے مجھے پکارا''۔ اور عرض کیا: اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے وہ سن لیا جو آپ (ﷺ) کی قوم نے آپ (ﷺ) سے کہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے (مَلَکُ الْجِبَال) کو بھیجا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں' فَسَلَّمَ عَلَیَّ ''اُس نے مجھے سلام عرض کیا''۔ اور عرض کیا ''یا محمد'' (صلی اللہ علیک وسلم) ذٰلِکَ فِیْمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَیْهِمُ الْاَخْشَبَیْنِ ''(اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے) جس کے متعلق آپ ﷺ چاہیں جو چاہیں میں ویسا ہی کر دوں۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں اِن کافروں پر دو سخت پہاڑ توڑ ڈالتا ہوں یا اِن دونوں پہاڑوں کو ملا دیتا ہوں''۔ یہ سب کچل دیئے جائیں گے''۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: بَلْ اَرْجُوْا اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ یَّعْبُدُاللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا یُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا ۸۶ ''بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُن کی پشتوں سے وہ لوگ نکالے گا جو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی عبادت کریں گے اور

۸۶ بخاری جلد ا ص ۴۵۸ حدیث نمبر ۳۲۳۱' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۵۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۸۴۸' مسلم حدیث نمبر ۱۷۹۵' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۵۲۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۸۲۔

کسی کو اُس کا شریک نہیں بنائیں گے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۵۴)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: رَأَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ مُوْسٰی رَجُلًا اٰدَمَ طُوَالًا جَعْدًا کَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَرْبُوْعًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ سَبْطَ الرَّأْسِ وَرَأَیْتُ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِیْ اٰیَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِیَّاهُ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِقَائِهٖ ۸۷''جس رات مجھے معراج (شریف) ہوا' میں نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھا وہ گندمی رنگ والے' دراز قد اور گھنگر یالے بالوں والے ہیں۔ گویا قبیلہ شنوٗہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ درمیانہ قد، درمیانے اعضاء والے، سُرخ وسفید رنگ اور سیدھے بالوں والے ہیں۔ اور میں نے اُس فرشتے کو دیکھا جو دوزخ کا داروغہ ہے اور دَجّال کو دیکھا یہ سب اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی نشانیاں ہیں جو مجھے دِکھلائیں۔ فرمایا: تمہیں اُس کی ملاقات میں شک نہیں کرنا چاہئے''۔ ☆

☆ اَیسے حضرات جو بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ''ہماری مثل ہیں''۔ ایک تو اِن کے پاس اپنی مثل کہنے کی کوئی دلیل نہیں دوسرے وہ اِس حدیث شریف میں غور کر کے بتائیں کبھی اُنہیں معراج ہوا اور معراج کے موقعہ پر اُنہوں نے اَنبیاء کرام علیہم السّلام کو دیکھا۔ کیا اُن کی دوزخ کے داروغہ سے ملاقات ہوئی۔ نیز کیا اُنہوں نے دَجّال کو دیکھا۔ یہ حضرات آنکھیں بند کر کے غلط لوگوں کی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ سوچ کی صلاحیتوں سے کام نہیں لیتے۔ اگر

---

۸۷ بخاری جلد۱ص ۴۵۹' تیسیر الباری جلد۴ص ۳۵۷' تفہیم البخاری جلد۵ص ۵۵' مسلم حدیث نمبر ۱۶۵' مسند احمد جلد۱ص ۲۵۹۔ ۲۴۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۱۲' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۷' ابویعلی جلد۱ص ۱۱۹' مرقاۃ جلد۱۰ص ۳۹۰' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۱۲۲' دلائل النبوۃ جلد۲ص ۳۸۶۔

غور وفکر کریں اور عظمت وشان مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا مطالعہ کرلیں تو ممکن ہے غلط لوگوں کی تقلید چھوڑ کر اچھے لوگوں کی راہ پر چل پڑیں۔ جب تک یہ لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اپنے جیسا سمجھتے رہیں گے۔ خواہ لاکھوں کتابیں پڑھ لیں یہ کوہلو کے بیل کی طرح ہی رہیں گے۔ منزل حاصل نہیں ہوسکتی۔ کہاں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کہاں یہ بے چارے مرضِ جہالت کے مریض بے خبر۔ آپ ﷺ تو جنت ودوزخ کا حال اپنی نورانی آنکھوں سے دیکھ کر بتاتے ہیں۔

عقیدۂ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک مرتبہ ہم لوگ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَهٗ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَکٰی عُمَرُ وَقَالَ اَعَلَیْکَ اَغَارُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۸۸ ”میں سو رہا تھا میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں، ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے (وہاں موجودہ لوگوں نے یا ملائکہ نے) عرض کیا یہ محل (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ مجھے اُن کی غیرت کا خیال آیا۔ میں پیچھے کی طرف واپس آگیا۔ یہ سن کر (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) رو پڑے اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا میں آپ (ﷺ) پر غیرت کرسکتا ہوں؟“۔ ۝

۝ ”معلوم ہوا کہ بہشت موجود ہے، پیدا ہوچکی ہے۔ وہاں ہر ایک بہشتی کے مکانات اور سامان وغیرہ سب تیار ہیں۔ حضرت عمرؓ کا قطعی بہشتی ہونا اِس حدیث سے اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ حضرت عمرؓ خوشی کے مارے رو دیئے اور یہ

۸۸ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۰، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۶۱، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۶۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۷، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۱۳، مسلم حدیث نمبر ۲۳۹۵۔

جو کہا کیا میں آپؐ پر غیرت کروں گا؟ اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ تو میرے بزرگ اور میرے مرّبی ہیں۔ میری بیبیاں سب آپؐ کی لونڈیاں ہیں۔ غیرت تو برابر والے سے ہوتی ہے نہ کہ مالک اور مربی سے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۶۱، من وعن) ☆

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنبیاء کرام علیہم السلام کا خواب حق ہوتا ہے۔ حضرت اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ ذکر کی کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا بیداری اور خواب میں دیکھنا برابر ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں اور میں نے اُس میں ایک لونڈی دیکھی تو پوچھا کس کی ہے؟ تو فرشتوں نے عرض کیا یہ (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کی ہے۔ حضرت علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: رَأَیْتُ اِمْرَءَ ةَ شَوْهَاءَ اور شَوْهَاءَ کا معنی خوبصورت ہے جس کا منہ وسیع ہو۔ کیونکہ جنت میں عمل نہیں لہٰذا وضو بھی نہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں ''تتوضاء'' ہی ہے۔ یعنی وہ عورت وضو کر رہی تھی اور اُس عورت کا وضو کرنا' اِس لئے تھا کہ اُس کا حسن زیادہ ہو جائے اور اُن کی نورانیت میں اِضافہ ہو جائے۔ میل کچیل کے اِزالہ کے لئے وضو نہ تھا کیونکہ جنت میں میل کچیل نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم (تفہیم البخاری جلد۵ص۶۱)۔

خبرِ غیب اور اِیمان بالغیب:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْخَیْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِی السَّمَاءِ ثَلَاثُوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَةٍ مِّنْهَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَهْلٌ لَّا یَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ ۸۹ ''(جنت

۸۹ بخاری جلد۱ص۴۶۰' تیسیر الباری جلد۴ص۳۶۲' تفہیم البخاری جلد۵ص۶۲' کنز العمال حدیث نمبر۳۹۲۹۷' مصنف ابن ابی شیبہ (طبع قدیم) جلد۱۳ص۱۰۶۔۱۰۳' (طبع جدید) جلد۸ص۷۱۔

میں) خیمہ ہے جو اندر سے خالی موتی ہے جس کی بلندی اُوپر کو تیس میل تک ہے۔ اِس کے ہر کونے میں مسلمانوں کو ایسی بیبیاں ملیں گی جن کو دوسرے لوگ نہیں دیکھیں گے'' ۝ (جن کو اُن کے سوا کوئی نہ دیکھ سکے گا)۔ اِس حدیث شریف کو حضرت عبدالصمد اور حضرت حارث بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی حضرت ابوعمران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اِس میں تیس میل کی جگہ ساٹھ میل مذکور ہے۔

۝ ''کیونکہ اِس ڈیرے کے اندر دوسرے مرد نہیں جائیں گے اور جائیں گے بھی تو ڈیرے کی وسعت کے سبب سے یہ عورتیں نظر نہ پڑیں گی''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۶۲ من وعن) ☆

☆ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں عورتیں جو حوروں اور دنیاوی عورتوں پر مشتمل ہیں وہ مردوں سے زیادہ ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں جنت کا خیمہ ایک موتی ہے جس کے ستر دروازے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خیمہ کے لفظ میں اِس آیت کی طرف اشارہ ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ ''حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشیں''۔ (تفہیم البخاری جلد۵ص ۶۲ شرح حدیث نمبر ۳۰۳۱ من وعن)

بہشت، غیب اور اِیمان بالغیب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَالَ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ ۹۰ (السجدۃ:۱۷) ''اللہ (تبارک

۹۰ بخاری جلد۱ص ۴۶۰، تیسیر الباری جلد۴ص ۳۶۲، مرقاۃ جلد۱۰ص ۲۸۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۱۲، مسلم حدیث نمبر ۲۸۲۴، ترمذی حدیث نمبر ۳۱۹۷، ابن ماجہ ص ۴۳۲۸، دارمی جلد۲ص ۴۳۲، مسند احمد جلد۲ ص ۳۱۳، ۴۶۶، مجمع الزوائد جلد۱۰ص ۴۱۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۶۹، قرطبی جلد۷ جز۱۴ حدیث نمبر ۱۰۷

وتعالیٰ جَلَّ جلالہٗ) فرماتا ہے' میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (بہشت میں) وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں، کسی کان نے نہیں سنیں، کسی آدمی کے خیال میں نہیں گزریں' اگر تم چاہو تو (سورۃ السجدہ) کی یہ آیت پڑھو۔ (ترجمہ) ''تو کسی جی کو نہیں معلوم' آنکھ کی ٹھنڈک اُن کے لئے چھپا رکھی ہے''۔ یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ بہشت موجود ہے اور تیار ہے۔ ''جنت کی نعمتوں سے بشر ہی مستفید ہوتے ہیں۔ اِس لئے حدیث شریف میں بشر کو خصوصیات سے ذکر کیا ہے۔ بظاہر حدیث کے اَلفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نفس بھی جنت کی نعمتوں پر مطلع نہیں اور نہ ہی کوئی ملکِ مقرب اور نہ ہی نبی مُرسل مطلع ہے۔ لیکن سیّد عالم ﷺ اِس عموم سے خارج ہیں اور آپ ﷺ جنتِ نعیم پر مطلع ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نمازِ کسوف میں جنت اور اُس کے پھل دیکھے اور اُن کو دُنیا میں لانا چاہا اور بعض مصالح کی خاطر یہ اِرادہ ترک فرما دیا۔ اِس کے علاوہ یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ جنت میں تشریف لے گئے اور اُس کی نعمتوں کا معائنہ فرمایا۔ نیز جنت آپ ﷺ کے نور سے ہے تو اِس کی نعمتوں کا آپ ﷺ سے اِخفا کیسے ممکن ہے؟ (تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۶۳)

جنت کی غیبی خبریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ الَّذِيْنَ عَلٰى اَثَرِهِمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ اِضَاءَةٍ قُلُوْبُهِمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَاخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِىءٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يُرٰى صُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَّا يَسْقُمُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبْصُقُوْنَ آنِيَتُهُمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَقُوْدُ

مَجَاهِرِهِمُ الْأُلُوَّةُ قَالَ اَبُو الْيَمَانِ يَعْنِي الْعُوْدَ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْاَبْكَارُ اَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ اَنْ أَرَاهُ تَغْرُبَ ۹۱ (آدمیوں) کا پہلا گروہ جو بہشت میں جائے گا اُن کی صورتیں چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گی۔ اُن لوگوں کو نہ تھوک آئے گا نہ رینٹھ نہ پاخانہ کریں گے۔ اُن کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے۔ کنگھیاں بھی سونے چاندی کی اور انگیٹھیوں میں سے عود کی خوشبو نکل رہی ہوگی۔ پسینے میں سے مشک کی خوشبو پھوٹے گی۔ ہر بہشتی کے پاس دو بیویاں ایسی نازک اور خوبصورت ہوں گی جن کی پنڈلی کا گودا (مغز) گوشت سے دکھائی دے گا۔ بہشتی لوگوں میں نہ اِختلاف ہوگا نہ دِلوں میں بغض، سب ایک دِل ہوں گے۔ صبح وشام اللہ (ﷻ) کی تسبیح کہیں گے (بطور لذّت کے نہ عبادت کے)۔ ۝

۝ ''اُن لوگوں کو نہ تھوک آئے گا نہ رینٹھ، نہ پاخانے کی حاجت ہوگی، اُن کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ صفحہ ۳۶۴ من وعن) ☆

☆ کیا کوئی کلمہ گو مسلمان کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو کل کی خبر نہیں ہوتی؟ ہرگز نہیں! مومن مسلمان کا عقیدہ ہے کہ میرے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ربّ ذوالجلال والاکرام نے جنت کے حالات وواقعات اور بعد میں ہونے والے معاملات کا بھی علم عطا فرمایا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا لَيَدْخُلَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ لَّا يَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وَجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةِ الْبَدْرِ ۹۲ ''کہ ہماری اُمت میں سے ستر ہزار آدمی یا سات لاکھ آدمی

۹۱ بخاری جلد۱ ص۴۶۰، تیسیر الباری جلد۴ ص۳۶۳۔ ۹۲ بخاری جلد۱ ص۴۶۱، تیسیر الباری جلد۴ ص۳۶۴۔

(بہشت میں) اِس طرح داخل ہوں گے کہ سب ایک ساتھ (آگے پیچھے نہ ہوں گے) اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے"۔
(تیسیر الباری جلد۲ صفحہ۳۶۴)

اِسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَّسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ يَقْطَعُهَا "بہشت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں اگر سوار نوسو برس تک چلتا رہے سایہ ختم نہ ہو (یہ درختِ طوبیٰ ہے)۔" (تیسیر الباری جلد۲ صفحہ۳۶۵)

ہمارے پیر و مرشد:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءُوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءُوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ نَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ؟ قَالَ بَلٰى وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ [۹۳] "بہشتی لوگ اپنے سے بلند کمرے والوں کو اُوپر اِس طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو۔ آسمان کے کنارے مشرق یا مغرب میں دیکھتے ہو کیونکہ اُن میں سے ہر ایک دوسرے سے افضل ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ تو پیغمبروں علیہم السلام کے مقام ہوں گے اور کوئی ایسے (بلند) مقاموں میں کہاں پہنچ سکے گا؟ فرمایا پیغمبر علیہم السلام بھی ہوں گے اور قسم اُس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ (عزوجل) پر ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا سمجھے۔

۝ "یہ لوگ اپنے اپنے پیغمبروں کے طفیل میں ایسے بلند مقاموں میں پہنچیں

[۹۳] تیسیر الباری جلد۴ ص ۳۶۷، بخاری جلد۱ ص ۴۶۱۔

گے۔ ہمارے پیرومرشد حضرت شیخ احمد مجدد پر بعضے لوگوں نے طعن کیا ہے کہ اُنہوں نے اپنے مقام اَیسے بیان کئے ہیں جو پیغمبروں سے بھی اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ اِس کا جواب اِس حدیث سے نکل آتا ہے کیونکہ اولیاء اللہ آنحضرت ﷺ کے خادم خاص اور اولش خوار ہوتے ہیں اور خادم اپنے مخدوم کی طبیعت اور طفیل میں کبھی اَیسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جو اِس سے بڑے درجوں والوں کو نہیں ملتا مثلاً بادشاہی حجام یا چرن بردار نہلانے والا' پاؤں دبانے والا بادشاہ کے اَیسے قریب پہنچ جاتا ہے کہ وہاں وزیر' امیر' جو اِس سے نہایت عالی درجہ رکھتے ہیں نہیں پہنچ پاتے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۳۶۷ من وعن) ☆

☆ اہلسنّت وجماعت کسی کو پیرومرشد کہیں تو مقلد اور بدعتی اور پیر پرست کہلائیں اہلحدیث کسی کو پیرومرشد کہیں تو توحید پرست برقرار رہیں۔ اِس کا نام تعصب وکینہ ہے اور بات سچ ہے کہ حق حق ہی ہوتا ہے اگر کسی کو بلند مقام ملے گا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے طفیل اور تصدق۔ کاش اہلحدیث اِن حقائق کو تسلیم کر کے ''سیدھا راستہ'' اپنالیں اور فرقہ پرستی اور تعصب وکینہ کو چھوڑ کر دردمند اور مخلص مسلمان بن جائیں۔

طبیبِ اعظم ﷺ کا فرحت بخش نسخہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ مَّكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَهُ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ** ۹۴ ''جب

۹۴ بخاری جلد۱ص ۴۶۳' تیسیر الباری جلد۴ص ۳۷۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۲۹' مسند احمد جلد۲ ص ۲۴۳' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۱۳۱' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۳۰۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص ۵۰۱' شرح السنۃ جلد۲ص ۴۵۷' مسلم حدیث نمبر ۷۷۶-۲۰۷۔

کوئی تم میں سے سو جاتا ہے تو شیطان اُس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ پر یہ اَفسوں پھونک دیتا ہے اَبھی بڑی رات پڑی ہے سوتا رہ۔ پھر اگر وہ آدمی جاگا (شیطان کی نہ سنی) اور اللہ (جَلَّ جلالہٗ) کی یاد کی تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اگر نماز (تہجد یا فجر) پڑھی تو تیسری گرہ کھل کر سب گرہیں کھل جاتی ہیں اور صبح کو خوش مزاج دل خوش رہتا ہے ورنہ بدمزاج ست (کاہل وجود)۔ ۞

۞ ''یہ حدیث کیا ہے گویا تمام صحت اور فرحت کے نسخوں کا خلاصہ ہے۔ تجربہ سے بھی اَیسا ہی ثابت ہوا ہے جو لوگ تہجد کے وقت یا صبح سویرے اُٹھ کر طہارت کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اُن کا سارا دن چین اور آرام اور خوشی سے گزرتا ہے اور جو لوگ صبح کو دن چڑھے تک سوتے پڑے رہتے ہیں وہ اکثر بیمار اور ست کاہل رہتے ہیں۔ تمام حکیموں اور ڈاکٹروں نے اِس پر اتفاق کیا ہے کہ صبح سویرے بیدار ہونا اور صبح کی ہوا خوری کرنا صحت اِنسانی کے لئے بے حد مفید ہے۔ میں کہتا ہوں جو لوگ صبح سویرے اُٹھ کر طہارت سے فارغ ہو کر نماز اور ذکر اِلٰہی میں مصروف رہتے ہیں اُن کو اللہ تبارک وتعالیٰ رزق کی وسعت دیتا ہے اور اُن کے گھروں میں بے حد برکت اور خوشی رہتی ہے اور جو لوگ صبح کی نماز نہیں پڑھتے دن چڑھے تک سوتے رہتے ہیں وہ اکثر افلاس اور بیماری میں مبتلا رہتے ہیں اُن کے گھر میں نحوست پھیل جاتی ہے۔ اگرچہ سب نمازیں فرض ہیں مگر فجر کی نماز کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہئے کیونکہ دنیا کی صحت اور خوشی اس سے حاصل ہوتی ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۷۶-۳۷۷) ☆

☆ ''ہم لوگ امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ سے ڈگریاں لے کر آنے والے طبیبوں پر بڑا اِعتقاد رکھتے ہیں اور اُن کے بیش قیمتی نسخے بھی اِستعمال کرتے ہیں پھر بھی یقین نہیں ہوتا کہ شفاء ہوگی یا نہیں اور بعض اَوقات اِن ڈاکٹروں کے نسخوں کا اُلٹ اثر ہو جاتا ہے اور کئی دفعہ اَیسا بھی ہوتا ہے کہ مریض مر جاتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ کائنات کے تمام حکیموں طبیبوں اور ڈاکٹروں کے نسخوں سے عالی شان نسخہ جات،

طبیب اعظم حبیبِ خدا ﷺ کے ہیں جن کا نہ تو کوئی منفی اثر ہے اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے اور ہاں! صرف دُنیا ہی کے فوائد نہیں ہیں۔ بلکہ اُخروی اور اَبدی فوائد ہیں بھی اِس لئے ہر اہل ایمان کو اپنے پیارے محبوب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی باتوں پر یقین کرنا چاہئے اور بلا چون وچرا اُن پر عمل کرنا چاہئے۔

اہلسنّت کی بات اِس لئے نہیں مانی جاتی کہ فرقہ پرستی کا خاتمہ ہوتا ہے۔ نیک لوگوں سے دُعا کرانا اور نیک لوگوں کے پاس جا کر دُعا کرنا کسی لحاظ سے روح اِسلام کے منافی نہیں اور یاد رہے نیک لوگ زندگی میں بھی نیک ہوتے اور اِس دارِ فانی سے عالمِ برزخ اور عالم بقا کی طرف چلے جانے کے بعد نیک ہی رہتے ہیں ویسے بھی مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے اور وہاں دُعا کی قبولیت اور اَہمیت میں اِضافہ ہو جاتا ہے۔

شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا جو ساری رات صبح تک سوتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ذَاکَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنَیْهِ اَوْ قَالَ: فِیْ اُذُنِهٖ ۹۵ ''اُس شخص کے دونوں کانوں میں یا ایک کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے''۔ ☆

☆ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا ہے۔ کہاں وہ گھر سویا اور کہاں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دیکھا اور اِرشادِ مبارک فرمایا۔

قیامت کے دن گواہ خبرِ غیب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں' اِنِّیْ اَرَاکَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَةَ فَاِذَا کُنْتَ فِیْ غَنَمِکَ وَبَادِیَتِکَ فَاَذَّنْتَ

۹۵ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۱' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۷۷' مسند احمد جلد ۱ ص ۴۲۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۵' کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۳۸۲۔

بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۹۶ ''میں دیکھتا ہوں کہ جب تم جنگل اور بکریوں میں رہو اور نماز کی اذان دو تو بلند آواز سے اذان دو اس لئے کہ موذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں کے جن اور انسان اور ہر چیز قیامت کے دن اُس کے گواہ بنیں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے''۔

☆ اِس حدیث شریف میں قیامت کے دن کی خبر دی گئی ہے۔

علم مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ! نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ' وَأَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ ۹۷ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکوہ کیا۔ کہنے لگی' اَب تو میرا حال یہ ہے کہ (گرمی کی شدت سے) میں خود اپنے تئیں کھا رہی ہوں۔ اُس وقت اُس کو (سال بھر میں) دو بار سانس لینے کی پروردگار نے اِجازت دے دی ایک سانس (اندر کو) جاڑے میں اور ایک سانس (باہر کو) گرمی میں۔ تم جو گرمی میں سخت حرارت دیکھتے ہو اور جاڑے میں سخت سردی اِس میں بھی یہی سبب ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۷۱)

اَمر بالمعروف اور دوزخی کا حال:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے: يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ

۹۶ بخاری جلد۱ ص۴۶۵' تیسیر الباری جلد۴ ص۳۹۰۔ ۹۷ بخاری جلد۱ ص۴۶۲' تیسیر الباری جلد۴ ص۳۷۱۔

فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ: اَیْ فُلَانُ مَا شَأْنُکَ؟ اَلَيْسَ كُنْتَ يَامُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ وَاَنْهٰكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ ۹۸ ''قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اُس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ دوزخ میں اُس کی ساری انتڑیاں نکل پڑیں گی اور اُن کے اِردگرد ایسے چکر کاٹے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ اُس پر دوزخی جمع ہو جائیں گے۔ اور کہیں گے' اے فلاں! تیرا یہ حال کیوں ہے؟۔ تُو تو (دُنیا میں) ہمیں اَچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور بُری باتوں سے منع کرتا تھا۔ وہ کہے گا' بے شک میں تمہیں اچھی بات کا حکم کرتا تھا مگر خود (عمل) نہ کرتا تھا اور تم کو بُری باتوں سے منع کرتا تھا اور خود بُری بات (اور بُرے کام) کرتا تھا''۔

یہاں اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنے والے کی مثال اور حقیقتِ حال اور اَنجام بیان کیا گیا ہے اور قیامت کے دن اَیسے شخص کے ساتھ ہونے والے سلوک کو بیان کیا گیا ہے۔ اِس بیان پر اِعتقاد کرنا عینِ ''ایمان'' ہے اگر اِسے نہ مانیں گے تو عینِ ''بے اِیمانی'' ہے۔

نارِ دوزخ بھی غیب ہے' اُس کا علم' علمِ غیب ہے:

نارِ دوزخ' جنت کی طرح ایک حقیقت ہے' جس کا اقرار عینِ ''اِیمان'' ہے اور جس کا اِنکار عین ''بے اِیمانی'' ہے۔ نارِ دوزخ کیا ہے؟ اِس کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے دینے سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دوزخ اور نارِ دوزخ کو ملاحظہ فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:۔ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ

۹۸ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۲' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۷۳' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۷۹' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۰۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۹۵' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۲۴' کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۰۲۳' درمنثور جلد ۱ ص ۶۵

قِيلَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَا فِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا ۹۹ ''تمہاری (دُنیا کی) آگ' دوزخ کی آگ کے ستر حصّوں میں سے ایک حصّہ (گرم) ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دُنیا ہی کی آگ جلانے کے لئے کافی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دوزخ کی آگ اِس سے اُنہتر حصّہ زیادہ کردی گئی ہے۔ اُن میں سے ہر حصّہ میں اُتنی ہی گرمی ہے''۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری آگ کی حرارت دوزخ کی آگ کے ستر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔ ابنِ ماجہ میں مرفوع روایت ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ سے ستر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔ اگر یہ پانی سے بار بار بجھائی جاتی تو تم اُس سے نفع حاصل نہ کر سکتے اور یہ آگ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) سے دُعا کرتی ہے کہ اِسے دوبارہ دوزخ میں داخل نہ کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اِس آگ کو سمندر میں دس بار ڈالا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دُنیا کی آگ کے متعلق پوچھا گیا کہ آگ کس شے سے پیدا کی گئی ہے' تو اُنہوں نے جواب دیا' یہ دوزخ کی آگ سے پیدا کی گئی ہے اور اِس کو سمندر کے پانی سے ستر بار دھویا گیا ہے۔ وگرنہ لوگ اِس کے قریب جانے پر قادر نہ ہوتے کیونکہ یہ دوزخ کا حصّہ ہے دُنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا سترھواں حصّہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دُنیا کی آگ جسے لوگ جلاتے ہیں' کو جمع کیا جائے تو یہ دوزخ کی آگ کا ایک حصّہ ہوتی ہے اور دوزخ کی آگ اِس آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن منذر علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا جب آگ کو پیدا کیا گیا تو تمام فرشتے گھبرا گئے اور اُن

۹۹ بخاری جلد۱ص۴۶۲' مسلم حدیث نمبر۲۸۴۳' دارمی جلد۲ص۴۳۸' حدیث نمبر۲۸۴۸' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر۵۹۳' ترمذی حدیث نمبر۲۵۸۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۶۶۵' ابن ماجہ حدیث نمبر۴۳۸۱' مرقاۃ جلد۱۰ص۳۳۶' مسند احمد جلد۲ص۳۱۳' تفہیم البخاری ۷۸۔

کے دِل خائف ہوئے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اُن کو کچھ سکون ہوا اور حضرت میمون بن مہران علیہ الرحمہ نے کہا جب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے دوزخ کی آگ کو پیدا فرمایا تو اُس کو حکم فرمایا کہ سانس لے تو اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حکم سے ایک بار سانس لیا تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے منہ کے بل گر گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُن سے فرمایا: اپنے سر اُٹھاؤ کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے تم کو اِطاعت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور دوزخ کی آگ کو نافرمانوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا' اے پروردگارِ عالم ہمیں اِس میں جلنے والے دکھا' پھر ہمیں سکون ہوگا اور ہمارے دِل مطمئن ہوں گے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ ''وہ اپنے رب کے خوف میں ڈرتے ہیں''۔

حضرت صفوان بن یعلی علیہ الرحمہ نے اپنے والد سے روایت کی اُنہوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو منبر شریف پر یہ تلاوت فرماتے سنا: وَنَادَوْا يَا مَالِكُ ''دوزخی آوازیں دیں گے یا مالک''۔[۱۰۰]

''مالک'' دوزخ کے خازن ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ' جو دوزخ پر مامور ہیں۔ دوزخی اُن کو ندا دیں گے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے ہماری خلاصی کی درخواست کریں تو وہ ایک ہزار سال کے بعد اُن کو جواب دیں گے۔ مت بکواس کرو تم دوزخ میں ہمیشہ رہو گے اُس وقت وہ بلند آوزوں سے رونے لگیں گے جیسے گدھا بلند آواز نکالتا ہے۔

سورج کیسے نکلتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ، وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ

[۱۰۰] تفہیم البخاری ۹ے تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۷۳' بخاری جلد ۱ ص ۴۶۲۔

الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَى شَيْطَانٍ اَوِ الشَّيْطَانِ لَا اَدْرِىْ اَىَّ ذٰلِكَ قَالَ هِشَامٌ ۱۰۱ ''جب سورج کا اُوپر والا کنارہ نکل آئے تو نماز نہ پڑھو حتیٰ کہ سورج چمکنے لگے اور جب سورج کا اُوپر والا کنارہ ڈوب جائے تو نماز چھوڑ دو۔ حتیٰ کہ وہ پورا غائب ہو جائے اور سورج کے طلوع وغروب کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نہیں جانتا' حضرت ہشام علیہ الرحمہ نے شیطان کا سر کہا یا شیطانوں کا''۔ ☆

☆ سورج کیسے نکلتا ہے اُس کو نکلتے ہوئے دیکھنا اور شیطان کے سینگوں کو دیکھنا اور سورج کو شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلتا ہوا دیکھنا یہ شانِ مصطفیٰ کریم ﷺ ہے۔

شیطان کو بھاگتے دیکھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا نُوْدِىَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهٗ فُرَاطٌ فَاِذَا قُضِىَ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِىَ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْاِنْسَانِ وَقَلْبِهٖ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى لَا يَدْرِىْ اَثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَاِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلّٰى اَوْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ ۱۰۲ ''جب نماز کے لئے اَذان کہی جائے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ (یعنی آواز کے ساتھ اُس کی ہوا خارج ہوتی ہے) جب اَذان مکمل ہو جاتی ہے تو آجاتا پھر جب تکبیر کہی جائے تو بھاگ جاتا ہے اور جب اَقامت پوری ہو جائے تو پھر آجاتا ہے تو

---

۱۰۱ بخاری جلد۱ ص۴۶۳' تیسیر الباری جلد۴ ص۳۷۸' تفہیم البخاری جلد۵ ص۸۶' مسند احمد جلد۲ ص۱۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر۱۰۳۹' مرقاۃ جلد۳ ص۱۱۱' مسلم حدیث نمبر۸۲۸' نسائی حدیث نمبر۵۷۰۔

۱۰۲ بخاری جلد۱ ص۴۶۴' تیسیر الباری جلد۴ ص۳۸۴' تفہیم البخاری جلد۵ ص۹۳' مسند احمد جلد۲ ص۴۶۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر۶۵۵' مرقاۃ جلد۲ ص۲۳۵' مسلم حدیث نمبر۳۸۹' ابوداؤد حدیث نمبر۵۱۶' نسائی حدیث نمبر۶۷۰' دارمی جلد۱ ص۲۹۵' حدیث نمبر۱۲۰۴' مسند احمد جلد۲ ص۳۱۳۔

اِنسان کے دِل میں (گھس کر) وسوسے اور غلط خیالات ڈالنے لگتا ہے اور کہتا ہے فلاں شے یاد کرو، فلاں شے یاد کرو۔ یہاں تک کہ (نمازی) نہیں جانتا کہ اُس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور جب (نمازی) کو پتا نہ چلے کہ اُس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو سہو کے دو سجدے کر لے''۔

اِس حدیث شریف سے اَذان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے چونکہ اِس میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی وحدانیت واُلوہیت اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی رسالت کی گواہی ہے اور اَذان نماز اور فلاح کی پکار ہے، اِس لئے شیطان کو اِس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اور اِسی لئے شیطان اَذان سن کر بھاگتا ہے۔ شیطان سے مراد اِبلیس لعین ہے۔ میت کو قبر میں داخل کرنے کے بعد اَذان پکارنا مباح اور مستحسن ہے تاکہ میّت برزخ کے عالم میں جاتے ہی توحید ورسالت کی گواہ بن جائے۔ جب کہ سب کا اِتفاق ہے کہ اُس وقت میّت کلام سنتی ہے حتیٰ کہ واپس جانے والوں کے قدموں کی آواز بھی سنتی ہے۔ اُس وقت جب اَذان دی جائے گی تو یقیناً سنے گی اور قیامت میں گواہ بنے گی نیز اِس اَذان پر حدیث شریف میں ممانعت بھی نہیں۔

شیطان پر دسترس اور غلبہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور فرمایا: اِنَّ الشَّیْطَانَ عَرَضَ لِیْ فَشَدَّ عَلَیَّ یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَاَمْکَنَنِی اللّٰہُ مِنْہُ [۱۰۳] ''شیطان میرے سامنے آ گیا مجھ پر اُس نے پورا زور لگایا کہ میری نماز قطع کرے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے مجھے اُس پر قدرت عطا فرمائی اور مجھے اُس پر غالب فرما دیا''۔

جنات اور شیاطین کے اَجسام لطیف ہیں۔ عام اِنسان نہیں دیکھ سکتا، اِسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم فرماتا ہے وہ تم کو دیکھتا ہے اُس کا قبیلہ تم کو دیکھتا

---

[۱۰۳] بخاری جلد ۱ ص ۴۶۴، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۸۳، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۹۳، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۲۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۵۵۔

ہے تم اُن کو نہیں دیکھتے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خصائص میں یہ بات شامل ہے۔ آپ ﷺ کا اِعجاز ہے کہ آپ ﷺ کا جنوں کو دیکھنا ایسا ہے جیسے فرشتوں کو دیکھا کرتے ہیں۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ معمولی عمل سے شیطان سرکش کو ستون کے ساتھ باندھ سکتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰی سَارِیَةٍ مِنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ ''یعنی میرا اِرادہ ہوا میں نے چاہا کہ اُسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں'' حَتّٰی تَصْبَحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ کُلُّکُمْ ''یہاں تک کہ صبح سب تم اُس کو دیکھ لو''۔

شیطانوں کو پھیلتے دیکھنا:

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نگاہِ مبارک کا کیسا کمال ہے؟ جب رات کے اَندھیرے میں شیاطین پھیل جاتے ہیں تو آپ ﷺ اُنہیں ملاحظہ فرماتے ہیں اور لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّیْلُ اَوْ قَالَ کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ بَابَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَوْکِ سِقَائَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ، وَخَمِّرْ اِنَاءَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَیْهِ شَیْئًا [۱۰۴] ''جب رات کا اَندھیرا ہونے لگے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکو کیونکہ اُس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو اُن کو چھوڑ دو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا نام لے کر (بسم اللہ شریف پڑھ کر) دروازہ بند کرلو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا نام لے کر چراغ بجھا دو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ

---

[۱۰۴] بخاری جلد ۱ ص ۴۶۳' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۸۱' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۸۱۔

مجدہٗ الکریم) کا نام لے کر مشکیزہ کو تسمہ لگا دو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کا نام لے کر برتن ڈھانپ دو اگرچہ اُس پر کوئی چیز رکھ دو"۔ ۞

۞ "شیطان سے مراد یہاں شریر جن ہیں بعضوں نے کہا سانپ مراد ہیں۔ اکثر سانپ اُس وقت اپنے بلوں سے ہوا کھانے کے لئے نکلتے ہیں"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۸۱ من وعن) ☆

☆ شیطانوں کے پھیلنے کا سبب یہ ہے کہ روشنی کی نسبت اندھیرے میں اُن کی حرکات زیادہ متمکن ہوتی ہیں اور وہ اندھیرے سے استعانت حاصل کرتے ہیں اور روشنی کو مکروہ جانتے ہیں۔ اسی طرح ہر سیاہ شے کو وہ اچھا جانتے ہیں۔ چراغ بجا دینے کا حکم اِس لئے ہے کہ رات کو جب گھر والے سو رہے ہوں تو چوہا بتی نکال کر لے جاتا ہے اور گھر کو آگ لگنے سے اُن کو جلا دیتا ہے اور اگر گیس اور قندیل یا بجلی کے بلب وغیرہ ہوں جن کا باعث جلنے تک معاملہ نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اُس وقت حکم کی علت نہیں پائی جاتی۔

برتنوں کو ڈھانپنے کے کئی فوائد ہیں۔ وہ شیطانوں اور نجاستوں سے محفوظ رہتے ہیں اور کیڑے مکوڑے اُن میں داخل نہیں ہوتے اور وہ وباء بھی اُن میں داخل نہیں ہوتی جو سال کی ایک رات میں نازل ہوتی ہے اور ننگے برتن میں داخل ہو جاتی ہے۔ جو کوئی اُس برتن میں موجود شئے کھائے یا پیئے وہ بیمار ہو جاتا ہے۔

حدیثِ مبارک میں جو اَحکام بیان کئے گئے ہیں۔ اِستحباب کیلئے ہیں۔ اِنسان کو چاہئے کہ اِن اَحکام پر عمل کرے کیونکہ جو کوئی سیّد عالم ﷺ کے اَمر پر عمل کرتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی مدد سے تکالیف سے محفوظ رہتا ہے اور اگر کوئی عناد سے آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ آپ ﷺ کے اَحکام سے عناد کفر ہے اگر غلطی سے مخالفت ہو جائے اور وہ برتن کو نہ ڈھانپ سکے تو اُس میں کھانے پینے والی شئے کو کھانا حرام نہیں۔ ۱۰۵

۱۰۵ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۸ جز۱۵ ص۱۷۴، تفہیم البخاری جلد۵ ص۸۹۔

شیطانوں کو بھگانے کا طریقہ:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے اُن میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا یَجِدُ لَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ذَهَبَ مَا یَجِدُ عَنْهُ ''میں ایک بات جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ یہ کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ○۔ تو لوگوں نے اُس سے کہا' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے' پڑھو: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔تو کہنے لگا۔ وَهَلْ بِیْ جَنُوْنٌ ۱۰۶ کیا مجھے جنون ہو گیا ہے؟ کیا میں دیوانہ ہوں؟ ○

○ ''وہ سمجھا کہ شیطان سے پناہ جب ہی مانگتے ہیں جب آدمی دیوانہ ہو جائے۔ اَرے غصہ بھی تو دیوانہ پن اور جنون ہی ہے۔ قسطلانی نے کہا شاید یہ منافق یا بالکل گنوار ہوگا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۸۳ من وعن) ☆

☆ علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایسی بات وہ شخص کرتا ہے جس کو دین میں سمجھ نہ ہو۔ اور انوارِ شریعت مکرمہ سے فیض یاب نہ ہوا ہو' اور اُس کا یہ گمان ہوا کہ شیاطین سے پناہ چاہنا صرف جنون والوں کے لئے مختص ہے اور اُس کو یہ علم نہیں کہ غصہ شیطان کی تحریک سے آتا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ شخص منافق ہو یا جاہل بدوی ہو جو آدابِ دربارِ رسالت مآب ﷺ سے واقف نہ ہو۔ دراصل شیطان سے استعاذہ غصہ کو ختم کر دیتا ہے اور شیطان کے ہتھیاروں کو کند کرنے کا یہ بہترین ہتھیار

---

۱۰۶ بخاری جلد۱ص ۴۶۴' تیسیر الباری جلد۴ص ۳۸۵' تفہیم البخاری جلد۵ص ۹۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۸۰' الترغیب والترہیب جلد۳ص ۳۵۰۔۳۵۱' الادب المفرد حدیث نمبر ۴۳۴۔۱۳۱۹' شرح السنۃ جلد۳ص ۱۲۵۔

ہے۔ عطیہ کی حدیث میں ہے۔ غصّہ شیطان سے ہے۔ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ کو پانی سے ہی بجھایا جاتا ہے۔ جب کسی کو غصّہ آئے تو وہ وضو کرے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب اِنسان غُصّہ میں ہو اُس وقت وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے غضب کے بالکل قریب ہوتا ہے۔ حضرت بکر بن عبداللہ علیہ الرحمہ نے کہا' غُصّہ کی آگ کو' دوزخ کی آگ یاد کر کے بجھاؤ۔ جوزی نے "ترغیب" میں حضرت معاویہ بن قرہ علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ اِبلیس کہتا ہے میں اِنسان کے پیٹ میں کوئلہ ہوں جب وہ غُصّہ میں آئے تو میں اِس کو گرم کرتا ہوں جب خوش ہو تو اُس کو خواہش یاد کراتا ہوں۔ ۱۰۷

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو شیطان نے اُن کو ٹھوکا مارنا چاہا تو اُس کا ہاتھ اُن تک نہ پہنچا تو اُس نے حجاب میں ہی ٹھوکا مار دیا۔ حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے یا وہ کپڑا جس میں اُسے لپیٹا جاتا ہے۔ شیطان نے حضرت مریم علیہا السلام سے چارہ جوئی کی تھی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُن کی والدہ حنہ بنت فاقوذ بن ماثان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دُعا کی برکت سے شیطان کو اُن تک نہ پہنچنے دیا کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے کہا تھا' اِنِّیْ اُعِیْذُہَا بِکَ وَذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ حضرت عبدالرزاق علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو سارے شیطان ابلیس لعین کے پاس آ کر کہنے لگے کہ تمام بُت اُوندھے منہ گر گئے ہیں۔ ابلیس نے کہا' کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے تم یہاں ٹھہرو میں اِس کا کھوج نکالتا ہوں۔ شیطان چشم زدن میں ساری دُنیا میں پھر گیا اُس کو کوئی شئے نہ ملی پھر سمندروں میں گھوما وہ کوئی شئے معلوم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر وہ بھاگا تو ایک مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پایا کہ آپ پیدا ہو چکے ہیں اور اُن کو فرشتوں نے ڈھانپا ہوا ہے۔ ابلیس شیطانوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا آج رات ایک نبی (علیہ السلام) پیدا

۱۰۷ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۷۵۔

ہوئے ہیں۔ کوئی بھی عورت حاملہ ہو یا وہ بچہ کو جنم دے تو میں وہاں موجود ہوتا ہوں لیکن اِس خاتون کا مجھے پتا نہیں چلا اور وہ اِس شہر میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے' بتوں کی پوجا سے نا اُمید ہو گئے۔ ۱۰۸

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارۃً کہا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السّلام اِس فضیلت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ حضرت اِمام قرطبی علیہ الرحمہ نے کہا یہ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کا قول ہے۔

صاحبِ تفسیر مظہری نے کہا یہ امر مسلم اور صحیح ہے کہ جناب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے دُعا فرمائی جب اُن کا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نکاح کر دیا۔

''اے اللہ (جَلَّ جلالک) میں (حضرت سیّدہ) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو تیرے ذریعے اور اُس کی اَولاد کو راندے ہوئے شیطان سے پناہ دیتا ہوں''۔ اِسی طرح آپ ﷺ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لئے دُعا فرمائی اور سیّد عالم ﷺ کی دُعا زیادہ مقبول ہے۔

لہٰذا بعض روایات میں جو دُعا کا حصر حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہ حصر اِضافی ہے حقیقی نہیں۔

شیطان کو ہنستا دیکھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلتَّثَاءُبُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّهُ مَااسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ: هَا ضَحِکَ الشَّیْطَانُ ۱۰۹ ''جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے اُس کو روکے (آواز نہ نکلنے دے) اِس لئے کہ جمائی لینے والا جب ہاہا کی آواز نکالتا ہے تو

۱۰۸ تفہیم البخاری جلد۵ص۹۹۔ ۱۰۹ بخاری جلد۱ص۴۶۴' تفہیم البخاری جلد۵ص۹۶' تیسیر الباری جلد۴ص۳۸۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص۲۸۹' مسند احمد جلد۲ص۵۱۷۔

شیطان ہنستا ہے''۔ ۝

۝'' خوش ہوتا ہے کہ آدمی زاد دھوکے میں آ گیا' پیٹ بھر کر کھایا سُست ہوگیا۔ اَب خدا کی عبادت اَچھی طرح نہیں کر سکے گا۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۸۶ من وعن) ☆

☆ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جمائی لینے کو شیطان کی طرف منسوب فرمایا کیونکہ یہ بدن کے بھارا ہوجانے اور اُس کا سُستی اور نیند کی طرف مائل ہونے سے آتی ہے۔ اور اِس کا سبب شیطان ہے۔ کیونکہ وہی نفس کو شہواتِ نفسانیہ کی طرف مائل کرتا ہے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اِس کے سبب سے نفرت دلائی جس سے یہ پیدا ہوتی ہے اور وہ کھانے پینے میں وسعت ہے جس سے اِنسان عبادت کو گراں بار سمجھنے لگتا ہے اور نیک کاموں میں سُستی کرتا ہے۔ جمائی کی حقیقت سانس ہے جس سے منہ زور سے کھلتا ہے تا کہ اِن دونوں ہڈیوں کے عضلات میں رُکے ہوئے بخارات کو نکالے جو معدے کے زیادہ بھر جانے اور بدن بھارا ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ کسی نبی علیہ السلام کو جمائی نہیں آئی کیونکہ اِس کا سبب شیطان ہے اور شیطان کو کسی نبی علیہ السلام پر تسلط حاصل نہیں۔ (تفہیم البخاری جلد۵ ص۹۶)

کیسے عظیم مسلمان تھے؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ ''جب اُحد کی جنگ میں مشرک (پہلے پہل) شکست خوردہ ہوئے اُس وقت اِبلیس لعین یوں چلایا: اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں سے بچو''۔ یہ سُن کر آگے والے لوٹے (اُنہوں نے پیچھے والوں کو جو مسلمان تھے کافر سمجھا، شیطان نے دھوکا دیا اِس لئے کہ مسلمان آپس میں لڑ پڑیں) آگے والے پچھلوں پر ٹوٹ

پڑے اور آپس میں اُلجھ گئے۔ اِتنے میں حضرت حذیفہ بن یمان ؓ نے اپنے والد کو دیکھا (اُن کو مسلمان مار رہے ہیں، قتل کر رہے ہیں) حضرت حذیفہ بن یمان ؓ نے کہا اَیْ عِبَادَ اللّٰہِ اَبِیْ اَبِیْ ''اے اللہ کے بندو! یہ میرے والدِ گرامی ہیں، میرے والد گرامی ہیں''۔ لیکن خدا کی قسم مسلمانوں نے (گھبراہٹ میں) اُن کو نہ چھوڑا، وہ نہ رُکے اور اُنہیں قتل کر دیا۔ آخر حضرتِ حذیفہ ؓ فرمانے لگے غَفَرَ اللّٰہُ لَکُمْ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) تمہیں معاف فرمائے''۔ تم کو بخشے (تم نے ایک مسلمان کو مار ڈالا)۔ حضرت عروہ ؓ فرماتے ہیں: فَمَا زَالَتْ فِیْ حُذَیْفَةَ مِنْهُ بَقِیَّةُ خَیْرٍ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ [۱۱۰] ''حضرت حذیفہ ؓ ہمیشہ اپنے والدِ گرامی کے مارنے والوں کے لئے دُعا اور اِستغفار فرماتے رہے''۔ (کیونکہ اُنہوں نے غلطی سے مار ڈالا تھا)۔ بالآخر (اِسی غم واندوہ میں) وہ فوت ہو گئے، واصل بحق ہوئے''۔ ۝

۝ ''آنحضرت ﷺ کو یہ معلوم ہوا تو حذیفہؓ کو اُن کے باپ کی دیت دلانے لگے لیکن حذیفہؓ نے وہ بھی مسلمانوں کو معاف کر دی۔ سبحان اللہ! صحابہ کرامؓ کی ایک ایک نیکی ہماری عمر بھر کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۸۶ من وعن) ☆

☆ حضرت حذیفہ ؓ کے والدِ ماجد حضرت حسیک بن جابر عبسی ؓ ہیں اور ''یمان'' اُن کا لقب ہے۔ وہ اپنے بیٹے حضرت حذیفہ ؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور غزوۂ اُحد میں مسلمانوں نے ہی قتل کر دیا کیونکہ اُنہوں نے اُسے مشرکین میں سے خیال کیا تھا۔ حضرت حذیفہ ؓ چیختے رہے کہ یہ میرے والدِ گرامی ہیں۔ اِن کو قتل نہ کرو لیکن اُن کی آواز کی شنوائی نہ ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان شہید ہوئے۔ تیمی نے کہا: بَقِیَّةُ خَیْرٍ کا معنی یہ ہے کہ

---

[۱۱۰] بخاری جلد۱ ص۴۶۴، فتح الباری جلد۶ ص۴۱۶، عمدۃ القاری جز۸ جز۱۶ ص۱۷۸، تیسیر الباری جلد۴ ص۳۸۶، تفہیم البخاری جلد۵ ص۹۷۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والدِ ماجد کے قتل سے ہمیشہ غمناک رہے اور اسی غم واندوہ میں وہ فوت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ (تفہیم البخاری جلد۵ ص۹۸)

لیکن کیسی قربانی اور جذبہ اور محبت اسلام ہے کہ درگذر سے کام لیا۔ اور مارنے والوں سے نہ تو دیت لی اور نہ انتقام لیا بلکہ اُن کو معاف کر کے اُن کی بخشش کی دُعا کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔

بُرے خواب سے بچاؤ کا طریقہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ **اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُکُمْ حُلْمًا یُّخَافُہٗ فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِہٖ وَیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہٗ** [۱۱۱] ''اچھا خواب اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی طرف سے ہے جبکہ بُرا اور پریشان (ڈراؤنا) خواب شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے جس سے وہ ڈرتا ہے تو وہ (جاگتے ہی) اپنی بائیں جانب تھوکے اور اُس کی بُرائی سے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی پناہ مانگے کیونکہ اِس طرح وہ اُس کو اذیت نہیں پہنچائے گا''۔ ○

○ ''شیطان چاہتا ہے مسلمان کو رنج ہو اور اپنے مالک کی طرف سے اِس کو بدگمانی ہو''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۳۸۷ من وعن) ☆

جس خواب کی صورت اچھی ہوتی ہے یا تعبیر اچھی ہوتی ہے اُسے رؤیا صادقہ یا صالحہ کہا جاتا ہے اور رؤیا غیر صالحہ حلم ہے یعنی جھوٹ ہے اور یہ شیطان کی طرف منسوب ہے اور شیطانی تصرف سے ہوتا ہے جس سے وہ انسان کو غمناک کرتا ہے۔ اِس لئے بُرا خواب دیکھنے والے کو بائیں طرف تھوکنے کا حکم ہے۔

---

[۱۱۱] بخاری جلد۱ ص ۴۶۵، فتح الباری جلد۶ ص ۴۱۷، عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ ص ۱۷۹، تیسیر الباری جلد۴ ص ۳۸۷۔

وحید الزماں صاحب اہلحدیث نے لکھا ہے: ''شیطان چاہتا ہے مسلمانوں کو رنج ہو''۔ دوسری طرف مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب اہلحدیث نے ''تقویۃ الایمان'' میں ''شرک فی العادت اَحادیث نبویہ کی روشنی میں'' کے باب میں لکھا ہے ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔ یہ لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بے اِختیار مانتے ہیں اور شیطان کو بااختیار مانتے ہیں۔ ''صاحبِ تقویۃ الایمان'' نے اپنے دعوے کے لئے ایک حدیث شریف لکھی ہے۔

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَیْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ [۱۱۲]

حدیث شریف لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے۔

مشکوٰۃ کے ''باب الاسامی'' میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ نے کہ ''پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمدؐ اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط''۔ (من وعن)

آگے فائدہ لکھا ہے:

فائدہ: یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اُس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔ پس اِس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملایئے گو کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو۔ مثلاً یوں نہ بولے اللہ ورسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کیونکہ سارا کاروبارِ جہان اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

محولہ بالا حدیث شریف شرک ثابت کرنے کے لئے بیان کی گئی ہے حالانکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تو تعلیم فرمائی ہے اور ایسا کہنے پر شرک کا فتویٰ نہیں لگایا۔ مزید یہ کہ صاحبِ مشکوٰۃ نے اِس حدیث شریف کو منقطع بیان کیا ہے۔ اور صاحبِ ''شرح السنۃ'' نے بھی اِس حدیث شریف کی سند کو منقطع لکھا ہے۔

---

[۱۱۲] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۰۵، ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۹۸۔

یہ حدیث شریف کئی اور کتب میں بھی موجودہ ہے۔ مسند احمد جلد۵ ص ۷۲، دارمی جلد۲ ص ۲۹۵، مستدرک حاکم جلد۳ ص ۴۰۶، حدیث نمبر ۴۶۳، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۰۸، شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۰۵، مشکوٰۃ حدیث ۴۷۷۹، مرقاۃ جلد۹ ص ۲۸۔

صاحبِ ''تقویۃ الایمان'' نے منقطع حدیث کو نقل کر کے لوگوں کو مغالطہ میں مبتلا کیا ہے اور خود خیانت سے کام لیا ہے کہ شرح السنۃ اور مشکوٰۃ سے حدیث شریف نقل کر کے یہ نہیں لکھا کہ یہ حدیث منقطع ہے [۱۱۳]

صاحبِ ''تقویۃ الایمان'' نے خوفِ خدا نہ ہونے کا ثبوت بھی پیش کیا ہے کہ وہ حدیث شریف جس کی سند منقطع نہیں ہے وہ ترک کردی۔ وہ حدیث شریف جو نام نہاد ''تقویۃ الایمان'' کتاب میں لکھی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل کتب میں اس کے ساتھ ہی وہ حدیث شریف ہے جس کی سند منقطع نہیں ہے۔

مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۷۷۸، مجمع الزوائد جلد۷ ص ۲۰۸، مستدرک حاکم جلد۳ حدیث نمبر ۳۶۲، شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۰۵، مسند احمد جلد۵ ص ۳۸۴، ۳۹۴، ۳۹۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۲۱۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۹ ص ۱۱۷، جلد۱۰ ص ۳۴۶ (طبع قدیم) جلد۷ ص ۹۲، باب ۶۸ حدیث نمبر ۱ جلد۶ ص ۲۶۴، باب ۲۳۱، حدیث نمبر ۲ (طبع جدید) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۸۰، دُرِ منثور جلد۱ ص ۳۵ (طبع قدیم) جلد۱ ص ۸۸ (طبع جدید)۔

محولہ بالا کتب میں وہ حدیث بیان ہے جس کی سند منقطع نہیں۔ وہ حدیث شریف یہ ہے: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَّلٰكِنْ**

---

[۱۱۳] منقطع وہ حدیث ہے جس کے سلسلہ اسناد سے کوئی راوی چھوٹ جائے اور وہ غیر صحابی ہو یا راوی کا ذکر آئے اور ''مجہول الحال ہو''۔ اصطلاحاً وہ حدیث شریف جس کی سند متصل نہ ہو اور انقطاع کی صورت خواہ کوئی ہو، اُسے منقطع کہتے ہیں۔ یعنی ہر وہ سند جس میں سلسلہ روایت کسی بھی مقام پر کسی بھی طور پر متصل نہ رہے، منقطع کہلائے گی۔ یہ انقطاع سند کے شروع میں ہو، آخر میں ہو یا درمیان میں ایک راوی ساقط ہوا ہو یا دو۔

قُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ ''یہ نہ کہو جو چاہا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اور جو چاہا فلاں نے بلکہ یہ کہو جو چاہا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے پھر چاہا فلاں نے''۔

یہاں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ آدابِ تعلیم سکھا رہے ہیں کہ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ واؤ جمع کر کے ساتھ نہ کہو بلکہ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ کہو تا کہ معلوم ہو کہ مشیّتِ الٰہی مقدم ہے اور مشیّتِ عبد تابع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ''جب کسی وعدہ یا آئندہ خبر کو تم اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی مشیّت پر موقوف کرو اور ساتھ ہی کسی اور کے اِرادہ کا بھی ذکر کرو تو رب ومربوب، خالق ومخلوق کے نام واؤ سے نہ ملاؤ کہ اِس میں مساوات کا احتمال ہے بلکہ ''ثم'' کہو کہ ثم کی تراخی سے ربوبیت اور عبدیت کا فرق معلوم ہو جائے۔ رَبِّ ذوالجلال والاکرام کا ذکر پہلے اور بندے کا بعد میں، بیچ میں ثم ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی مشیّت واِرادہ دائمی قدیم ہے اور ذاتی ہے، بندے کی مشیّت حادث ہے اور رب کی مشیّت کے تابع ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ○ (التکویر:۲۹) ''اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) سارے جہانوں کا رب''۔ یعنی تم بغیر پروردگارِ عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔

اِس آیتِ مبارک میں یہ بتایا ہے کہ اِنسان اگرچہ اپنے اِختیاری کام میں مختار ہے لیکن اِنسان کا اِختیار مستقل نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی مشیّت کے تابع ہے۔ دُنیا کا کام ربِّ ذوالجلال والاکرام کی مشیّت واِرادہ سے ہے مگر اُس کی پسندیدگی سے نہیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ فرمانا لَا تَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ اِس فرمان عالی شان میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اِنتہائی تواضع اور غایت درجہ منکسر المزاجی ہے۔ کیونکہ کسی اور کے ذکر کرنے کی بالتبع اجازت فرمائی ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: یَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ [۱۱۴] ''اے عائشہ میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے''۔ یہ ہے تصرف واختیار' یہ ہے حکومت واقتدار' جو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کی تواضع کو بے اختیار اور کچھ نہ کرسکنا بیان کرکے ایمانی اندھے پن کا اظہار ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ سورۃ الکہف میں بیان ہے جنہوں نے کشتی توڑی' بچے کو قتل کیا' اور دیوار بنادی پھر فرمایا: یہ تمام کام میں نے کیوں کئے؟ کشتی کے بارے میں فرمایا:۔ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا ''میں نے چاہا اس کو عیب دار کردوں''۔ لڑکے کے بارے میں فرمایا:۔ فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ○ ''سو ہم نے چاہا کہ اُنہیں اُن کا پروردگار اِس کے بدلے اِس سے بہتر پاکیزگی والا اور اِس سے زیادہ محبت اور پیار والا بچہ عنایت فرمائے''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے محبوب بندوں کی چاہت سے بھی کائنات کا نظام بدلتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم اپنے بندوں کی چاہت کی قدر کرتا ہے یہ نہیں کہ ''رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

شیطان رات کہاں گزارتا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِهٖ [۱۱۵] ''جب کوئی تم میں سے نیند

---

[۱۱۴] شرح السنۃ جلد۴ص۴۰ (طبع جدید) جلد۱۳ص۲۴۸ (طبع قدیم)' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۸۳۵' مجمع الزوائد جلد۹ص۱۹' کنز العمال حدیث نمبر۳۰۲۰۲۸' مرقاۃ جلد۱۰ص۴۹۹۔ [۱۱۵] بخاری جلد۱ص۴۶۵' تفہیم البخاری جلد۵ص۱۰۱' تیسیر الباری جلد۴ص۳۸۹' فتح الباری جلد۶ص۴۱۷' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۵ص۱۸۲۔

سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈال کر سنکے کیونکہ شیطان اُس کی ناک پر رات بسر کرتا ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۸۹) ☆

☆ اِس حدیث شریف سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نگاہ پاک کے کمال کا پتا چلتا ہے کیونکہ آپ ﷺ ہر سونے والے کے ناک میں شیطان کے رہنے کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ نیز اِس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیطان لعین ہر سونے والے کی ناک پر رات بسر نہیں کرتا۔ البتہ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا ذکر کئے بغیر سو جائے اُس کی ناک میں شیطان بسر کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا ذکر کرنے سے اِنسان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

خبرِ غیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یقین:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِنِّیْ اَرَاکَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَةَ فَاِذَا کُنْتَ فِیْ غَنَمِکَ وَبَادِیَتِکَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَکَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [۱۱۶] "میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ جب تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو (جنگل میں بکریوں کو چرانا پسند کرتے ہو) تو جب تم اپنی بکریوں کے ساتھ جنگل میں رہا کرو تو نماز (کے وقت) اَذان پکار لیا کرو جب اَذان پکارو تو بلند آواز سے اَذان پکارا کرو۔ اِس لئے کہ مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی یا پہنچتی ہے وہاں تک کے جن اور انسان' ہر چیز قیامت کے دن اُس (مؤذن) کے گواہ بنیں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے یہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سُنا ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۰)

---

[۱۱۶] بخاری جلد۱ص۴۶۵' تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۰' تفہیم البخاری جلد۵ص۱۰۷' عمدۃ القاری جلد۸جز۱۵ص۱۸۶' فتح الباری جلد۶ص۴۲۳۔

جنات کا وجود:

کتاب وسُنّت سے جنات کا وجود ثابت ہے۔ البتہ جہمیہ، معتزلہ، نیچری اور دہریئے اِن کا اِنکار کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: خَلَقَ اللّٰهُ الْجِنَّ قَبْلَ آدَمَ بِاَلْفَیْ سَنَةٍ وَیُقَالُ عُمُرُوا الْاَرْضَ اَلْفَیْ سَنَةٍ [۱۱۷] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے جنات کو حضرت آدم (علیہ السلام) سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمایا۔ اور ایک روایت کے مطابق دو ہزار سال زمین میں آباد رہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: كَانَ الْجِنُّ سُكَّانَ الْاَرْضِ وَالْمَلَائِكَةُ سُكَّانَ السَّمَاءِ وَهُمْ عَمَّارُهَا [۱۱۸] ''جن زمین میں اور فرشتے آسمان میں رہتے ہیں اور وہ ان میں آباد ہیں''۔

حضرت اسحاق بن بشر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے حضرت جویبر رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اَسناد سے بیان کیا کہ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْجِنَّ وَاَمَرَهُمْ بِعِمَارَةِ الْاَرْضِ فَكَانُوْا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَطَالَ بِهِمُ الْاَمَدُ فَعَصَوا اللّٰهَ وَسَفَكُوا الدِّمَاءَ وَكَانَ فِيْهِمْ مَلِكٌ يُقَالُ لَهٗ يُوْسُفُ فَقَتَلُوْهُ فَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ جُنْدًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ كَانُوْا فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا [۱۱۹] ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے جنات کو پیدا فرمایا اور اُن کو زمین میں آباد ہونے کا حکم دیا وہ بہت عرصہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی عبادت کرتے رہے پھر اُنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی نافرمانی کی اور قتل وغارت گری شروع کر دی۔ اُن میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام یوسف تھا اُس کو اُنہوں نے قتل کر دیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے پہلے آسمان کے

---

[۱۱۷] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ [۱۱۸] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ [۱۱۹] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔

فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا تو فرشتوں کے چار ہزار لشکر نے جنات کو زمین سے باہر نکال دیا۔ اور سمندروں کے جزیروں میں اُن کو بھیج دیا''۔ ۵

۵ ''نیچریوں اور دہریوں نے جہاں فرشتوں کا اِنکار کیا ہے وہاں جنوں کا بھی اِنکار کیا ہے۔ اِن سے تعجب نہیں، تعجب تو اُن لوگوں سے ہے جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور پھر جنوں کے وجود، تصرف اور اَفعال کا اِنکار کرتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا ہے جنوں کا وجود قرآن اور حدیث اور اجماع اُمّت اور تواتر سے ثابت ہے اور فلسفہ اور نیچریوں کا اِنکار، قابلِ اعتبار نہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے دو ہزار برس بیشتر جنوں کو پیدا کیا تھا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۰ حاشیہ نمبر امن وعن) ☆

جنات کس چیز کے بنے ہوئے ہیں؟

قرآنِ مجید میں جنات کی تخلیق سے متعلق ربّ ذوالجلال والاکرام کا واضح اِرشاد ہے۔ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۵ ۱۲۰ ''اور جنات کو خالص بے دھوئیں والے (آگ کے) شعلے سے تخلیق فرمایا گیا''۔

مسلم شریف میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّورٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ ۱۲۱ ''فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنات خالص بے دھواں والے شعلے سے پیدا کئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا گیا''۔ ابلیس یا شیطان یا جن جو آگ کا بنا ہوا ہے اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا: قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۵ ۱۲۲ ''(شیطان ابلیس جن) بولا (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ

۱۲۰ الرحمٰن:۱۵۔ ۱۲۱ عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۵ص۱۸۳۔ ۱۲۲ سورۃ الاعراف:۱۲۔

مجدہٗ الکریم سے کہا) میں (حضرت آدم علیہ السلام سے) بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اُسے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو) مٹی سے بنایا ہے''۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے جنات ناری مخلوق ہیں۔

اِن نصوص قطعیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنوں کی اصل نار ہے اور یہ ناری مخلوق ہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ آگ میں اِتنی خشکی ہے کہ اِس میں زندگی کے لئے وجود ناممکن ہے کیونکہ حیات کے لئے رطوبت کا ہونا ضروری ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اِس پر قادر ہے کہ آگ میں اِس قدر رطوبت پیدا کر دے جو زندگی کے لئے کافی ہے۔

بعض اہلِ علم کہتے ہیں:۔ جَوَّزَ وُجُوْدُ الْحَیَاۃِ مَعَ عَدَمِ التَّنَفُّسِ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَھْلَ النَّارِ وَلَا یَتَنَفَّسُوْنَ ۱۲۳ ''سانس لینے کے بغیر حیات کا وجود ممکن ہے اور اُنہوں نے کہا دوزخی آگ میں سانس نہیں لیں گے''۔

قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے۔ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۱۲۴ ''اور جنات کو اِس سے پہلے ہم نے بے دھوئیں کی آگ سے بنایا''۔ جو اپنی حرارت اور لطافت سے مساموں میں نفوذ کر جاتی ہے''۔ اِس فرمانِ عالی شان سے پہلے ربِّ کائنات نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۱۲۵ ''اور بے شک ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے تخلیق فرمایا جو اَصل میں سیاہ بودار گارا تھی''۔

جنوں کے نام:

جنوں کے مختلف نام (۱) غول (۲) سعلاۃ (۳) عذار (۴) ولہان اور (۵) شق

(۱) ''غول'' وَھُوَ الْعِفْرِیْتُ قَالُوْا اِنَّ الْغُوْلَ حَیَوَانٌ لَّمْ تَحْکُمْهُ الطَّبِیْعَةُ وَاِنَّهٗ لَمَّا خَرَجَ مُنْفَرِدًا تَوَحَّشَ وَلَمْ یَسْتَاْنِسْ وَطَلَبَ

۱۲۳ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ ۱۲۴ الحجر: ۲۷۔ ۱۲۵ الحجر: ۲۶۔

الْقَفَّارَ وَيَتَلَوَّنَ فِيْ ضُرُوْبٍ مِّنَ الصُّوَرِ وَيَتَرَآى فِي اللَّيْلِ وَفِيْ اَوْقَاتِ الْخُلُوَّاتِ لِمَنْ كَانَ مُسَافِرًا وَّحْدَهٗ فَيَتُوْهُمُ اِنَّهٗ اِنْسَانٌ وَيُضِلُّ الْمُسَافِرُ عَنِ الطَّرِيْقِ ۱۲۶ ''غول وہ ایک خبیث جن ہے جب وہ تنہا ہو تو وحشی ہوتا ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا اور جنگلات کا رُخ کرتا ہے اور مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ عموماً رات کو دیکھا جاتا ہے۔ اور مسافروں کو ایسے اوقات میں دکھائی دیتا ہے جبکہ اور کوئی وہاں نہ ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان مسافر کو راہ سے بھٹکاتا ہے''۔

(۲) ''سعلاۃ'' وَهِيَ مُغَايِرَةٌ لِّلْغُوْلِ وَاَكْثَرُ مَا يُوْجَدُ فِي الْفَيَافِيْ اِذَا ظَفَرَتْ بِاِنْسَانٍ تَرَقَّصَهٗ وَتَلْعَبُ بِهٖ كَمَا تَلْعَبُ السَّنَوَّرُ بِالْفَارِ ۱۲۷ ''یہ غول سے مختلف عموماً جنگلات میں پایا جاتا ہے جب کوئی انسان ملے تو اُس کے سامنے رقص کرتا ہے اور جس طرح بلی چوہے کے ساتھ کھیلتی ہے ایسے ہی وہ انسان سے کھیل کود کرتا ہے''۔

(۳) ''عذار'' هُوَ يُوْجَدُ بِاَكْنَافِ الْيَمَنِ وَرُبَمَا يُوْجَدُ فِيْ اَرْضِ مِصْرَ اِذَا عَايَنَهُ الْاِنْسَانُ خَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ''یہ یمن کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اور مصر کی سرزمین پر بھی پایا جاتا ہے جب انسان اس کو دیکھتا ہے تو اسے دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہے''۔

(۴) ''ولہان'' يُوْجَدُ فِيْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ وَهُوَ فِيْ صُوْرَةِ اِنْسَانٍ رَاكِبٌ عَلٰى نَعَامَةٍ يَاْكُلُ النَّاسُ الَّذِيْنَ يَقْذِفُهُمُ الْبَحْرُ ''یہ سمندر کے جزیروں میں پایا جاتا ہے اور ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی انسان اپنے جانور پر سوار ہے اس کی خوراک وہ انسان ہیں جن کو سمندر کنارے پر پھینکتا ہے''۔

(۵) ''شق'' كَنِصْفِ آدَمِيٍّ بِالطُّوْلِ يَظْهَرُ لِلنَّاسِ فِيْ اَسْفَارِهِمْ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّانَسُ بِالْاٰدَمِيِّيْنَ وَلَا يُؤْذِيْهِمْ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّخْتَطِفُ النِّسَآءَ الْاَبْكَارَ وَمِنْهُمْ مَّنْ هُوَ فِيْ صُوْرَةِ الْوَزَغِ وَمِنْهُمْ مَّنْ هُوَ عَلٰى صُوْرَةِ

۱۲۶ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ ۱۲۷ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔

الْکِلَابِ ۱۲۸ ’’یہ نصف آدمی تک لمبا ہوتا ہے عموماً سفر میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ بعض جن آدمیوں سے محبت کرتے ہیں اور اُن کو اذیت نہیں پہنچاتے۔ بعض نوجوان دوشیزہ عورتوں کو اچانک اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔ بعض سانڈوں کی صورتیں اِختیار کرتے ہیں بعض کی صورتیں کتوں کی طرح ہوتی ہیں‘‘۔

جن جسم رکھتے ہیں، اُن کی شکلیں مختلف ہیں:

حضرت قاضی ابویعلی محمد بن حسین بن فراء حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنوں کے جسم مرکب ہیں اور اُن کی شکلیں مختلف ہیں اور وہ لطیف اور کثیف ہوتے ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ: **اِنَّهُمْ اَجْسَامٌ رَقِيْقَةٌ وَلِرِقَّتِهَا لَانَرَاهُمْ** ۱۲۹ ’’جن لطیف ہیں اُن کی لطافت کے باعث ہم اُن کو نہیں دیکھتے‘‘۔ لیکن یہ طاقت اُن کی رویت کی مانع نہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کثیف اَجسام موجود ہوں اور وہ ہم کو نظر نہ آئیں جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے ہم میں اُن کا اِدراک پیدا نہ فرمایا ہو۔ ۱۳۰

حضرت ابوالقاسم اَنصاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت قاضی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ سے حکایت کی ہے کہ **اِنَّمَا رَآهُمْ مَّنْ رَاٰهُمْ لِاَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لَهُمُ الرُّؤْيَةَ وَاِنَّ مَنْ لَّمْ يَخْلُقْ لَهُ الرُّؤْيَةَ لَا يَرَاهُمْ وَاِنَّهُمْ اَجْسَادٌ مُّؤَلَّفَةٌ وَّجُثَّتٌ** ۱۳۱ ’’جس نے جنات کو دیکھا ہے وہ اِس طرح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُس میں رویت کا اِدراک پیدا کر دیا تھا اور جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم اُن کو دیکھنے کی قوت پیدا نہ کرے وہ نہیں دیکھ سکتا اور وہ مرکب اَجسام ہیں‘‘۔ قاضی عبدالجبار معتزلی نے کہا ہے کہ جنوں کے اَجسام لطیف ہیں ہماری نظریں کمزور ہیں۔ اِس لئے ہم اُن کو نہیں دیکھتے۔ اُن کو نہ دیکھنے کی اور کوئی وجہ نہیں اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہماری نظروں میں قوت پیدا کر دے یا اُن کے جسم کثیف ہوں تو ہم اُن کو دیکھ لیں۔ ۱۳۲

---

۱۲۸ عمدۃ القاری جلد ۸ ج ۱۵ ص ۱۸۴۔ ۱۲۹ عمدۃ القاری جلد ۸ ج ۱۵ ص ۱۸۳۔ ۱۳۰ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۰۳۔ ۱۳۱ عمدۃ القاری جلد ۸ ج ۱۵ ص ۱۸۳۔ ۱۳۲ ایضاً۔

کیا جنات کھاتے پیتے ہیں:

اس بارے میں علماء کے مختلف اَقوال ہیں:

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین اَقوال نقل کئے ہیں اور ہر قول کا جواب بھی لکھا ہے۔

(۱) اِنَّ جَمِیْعَ الْجِنِّ لَا یَاْکُلُوْنَ وَلَا یَشْرَبُوْنَ ''تمام جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے''۔ فرماتے ہیں یہ تو ساقط ہے نا قابل اِلتفات ہے۔

(۲) اِنَّ صِنْفًا مِّنْھُمْ یَاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُوْنَ وَصِنْفًا لَّا یَاْکُلُوْنَ وَلَا یَشْرَبُوْنَ ''ان کی ایک قسم کھاتی اور پیتی ہے اور ایک جنس نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے''۔

(۳) جَمِیْعُھُمْ یَاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُوْنَ ''تمام جنات کھاتے اور پیتے ہیں''۔

یہ قول معتبر ہے۔ کھانے پینے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے بعض علماء کہتے ہیں

اَکْلُھُمْ وَشُرْبُھُمْ تَشَمُّمٌ وَّاسْتِرْوَاحٌ لَا مَضْغٌ وَلَا بَلْعٌ وَّ ھٰذَا قَوْلٌ لَا یَدُلُّ عَلَیْہِ دَلِیْلٌ ''کھانا پینا صرف سونگھنا ہے وہ کھانا چباتے اور نگلتے نہیں لیکن یہ قول بلا دلیل ہے''۔ اکثر علماء کہتے ہیں: اَکْلُھُمْ وَشُرْبُھُمْ مَضْغٌ وَّبَلْعٌ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ [۱۳۳] ''یہ (انسانوں کی طرح) کھاتے اور پیتے ہیں، چباتے بھی ہیں اور نگلتے بھی ہیں۔ یہ قول معتبر ہے''۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے جنات کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں۔ کیا اُن کی اَولاد ہوتی ہے اور وہ جیتے مرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ھُمْ اَجْنَاسٌ فَاَمَّا خَالِصُ الْجِنِّ فَھُمْ رِیْحٌ لَّا یَاْکُلُوْنَ وَلَا یَشْرَبُوْنَ وَلَا یَتَنَاکَحُوْنَ وَلَا یَتَوَالَدُوْنَ وَمِنْھُمْ اَجْنَاسٌ یَّاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُوْنَ وَیَتَنَاکَحُوْنَ وَیَتَوَالَدُوْنَ [۱۳۴]

اِن کی اَقسام ہیں۔ خالص جن تو ہوا ہیں، وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ

---

[۱۳۳] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۴۔ [۱۳۴] ایضاً۔

نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی اِن کی اَولاد ہوتی ہے اور بعض اَیسی اقسام ہیں جو کھاتے پیتے بھی ہیں، نکاح بھی کرتے ہیں اور اِن کی اَولاد بھی ہوتی ہے۔

جنوں کی اَقسام:

قَالَ السُّهَيْلِيُّ اَلْجِنُّ ثَلَاثَةُ اَصْنَافٍ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيْثٍ صِنْفٌ عَلٰى صُوَرِ الْحَيَاتِ وَصِنْفٌ عَلٰى صُوْرَةِ كِلَابٍ سُوْدٍ وَصِنْفٌ رِيْحٌ طَيَّارَةٌ اَوْ قَالَ هَفَّافَةٌ ذُوْ اَجْنِحَةٍ وَهُمْ يَنْصُوْرُوْنَ فِي صُوَرِ الْحَيَّاتِ وَالْعَقَارِبِ وَفِي صُوَرِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَفِي صُوَرِ الطَّيْرِ وَفِي صُوَرِ بَنِيْ آدَمَ [۱۳۵]

''حضرت سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جنات کی تین اَقسام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (۱) جنوں کی ایک قسم سانپ ہیں (۲) دوسری قسم کالے کتے ہیں اور (۳) تیسری قسم اُڑنے والی ہوا ہیں یا فرمایا اُن کے پَر ہوتے ہیں اور وہ سانپ، بچھو، اُونٹ، بیل، بکری، گھوڑے، گدھے، پرندے اور اِنسان کی شکل بھی اِختیار کر لیتے ہیں''۔

حضرت قاضی یعلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شیطانوں کو اپنی خلقت کے تغیر پر قدرت نہیں اور نہ ہی مختلف شکلوں میں منتقل ہونے کی اُن کو قدرت ہے۔ جائز ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُن کو اَیسے کلمات کی تعلیم دی ہو جس کے پڑھنے سے وہ دوسری صورت کی طرف منتقل ہو جاتے ہوں۔ بذات خود دوسری شکل اِختیار کرنا اُن کے لئے محال ہے۔ [۱۳۶]

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تھے، وہاں فرشتوں کا کلام سنتے تھے۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد اُن کا وہاں جانا بند ہو گیا اُن پر شہاب مارے جانے لگے۔ تب اُنہیں فکر ہوئی کہ دُنیا میں کون آیا ہے جن کی وجہ سے ہماری بادشاہت ختم ہو گئی ہے؟ اِس جستجو میں اُن کی

---

[۱۳۵] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳۔ [۱۳۶] عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۳، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۰۴۔

مختلف جماعتیں مختلف جوانب نکلیں۔ کچھ جنات مکہ مکرمہ روانہ کئے۔ وہ تقریباً نو تھے اور وہ جنات نصیبین میں رہتے تھے۔ نصیبین دیار ربیعہ کا ایک شہر ہے۔ اور ''انسان العیون'' میں ہے نصیبین شام کے علاقہ کا ایک شہر ہے۔ بعض نے اِسے یمن کا شہر لکھا ہے۔ ۱۳۷

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں:۔ رَفَعْتُ اِلٰی نَصِیْبِیْنَ حَتّٰی رَأَیْتُھَا فَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَذِّبَ نَھْرَھَا وَیُنَضِّرَ شَجَرَھَا وَیُکَثِّرَ مَطْرَھَا ۱۳۸ ''میں نصیبین گیا وہاں میں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی بارگاہ میں دُعا کی (یا اللہ جَلَّ جلالہٗ) اِس شہر کی نہر کا پانی میٹھا فرمادے اور اِس کے درختوں کو پھلدار بنادے اور اِسے بکثرت بارش عطا فرما''۔

جنات کے بادشاہوں کے نام:

منقول ہے کہ موصل کے علاقہ نینویٰ میں جنوں کے بادشاہ رہتے ہیں ''عین المعانی'' میں اُن کے نام یہ لکھے ہیں: (۱) شاصر (۲) ناصر (۳) دس (۴) مس (۵) از (۶) دادناں (۷) اقم۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ نو تھے (آٹھواں) عمرو اور (نواں) سرق۔ اور ایک کا نام زوبعۃ تھا۔ وہ ابلیس کا لڑکا ہے۔ قاموس میں لکھا ہے یہ زوبعۃ جنات کا رئیس ہے۔ اِس طرح یہ دس اَفراد ہوئے۔

ملک عرب کی طرف جو ۹ جن آئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' اُن کے نام یہ ہیں: (۱) سلیط (۲) ساصر (۳) ماصر (۴) حاصر (۵) حسا (۶) مسا (۷) علیم (۸) ارقم اور (۹) ادرس۔ یہ اپنے علاقہ سے چلے اور ''تہامہ'' پہنچے۔ ''تہامہ'' مکہ مکرمہ کو کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ تہامہ سے عکاظ بازار کے قریب وادی نخلہ میں آکر ٹھہرے۔ ۱۳۹

''نخلہ'' ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ معظّمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ نخلہ شامیہ، اِیمانیہ وادیاں ہیں۔

---

۱۳۷ تفسیر روح البیان جلد ۸ ص ۴۸۷۔ ۱۳۸ ایضاً۔ ۱۳۹ روح البیان جلد ۸ ص ۴۸۷۔

جنات کا ایک گروہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جنوں کے نمائندوں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے تلاوتِ قرآنِ مجید سنی۔ اُس وقت آپ ﷺ سورۂ طٰہٰ شریف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا ارشادِ مبارک ہے:۔ وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ ۱۴۰ ''اور جب ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف چند (یعنی سات یا نو) جنات پھیرے وہ کان لگا کر قرآن (مجید) سنتے تھے پھر جب وہاں حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو۔ پھر جب (قرآنِ مجید کی تلاوت) مکمل ہوئی تو اپنی قوم کو ڈر سنانے کے لئے پلٹے''۔

مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا تلاوتِ قرآنِ مجید کے وقت خاموش رہنا چاہئے اور کان لگا کر سننا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا بعض بندگانِ خدا قدرتی طور پر مسائل حقہ سے آگاہ ہوتے ہیں اور عامل بھی ہوتے ہیں۔ دیکھو جنات نے خود بخود تلاوتِ قرآنِ مجید کے موقعہ پر خاموشی اختیار کرنے کے لئے ایک دوسرے سے کہا۔ حالانکہ یہ خاموشی حکمِ الٰہی ہے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ۱۴۱ ''اور جب قرآنِ (مجید) پڑھا جائے تو اُسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو''۔

وہ جنات اپنی قوم کے پاس گئے (ترجمہ):۔ ''اور بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد اُتاری گئی ہے۔ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ (یہ) حق اور سیدھی راہ دکھاتی (ہے)۔ اے ہماری قوم اللہ (عزوجل) کے منادی کی بات مانو اور اُس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے۔ اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ

۱۴۰ الاحقاف: ۲۹۔ ۱۴۱ الاعراف: ۲۰۴۔

جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے سامنے اُس کا کوئی مددگار نہیں اور وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔''[۱۴۲]

مسائل: محولہ بالا ارشاداتِ باری تعالیٰ سے معلوم ہوا (۱) جنات کے لئے جنت نہیں۔ اُن کی نیکیوں کی جزا عذاب سے نجات ہے۔ (۲) اُیسی کوئی آیتِ مبارک نہیں جس میں جنات صالحین کا جنتی ہونا صراحۃً مذکور ہو۔ (۳) کفار و بدکار جنات دوزخ میں جائیں گے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ [۱۴۳] ''اور بے شک ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا فرمائے ہیں''۔

اَقسام جنات:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ۔خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْجِنَّ ثَلَاثَةَ اَصْنَافٍ صِنْفٌ حَيَاتٌ وَّعَقَارِبٌ وَّخِشَاشُ الْاَرْضِ وَصِنْفٌ كَالرِّيْحِ فِى الْهَوَآءِ وَصِنْفٌ عَلَيْهِمُ الْحِسَابُ وَالْعِقَابُ [۱۴۴] ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے تین اَقسام کے جنات پیدا فرمائے ہیں۔ (۱) سانپ' بچھو اور حشرات الارض کی شکلوں میں (۲) ہوا کی طرح ہوا میں اُڑتے رہتے ہیں (۳) تیسری قسم جو مشہور ہے اُنہی پر ثواب بھی ہے اور عذاب بھی''۔

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے' فَصِنْفٌ لَّهُمْ اَجْنِحَةٌ يُّطِيْرُوْنَ بِهَا فِى الْهَوَاءِ [۱۴۵] کہ جنات کی ایک ایسی صنف ہے جس کے پَر ہیں اور ہوا میں اُڑتی ہے۔

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِخْتَصَمَ عِنْدِى الْجِنُّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْجِنُّ

---

[۱۴۲] ترجمہ آیت نمبر ۳۰ تا ۳۲ سورۃ الاحقاف۔ [۱۴۳] الاعراف: ۱۷۹۔ [۱۴۴] تفسیر روح البیان جلد ۸ ص ۴۹۱' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۱۷۹' جلد ۶ ص ۱۴۳' تفسیر دُرِ منثور جلد ۳ ص ۶۱۳' (زیر آیت الاعراف: ۱۷۹)۔ [۱۴۵] کنز العمال جلد ۶ ص ۱۴۳' حدیث نمبر ۱۵۱۷۸۔

الْمُشْرِكُوْنَ ۱۴۶ ''میرے پاس مسلمان جن اور مشرک جن جھگڑے''۔

جن مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح بخاری شریف میں لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اَلثُّعْبَانُ الْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا ۱۴۷ ''ثعبان سانپوں میں سے نر سانپ ہے''۔ قرآنِ مجید میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۱۴۸ ''تو اُس (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ فوراً ایک اژدہا ظاہر ہو گیا''۔ جو موٹائی میں اژدہا تھا تیزی میں پتلے سانپ کی طرح تھا۔ زرد رنگ کا تھا ایک میل اُونچا کھڑا ہو گیا۔ نچلا ہونٹ زمین پر اور اُوپر والا ہونٹ فرعونی محل کی چوٹی پر تھا۔ جب فرعون کی طرف رُخ کیا تو فرعون تخت سے اُتر کر گوز مارتا بھاگا اور درباری ایسے بھاگے کہ بہت سے فرعونی پاؤں کے نیچے کچلے گئے اور مر گئے اور فرعون چیخا کہ ایمان لاتا ہوں، اِسے پکڑ لو اور تمہارے ساتھ میں بنی اسرائیل کو بھیجتا ہوں۔ ۱۴۹

واقعہ:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو اکابر اَنصار رضی اللہ عنہم میں سے ہوئے ہیں۔ آپ نے ایک سوراخ میں پیشاب کیا، تو جنات نے آپ کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اُس سوراخ سے آوازیں سنیں کہ ہم نے سعد کو قتل کر دیا۔ اُنہوں نے آوازیں دیں اور شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا ہم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور ہم نے دو تیر پھینکے جو اُن کے دل میں آر پار ہو گئے۔ ۱۵۰

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: بعضوں نے کہا: اَلْحَيَّاتُ

---

۱۴۶ کنز العمال جلد ۶ ص ۱۴۲ حدیث نمبر ۱۵۱۷۷، جلد ۶ ص ۱۶۷ حدیث نمبر ۱۵۲۳۲۔ ۱۴۷ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۶۶۔ ۱۴۸ الاعراف: ۱۰۷، الشعراء: ۳۲۔ ۱۴۹ نور العرفان زیر آیت الاعراف: ۱۰۷۔ ۱۵۰ مرقاۃ جلد ۲ ص ۶۶، اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۵۹۱۔

اَجْنَاسٌ اَلْجَآنُّ وَالْاَفَاعِیُّ وَالْاَسَاوِدُ ۱۵۱ سانپ کی کئی قسمیں ہیں' الجان (جان کی جمع ہے) جان (سفید باریک نسل کا سانپ ہے) افاعی (اژدھا زہر دار سانپ) اساود (کالا ناگ)۔ ۵

۵ "کالا ناگ سب سانپوں سے بدتر ہے۔ اِس کا زہر ایسا سخت ہے کہ دم بھر میں آدمی مرجاتا ہے۔ کہتے ہیں سانپ کی عمر ہزار سال کی ہوتی ہے۔ ہر سال کینچلی بدلتا ہے۔ اگر غذا نہ ملے تو صرف ہوا پر گذارہ کرتا ہے۔ پانی کی اِحتیاج نہیں رکھتا لیکن جب پانی دیکھتا ہے تو اُس کو پی کر مست ہوجاتا ہے۔ کبھی مست ہوکر مرجاتا ہے۔ ننگے برہنہ آدمی سے بھاگتا ہے آگ کو پسند کرتا ہے۔ دُودھ کا عاشق ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۳۹۱ من وعن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو منبر شریف پر یہ خطبۂ مبارکہ اِرشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سانپوں کو (جہاں دیکھو) مارڈالو اور خصوصاً جن کے سر پر دو نقطے (سیاہ وسفید) ہوں اور دُم بریدہ ہوں۔ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ "کیونکہ یہ دونوں آنکھوں کی بینائی مٹاتے ہیں اور حمل گرادیتے ہیں"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک دن میں سانپ کو تلاش کررہا تھا تاکہ اُس کو قتل کردوں تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے پکارا اِس کو مت مارو۔ میں نے کہا (واہ) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تو سانپوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: (بے شک) مگر اِس کے علاوہ آپ ﷺ نے گھریلو سانپ کو جو جن ہوتے ہیں دفعتہً مارنے سے روک دیا ہے۔ ۱۵۲

ایک سانپ ہے جس کو "ناظر" کہتے ہیں جب اُس کی نظر اِنسان کی آنکھ پر پڑجائے تو وہ انسان اُسی وقت مرجاتا ہے۔ ذَوَاتُ الْبُيُوْتِ "سفید لمبے سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں"۔ وہ اذیت نہیں پہنچاتے۔ اِن کو "عوامر" بھی کہا جاتا ہے

۱۵۱ صحیح بخاری جلد۱ ص۴۶۶' تیسیر الباری جلد۴ ص۳۹۱' تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۰۹۔
۱۵۲ بخاری جلد۱ ص۴۶۶۔

کیونکہ اِن کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔

صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے:۔ اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِّنْهُمْ شَیْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ ۱۵۳ ''مدینہ منورہ میں جو جنات ہیں وہ مسلمان ہو گئے ہیں جب تم اُن میں سے کسی کو (سانپ کی شکل میں) دیکھو اُس کو تین دن تک ڈراؤ، خبردار کرو۔ اِس مدت کے بعد اگر وہ ظاہر ہو تو اُس کو مار ڈالو کیونکہ اگر وہ مسلمان جن ہوتا تو باہر چلا جاتا۔ وہ شیطان ہے (اُس کو قتل کر دو) وہ سانپ جس کے سر پر دو نقطے ہوں گھروں میں یا جنگلات میں جہاں اُن کو دیکھا جائے قتل کر دیا جائے۔

کیا جنات عبادت کرتے ہیں؟

حضرت ابوعمر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلْجِنُّ عِنْدَ الْجَمَاعَةِ مُكَلَّفُوْنَ ''ایک جماعت کے نزدیک جنات (عبادات میں) مکلّف ہیں۔ قرآنِ مجید میں ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۱۵۴ ''اور میں نے جنات اور اِنسان اِس لئے تخلیق فرمائے تا کہ وہ میری عبادت کریں''۔

حضرت اِمام مالک، حضرت اِمام اوزاعی، حضرت اِمام ابو یوسف، حضرت اِمام شافعی اور حضرت اِمام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ سب فرماتے ہیں: اِنَّهُمْ یُثَابُوْنَ عَلَی الطَّاعَةِ وَیُعَاقَبُوْنَ عَلَی الْمَعْصِیَةِ ۱۵۵ ''اُن کو نیک اَعمال پر ثواب ہوگا اور گناہوں پر عذاب ہوگا''۔ اِس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: نَعَمْ لَهُمْ ثَوَابٌ وَّعَلَیْهِمْ عِقَابٌ ۱۵۶ ''ہاں اُن کو (نیکیوں اور اِطاعات پر) ثواب ہے اور اُنہیں (گناہوں اور معاصی پر) سزا اور عذاب ہے''۔ اِس پر سب کا اِتفاق ہے کہ کافر جنوں کو عذاب ہوگا۔ ۱۵۷

---

۱۵۳ مسلم حدیث نمبر ۲۲۳۶، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۹۲، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۱۱، مرقاۃ جلد ۸ ص ۵۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۱۸۔ ۱۵۴ الذاریات: ۵۶۔ ۱۵۵ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۰۵۔ ۱۵۶ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۴۔ ۱۵۷ ایضاً۔

سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۲۸ سے آیت نمبر ۱۳۰ تک اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ''جس دن سب کو اُٹھایا جائے اور فرمائے گا: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ج ''اے جنوں کے گروہ تم نے بہت انسانوں کو گھیر لیا''۔ (اُن کو بہکایا' اغواء کیا اور گمراہ کیا) اُن کے دوست انسانوں میں سے عرض کریں گے اے ہمارے ربّ (عظیم) ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ اُٹھایا اور ہم اپنی معیاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم فرمائے گا: اَلنَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ط (الانعام:۱۲۸) ''تمہارا ٹھکانہ آگ ہے تم اِس میں ہمیشہ رہو گے مگر جیسے اللہ (جل جلالہ) چاہے''۔ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) بے شک آپ ﷺ کا ربّ (عظیم) حکمت والا اور علم والا ہے۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ط (الانعام:۱۳۰) ''اے جنوں اور اِنسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہ آئے تھے کہ تم پر میری آیاتِ (مبارکہ) پڑھتے اور تمہیں یہ دن (یعنی قیامت کا دن) دیکھنے سے ڈراتے''۔ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی اور اُنہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر ہیں۔

جنات میں مختلف گروہ بھی ہیں: وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ ۱۵۸ ''اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں اور کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں''۔ (یعنی فرقے فرقے مختلف)

حضرت اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' میں لکھا ہے:۔ اِنَّ فِي الْجِنِّ الْمُؤْمِنُ وَالْكَافِرُ وَالْمُعْتَزِلَةُ وَالْجَهْمِيَّةُ وَجَمِيْعُ الْفِرَقِ ۱۵۹ ''جنوں میں کافر مومن معتزلہ' جہمیہ اور دیگر فرقے پائے جاتے ہیں''۔ تجربہ سے ثابت ہے جنوں میں اہلسنّت وجماعت' دیوبندی اور اہل

۱۵۸ الجن:۱۱۔ ۱۵۹ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۸۵۔

حدیث بھی ہیں۔ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی نائب غوث الثقلین منظور نظر داتا گنج بخش علی ہجویری حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے' جنات گیارہویں شریف کا ختم بھی دلواتے ہیں۔

بہترین مال' خبر غیب:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ (الرَّجُلِ) غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ ۱۶۰ ''وہ زمانہ نزدیک ہے جب مسلمانوں کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ (ایک مسلمان) پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں لے کر جائے گا (یا پانی کی جگہ یا بارش کے مقام پر لے کر چلا جائے گا) اور اپنے دین کی سلامتی کے لئے فتنوں سے دُور بھاگے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۳) ☆

نیک لوگوں کی صحبت میں دُعا کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْاَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَكًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهَا رَاَتْ شَيْطَانًا ۱۶۱ ''اگر تم مُرغ کی آواز سنو تو اللہ

۱۶۰ بخاری جلد۱ص۴۶۶' تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۳' تفہیم البخاری جلد۵ص۱۱۱' جلد۱ص۱۱۲' ابوداؤد حدیث نمبر۴۲۶۷' ابن ماجہ حدیث نمبر۳۹۸۰' مسند احمد جلد۳ص۳۰' الترغیب والترہیب جلد۳ص۴۳۹' کنز العمال حدیث نمبر۳۰۸۱۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۳۸۶' مرقاۃ جلد۱۰ص۱۶' نسائی حدیث نمبر۵۰۷۶۔ ۱۶۱ بخاری جلد۱ص۴۶۶' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۵ص۱۹۲' فتح الباری جلد۶ص۴۳۱' تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۴' تفہیم البخاری جلد۵ص۱۱۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر۲۴۱۹' ابوداؤد حدیث نمبر۵۱۰۲' ترمذی حدیث نمبر۲۴۵۹' مسند احمد جلد۲ص۳۰۹' مسلم حدیث نمبر۲۷۲۹' مرقاۃ جلد۵ص۳۳۰' شرح السنۃ جلد۳ص۱۲۶' الادب المفرد حدیث نمبر۱۲۳۶۔

(تبارک وتعالیٰ) سے اُس کے فضل کی دُعا کرو کیونکہ اُس نے فرشتہ کو دیکھا ہے اور اگر گدھے کی آواز سنو تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے پناہ مانگو شیطان سے بچنے کے لئے کیونکہ اُس (گدھے) نے شیطان کو دیکھا ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۴) ۝

۝ ''حافظ نے کہا اِس حدیث سے مُرغ کی فضیلت نکلی۔ ابوداؤد نے بہ سند صحیح نکالا مُرغ کو بُرا مَت کہو وہ نماز کے لئے بلاتا ہے یعنی نماز کے لئے جگا دیتا ہے۔ اِس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیک لوگوں کی صحبت میں دُعا کرنا مستحب ہے کیونکہ قبول کی اُمید زیادہ ہوتی ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۳۹۴ من وعن)

وحیدالزماں صاحب نے لکھا ہے'' اِس سے مرغ کی فضیلت نکلی۔'' اگر مُرغ میں فضیلت ہے اور مُرغ کو بُرا کہنے سے روکا گیا ہے۔ تو اِنسان پھر وہ اِنسان جو بندۂ مومن ہو اُس کی فضیلت تو پھر اہلسنّت و جماعت ہی جانتے ہیں۔

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ فَاِنَّهٗ یُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ** [۱۶۲] ''مُرغ کو گالی نہ دو (بُرا مَت کہو) کیونکہ وہ صبح کی نماز کے لئے جگاتا ہے''۔ ☆

☆ یہ تو مُرغ کی شان ہے کہ وہ صبح کی نماز کے لئے جگاتا ہے۔ اللہ والے تو مُرغ کے جگانے سے پہلے ہی جاگے ہوتے ہیں۔ **یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا** ۝ (الفرقان:۶۴) ''جو راتوں کو اپنے ربّ (کریم) کے حضور سجدے اور قیام کی حالت میں جاگ کر گزارتے ہیں''۔

مسئلہ: مُرغ کی اذان یا پکار یا بانگ کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم کو طلب کرنا چاہئے۔ جو شخص مُرغ کی اذان کے وقت دُعا کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کا فضل چاہنے کے لئے التجا کرے گا تو ملائکہ اُس کی دُعا

---

[۱۶۲] ابوداؤد حدیث نمبر۵۱۰۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۱۳۶' الترغیب والترہیب جلد۳ص۴۷۴' کنزالعمال حدیث نمبر۳۵۲۷۱' کتاب الاذکار حدیث نمبر۳۲۴' مرقاۃ جلد۸ص۶۱' مسند احمد جلد۵ص۱۹۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ص۲۴۰' حدیث نمبر۵۲۱۰۔

پر آمین کہیں گے اور دُعا بھی قبول ہوگی۔ جاگنے کی توفیق بھی نصیب ہوگی۔ نیز عاجزی اور اِنکساری کی نعمت بھی حاصل ہوگی۔

حضرت ابوالنضر ہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سَبِّ الدِّيْكِ وَقَالَ اِنَّهٗ يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ ۱۶۳ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مُرغ کو بُرا کہنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے' وہ نماز کے لئے پکارتا ہے''۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ بِوَقْتٍ ۱۶۴ ''مُرغ کو گالی مت دو (بُرا مت کہو) کیونکہ وہ وقت پر اَذان دیتا ہے (پکارتا ہے)''۔ یہی حدیث شریف کنز العمال میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ۱۶۵

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے ایک روایت میں ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهٗ يَدْعُوْا اِلَى الصَّلَاةِ ۱۶۶ ''مُرغ کو بُرا مت کہو یہ نماز کی طرف بلاتا ہے''۔ مُرغ میں یہ خصوصیت ہے جو دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی۔ اِس کو رات کے وقت کی پہچان ہوتی ہے۔ رات چھوٹی ہو یا بڑی اِس کی اَذان میں خطاء نہیں ہوتی اور یہ فجر سے پہلے اور بعد' بدستور اذانیں دیتا ہے۔ اِس میں اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے مُرغ کو اِدراک عطا فرمایا ہے۔

اِسی طرح گدھے کو بھی اِدراک حاصل ہے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے جب گدھا آواز نکالتا ہے تو وہ شیطان کو دیکھتا ہے یا اُس کے سامنے شیطان کی صورت آتی ہے۔ ۱۶۷

---

۱۶۳ مسند احمد جلد۵ ص۱۹۳' مرقاۃ جلد۸ ص۶۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۱۳۵۔ ۱۶۴ المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ ص۲۴۱' حدیث نمبر۵۲۱۱۔ ۱۶۵ کنز العمال جلد۱۲ ص۳۳۵ حدیث نمبر۳۵۲۸۶۔ ۱۶۶ کنز العمال حدیث نمبر۳۸۲۸۷' جلد۱۲ ص۳۳۵' صحیح ابن حبان حدیث نمبر۱۹۹۰' مسند احمد جلد۵ ص۱۹۳' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۵ ص۱۹۳' تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۱۴۔ ۱۶۷ تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۱۴۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحُمُرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ [۱۶۸] ''جب تم رات کو کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے بولنے کی آواز کو سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھو کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے''، یعنی شیطان کو دیکھ کر یہ دونوں جانور آوازیں نکالتے ہیں۔ مُرغ میں بعض صفات ایسی ہیں جن سے اِنسان کو درس حاصل کرنا چاہئے۔ حیا، شجاعت، سویرے جاگنا، لوگوں کو جگانا اور نماز کے واسطے اَذان دینا۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں، حضرت اِمام داؤدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ يَنْبَغِي اَنْ يُتَعَلَّمَ مِنَ الدِّيْكِ خَمْسَةُ اَشْيَاءِ حُسْنُ الصَّوْتِ وَالْقِيَامُ بِالسَّحَرِ، وَالسَّخَاءُ وَالْغَيْرَةُ وَكَثْرَةُ النِّكَاحِ [۱۶۹] ''مُرغ سے پانچ چیزیں سیکھنی چاہئیں۔ (۱) اچھی آواز۔ (۲) سحر کا قیام (یعنی آخری رات کی بیداری)۔ (۳) سخاوت (۴) غیرت۔ اور (۵) کثرتِ نکاح''۔

گدھے کے بولنے پر کیا کہیں:

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْهَقُ الْحِمَارُ حَتّٰى يَرٰى شَيْطَانًا اَوْ يُمَثِّلُ لَهُ شَيْطَانٌ فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَصَلُّوْا عَلَيَّ [۱۷۰] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: گدھا نہیں بولتا یہاں تک کہ شیطان کو دیکھتا ہے یا اُس کے سامنے

---

۱۶۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۳۰۲، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۸۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۰۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰۶، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۲۸۴، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۹۶، کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۲۵۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ ص ۴۲۱ (طبع قدیم)، الادب المفرد حدیث نمبر ۱۲۳۳۔۱۲۳۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۲۶۔ ۱۶۹ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۹۳، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۱۴۔ ۱۷۰ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۹۳، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۱۴۔

شیطان کی صورت ہوتی ہے تو جب ایسی حالت ہو تو (اس صورت حال اور اثر کو ختم کرنے کے لئے) اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا ذکر کرو اور مجھ پر دُرود شریف پڑھو"۔

حضرت اُم سعد بنت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتی ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے' ثَلَاثَةُ اَصْوَاتٍ يُحِبُّهَا اللّٰهُ صَوْتُ الدِّيْكَةِ وَصَوْتُ الَّذِىْ يَقْرَاءُ الْقُرْآنَ وَصَوْتُ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۱۷۱ "تین آوازیں ایسی ہیں جن سے اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) پیار فرماتا ہے (۱) مُرغ کی آواز۔ (۲) اُس شخص کی آواز جو قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا ہے اور (۳) سحری کے وقت (رات کے پچھلے پہر) اِستغفار کرنے والے کی آواز"۔

مکھی کے پَر میں شفاء:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِىْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِىْ اِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالْاُخْرٰى شِفَاءً ۱۷۲ "جب تم میں سے کسی کے مشروب (دُودھ، پانی یا شربت وغیرہ) میں مکھی گرے تو وہ اُس کو مشروب میں ڈبودے پھر اُس کو باہر نکال پھینکے۔ کیونکہ اُس کے دو پَروں میں سے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے پَر میں شفاء ہے"۔

اِسی طرح کی ایک اور بھی مخلوق ہے مثلاً شہد کی مکھی، اِس کے پیٹ میں سے شہد نکلتا ہے جس میں شفاء ہے۔۔۔۔ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط ۔۔۔ (النحل:۶۹) "اِس (شہد) میں لوگوں کے لئے شفاء ہے"۔ اور اِس کے ڈنگ میں زہر ہے۔

قَالَ الْجَاحِظُ عُمَرُ الذُّبَابِ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَهُوَ فِى النَّارِ لَيْسَ تَعْذِيْبًا لَهٗ وَاِنَّمَا يُعَذَّبُ بِهٖ اَهْلُ النَّارِ لِوُقُوْعِهٖ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهٗ لَا شَىْءَ اَضَرُّ

۱۷۱ کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۲۸۵' جلد ۱۲ ص ۳۳۵۔ ۱۷۲ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۷' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۰۱' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۲۳' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۱ حدیث نمبر ۲۸۰۸' (طبع جدید) ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۵۰۵' دارمی جلد ۲ ص ۹۹۔ ۹۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۹۸۔

عَلٰی الْمَکْلُوْمِ مِنْ وُقُوْعِهٖ عَلٰی کَلْمِهٖ ۳؎ ''حضرت جاحظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مکھی کی عمر چالیس دن ہوتی ہے اور وہ آگ میں ہوتی ہے یہ اُس کو عذاب نہیں ہوگا بلکہ اُس کے ساتھ دوزخیوں کو عذاب دیا جائے گا۔ جب کہ یہ اُن کے جسموں پر واقع ہوگی کیونکہ مکھیوں کے زخموں پر بیٹھنے سے زخم والے کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَآءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ دَآءً وَفِی الْاٰخِرِ شِفَآءٌ فَاِنَّهٗ یَتَّقِیْ بِجَنَاحِهِ الَّذِیْ فِیْهِ الدَّآءُ فَلْیَغْمِسْهُ کُلَّهٗ ۴؎ ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے دو کیونکہ اُس کے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء۔ اور وہ اپنے اِس پَر سے بچاؤ کرتی ہے جس میں بیماری ہے۔ لہٰذا پوری (مکھی) کو ڈبودو''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِی الطَّعَامِ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ سَمَآءٌ وَّفِی الْاٰخِرِ شِفَآءٌ فَاِنَّهٗ یُقَدِّمُ السَّمَّ وَیُؤَخِّرُ الشِّفَآءَ ۵؎ ''مکھی جب کھانے میں گر جائے تو اُسے غوطہ دے دو کیونکہ اُس کے ایک پَر میں زہر اور دوسرے میں شفاء ہے۔ اور وہ زہریلا پَر پہلے ڈالتی ہے اور شفاء والا پَر پیچھے رکھتی ہے''۔

مسئلہ: مکھی ڈوب کر مر جانے سے پانی، شوربا، دُودھ یا شربت وغیرہ حرام نہیں ہوتے۔ پاک ہی رہتے ہیں کیونکہ مکھی میں خون نہیں ہوتا۔

مخلوق پر رحم کرنا شرک نہیں:

بعض لوگوں نے شرک کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں' مثلاً شِرْکٌ فِی

۳؎ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۰۰۔ ۴؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۴۳' مرقاۃ جلد ۸ ص ۶۵' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۸۴۴' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۲۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۵۲' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۵۱۔ ۵؎ مسند احمد جلد ۳ ص ۶۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۱۴۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۵۰۴' شرح السنۃ حدیث نمبر ۲۸۰۹' ابوداؤد طیالسی فی المسند حدیث نمبر ۲۱۸۸' مرقاۃ جلد ۸ ص ۶۵۔

الْعِلْمِ، شِرْكٌ فِي التَّصَرُّفِ، شِرْكٌ فِي الْعِبَادَةِ، شِرْكٌ فِي الْمُلْكِ، شِرْكٌ فِي الرَّحْمَتِ اِن قسموں کو بیان کرنے میں بہت مبہم اور غیر واضح اَنداز اِختیار کیا ہے۔ اپنے آپ کو ''علامہ'' اور ''مولانا'' لکھا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا دوسروں کے علم کی نفی کی ہے اور خصوصاً نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے علم پر جاہلانہ طعن کیا ہے۔ جب کہ کوئی مسلمان بھی مخلوقِ خدا میں سے کسی بڑی سے بڑی عظیم المرتبت شخصیت کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے ساتھ علم کی برابری کا عقیدہ نہیں رکھتا۔

''عطائی علم'' کا عقیدہ رکھنا یہ توحید ہے۔ ہاں البتہ ''عطائی علم'' کا اِنکار کفر اور شرک ہے۔ ''عطائی علم'' پر ''شرک فی العلم'' کا لیبل یہی بہت بڑا شرک ہے۔ قرآنِ مجید ''تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ'' ہے، تو کیا کل شی کا علم ربِّ ذوالجلال والاکرام نے نبی کریم رؤف وحیم ﷺ کو عطا نہیں فرمایا؟ جبکہ رحمٰن وکریم ﷻ کا دعویٰ بھی ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ''رحمٰن ہے جس نے محبوبِ کائنات ﷺ کو علم قرآنِ مجید عطا فرمایا''۔ معلمِ حقیقی جَلَّ جلالہٗ نے اپنے محبوبِ کائنات ﷺ کو علم عطا فرما کر ''معلمِ کائنات ﷺ'' بنا دیا۔ آپ ﷺ کے پاس جو علم ہے چاہے سابقہ کا ہے، یا آئندہ کا ہے سب اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر کی عطا ہے۔

عطائی علم کو شرک فی العلم بیان کرنا بے خبری اور کم علمی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اپنی مخلوق کو علم بھی دیا ہے، اور طاقت وتصرف کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے اور دوسروں پر رحم کرنے کے وصف سے بھی نوازا ہے۔ اِسی لئے وہ اپنے آپ کو ''اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ'' فرماتا ہے۔ مخلوق کا مخلوق پر رحم کرنا یہ ''شرک فی الرحم'' نہیں بلکہ بندوں کو رحم کرنے والا ماننا عینِ اِیمان، عینِ اسلام اور عینِ توحید ہے۔ یہ کہنا کہ فلاں بندے نے رحم کیا یا میں نے رحم کیا، اِن کلمات سے توحید کی خوشبو آتی ہے۔ شرک کی بدبو نہیں آتی جن کو اَیسے کلمات کی ادائیگی سے شرک کی بدبو آتی ہے۔ اُنہیں نہ علم ہے اور نہ ''شرک'' کے معنی آتے ہیں۔

رحمٰن ورحیم جل وعلا کے رحیم وکریم رحمۃ اللعالمین ﷺ کی شان والے محبوب ﷺ نے فرمایا ہے: مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ ۱۷۶ ''جو شخص رحم نہ کرے اُس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) بھی رحم نہیں فرمائے گا''۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمُهُ اللّٰه ۱۷۷ ''جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) بھی اُس پر رحم نہیں فرماتا''۔ مخلوق پر رحم کرنا یہ شرک کی قبیل میں نہیں آتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم تو اُس انسان سے بہت خوش ہوتا ہے جو دوسرے لوگوں بلکہ جانوروں اور چرند پرند پر رحم کرتا ہے۔

ایک بدکار عورت کا واقعہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: غُفِرَ لِامْرَآةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ، قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ ۱۷۸ ''ایک بدکار عورت کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے (اِس وجہ سے) بخش دیا جو ایک کتے کے پاس سے گذری جو کنوئیں کے پاس ہانپ رہا تھا قریب تھا کہ پیاس اُس کو ہلاک کردے اُس عورت نے اپنا موزہ اُتارا اُس کو اپنے دوپٹے سے مضبوطی سے باندھا اور کنوئیں سے کتے کے لئے پانی نکالا (کتے کو پانی پلایا) اللہ عزوجل نے اُس کو اِس نیکی کے بدلے بخش دیا''۔ ۞

---

۱۷۶ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۴۵' بخاری حدیث نمبر ۵۹۹۷' باب رحمۃ الولد' کتاب الادب باب نمبر ۱۸' مسلم حدیث نمبر ۲۳۱۸' کتاب الفضائل باب رحمۃ باب نمبر ۱۵۔ ۱۷۷ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۴۷' بخاری حدیث نمبر ۶۹۳' مسلم حدیث نمبر ۲۳۱۹۔ ۱۷۸ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۷' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۰۱' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۲۴' عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۰۱' فتح الباری جلد ۶ ص ۴۴۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۰' مشکوۃ حدیث نمبر ۱۹۰۲' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۴۹' مسلم حدیث نمبر ۲۲۴۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۵۶' دارمی حدیث نمبر ۲۸۱۴' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۴۲۰ حدیث نمبر ۱۶۶۰' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۱۱۶۔ ۴۳۶۸۔ ۱۶۳۵۴۔

o ''یہ پروردگار کی کریمی اور نکتہ نوازی ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو کام خلوص سے کیا جاتا ہے وہی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتا ہے۔ یہ عورت گو فاجرہ اور فاسقہ تھی مگر یہ کام یعنی کتے پر رحم کرنا' اُس کو پانی پلانا' اُس نے خالصتاً لِلّٰہ کیا تھا۔ ریا کی نیت نہ تھی اِس لئے مقبول ہوگیا۔ کبیرہ گناہ تک اِس کی وجہ سے معاف ہوگئے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۴۰۱ من وعن)

تنکا اُٹھانے والے کا واقعہ:

oایک اور بزرگ سے منقول ہے اُن کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا' پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اُنہوں نے کہا' جب پروردگار کے سامنے پہنچا' تو اِرشاد ہوا' اے فلانے تو کون سی نیکی ہماری بارگاہ میں لایا ہے؟ میں نے عرض کیا پروردگار میں نے ستر حج پاپیادہ کئے ہیں۔ اِرشاد ہوا میں نے تو ایک بھی قبول نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا' پروردگار میں نے ستر جہاد کئے ہیں۔ اِرشاد ہوا میں نے تو ایک بھی قبول نہیں کیا۔ جب تو میں گھبرا گیا کہ اَب کیا کروں؟ اَب دوزخ میں بھیجا جاؤں گا لیکن صدقے اُس کی رحیمی اور کریمی کے خود ہی اِرشاد فرمایا کہ اَلبتہ تیری ایک نیکی ہے جو ہم نے قبول کی۔ تُو ایک دن رستے سے جارہا تھا تُو نے ایک کانٹا رستے سے ہٹا دیا تھا' اِس خیال سے کہ کسی بندۂ خدا کو صدمہ نہ پہنچے۔ یہ کام تو نے خالص ہماری رضامندی کے لئے کیا تھا۔ ہم اُس کے بدل تجھے بخش دیتے ہیں۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ضعیف اور آفت زدہ مخلوق پر رحم کرنا کس قدر اَجر رکھتا ہے جب کتے پر رحم کرنا اور اُس کی جان بچانے سے بدکار عورت بخش دی گئی تو جو کوئی آدمیوں اور اللہ کے نیک بندوں پر رحم کرے گا وہ کیوں نہیں بخشا جائے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۴۰۱ من وعن)

کتے کو پانی پلانے والا جنت میں داخل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَّ رَجُلاً رَأٰی کَلْبًا یَّأْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَاَخَذَ

الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتّٰى اَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ۱۷۹ ''ایک شخص نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے باعث گیلی مٹی چاٹ رہا تھا۔ اُس (شخص) نے اپنا موزہ اُتارا اور اُس میں کتے کیلئے پانی بھرنے لگا تا کہ کتے کو پلائے یہاں تک کہ وہ کتا سیر ہوگیا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُس شخص کے عمل کو قبول فرمایا اور اُس کو جنت میں داخل فرمایا''۔ (اُسے جنت عطا فرمائی)۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث شریف کو بخاری شریف میں تین مقامات پر نقل کیا۔

۱۔ بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَآءِ جلد۱ص۳۱۸۔

۲۔ بَابُ الْاٰبَارِ الَّتِیْ عَلَى الطَّرِيْقِ اِذَالَمْ يَتَاَذَّبِهَا جلد۱ص۳۳۳۔

۳۔ بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَآئِمِ جلد۲ص۸۸۸۔

محولہ بالا مقامات پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں مضمون اِس طرح ہے:

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِیْ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ ''ایک دفعہ کی بات ہے ایک شخص جا رہا تھا کہ اُسے بہت پیاس لگی تو وہ ایک کنوئیں میں اُترا۔ اور اُس سے پانی پیا پھر باہر نکلا فَاِذَاهُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ مِثْلُ الَّذِیْ بَلَغَ لِیْ فَنَزَلَ بِئْرًا فَمَلَاَ خُفَّهُ ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيْهِ ثُمَّ رَقِیَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَلَهُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا فِی الْبَهَآئِمِ اَجْرًا قَالَ فِیْ كُلِّ كَبِدٍ بَطْبَةٍ اَجْرٌ ''تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر زمین چاٹ رہا ہے۔ اُس نے خیال کیا اِس کو اُسی قدر پیاس لگی ہے جس قدر مجھے لگی تھی۔ اُس نے اپنا موزہ پانی سے

۱۷۹ بخاری جلد ۱ص ۲۹ حدیث نمبر ۱۷۳، مسند احمد جلد ۲ص ۵۲۱، فتح الباری جلد ۵ص ۵۲، تیسیر الباری جلد ۱ص ۱۳۵، تفہیم البخاری جلد ۳ص ۵۹۶۔

بھرا پھر اُس کو منہ سے روکا (یعنی موزے کو منہ سے پکڑا) اور اُوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا' اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُس کا عمل قبول فرمایا اور اُس کو بخش دیا۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ہمارے لئے جانوروں میں ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر جگر والی شئ میں ثواب ہے''۔

مذکورہ بالا حدیثِ مبارک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو نیک کام خلوصِ نیّت سے کیا جائے اُس کی برکت سے بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے بھلائی کرنا چاہئے کیونکہ جب کتے کو پانی پلانا مغفرت کا سبب بن سکتا ہے تو اِنسانوں کو پانی پلانے میں عظیم اَجر وثواب کی اُمید ہونی چاہیے۔ معلوم ہوا کہ مخلوق کو پانی پلانے میں بہت ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پلانا افضل عمل ہے''۔ واللہ ورسولہ اعلم

اِسی لئے بزرگ فرماتے ہیں نہ کسی چھوٹی نیکی کو چھوٹا سمجھنا چاہئے اور نہ ہی کسی چھوٹی بُرائی کو چھوٹا سمجھنا چاہئے۔ مذکورہ بالا واقعات بتاتے ہیں کہ دیکھنے میں چھوٹے اَعمال کی وجہ سے ایک عورت بخشی گئی جبکہ دوسری جہنمی ہوگئی۔ لہٰذا کسی نیکی کو معمولی سمجھ کر چھوڑنا نہیں چاہئے اور کسی بُرائی کو معمولی سمجھ کر کرنا نہیں چاہئے۔ چند گھونٹ پانی ایک مرتے ہوئے کتے کو بچالیتا ہے اور ایک آگ کی چنگاری گندم کے خشک بڑے ڈھیر کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

مسلمان ایک دوسرے پر رحم کرنے والے:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَاءَ جَسَدِهٖ**

بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى ۱۸۰ ''مسلمان سب مل کر ایک دوسرے پر رحم کرنے والے اور دوستی رکھنے اور مہربانی برتنے میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ جسم میں ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے اور تمام اعضاء کو چین نہیں پڑتا۔ نیند نہیں آتی' بخار چڑھ آتا ہے''۔ مطلب یہ کہ اس طرح ایک مسلمان کو اگر تکلیف ہو تو جہاں بھر کے مسلمانوں کو اُس وقت تک چین نہیں آتا جب تک اُس کی تکلیف رفع نہ کر لیں۔ لیکن آج حکمرانوں کی بزدلی اور یہود و نصاریٰ کی غلامی نے مسلمانوں کی اکثریت کو خود غرضی اور نفسا نفسی کی بیماری لگا دی ہے۔

تین سوالات:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے فرمایا: (حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو قبول اسلام سے قبل یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مدینہ (شریف) تشریف لائے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

(اِنِّیْ سَائِلُکَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ) ''میں آپ ﷺ سے تین باتوں کا سوالی ہوں۔ وہ باتیں ایسی ہیں جن کو سوائے نبی اللہ ﷺ (غیب کی باتیں بتانے والے پیغمبر ﷺ) کے کوئی نہیں جانتا ہے''۔

۱۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟

۲۔ جنتی لوگ جب جنت میں جائیں گے تو وہ پہلا کھانا کیا کھائیں گے؟

۳۔ بیٹا اپنے باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے' اسی طرح اپنے ننھیال کے؟

آپ ﷺ نے فرمایا (حضرت) جبریل (علیہ السلام) نے مجھے اِن کے بارے میں خبر دی ہے۔ (حضرت) عبداللہ بن سلام (جو ابھی اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے' کہنے لگے وہ (حضرت جبریل علیہ السلام) تو یہودیوں کا دشمن ہے (یہ اُن کا

---

۱۸۰ کتاب الادب' صحیح بخاری جلد۲ ص ۸۸۹' تیسیر الباری جلد۸ ص ۲۴' فتح الباری جلد۱۰ ص ۵۳۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۹۵۳' کنز العمال حدیث نمبر ۵۸۷' مرقاۃ جلد۹ ص ۱۶۵' مسلم حدیث نمبر ۲۹۸۶' مسند احمد جلد۴ ص ۲۹۸۔

زعم تھا) آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب میں اکٹھا کرے گی۔

۲۔ جنتیوں کا پہلا کھانا جو انہیں دیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا۔

۳۔ بچہ کے مشابہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب مرد عورت سے صحبت کرتا ہے اگر مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ سے پہلے رحم میں چلا جائے تو بچہ مرد سے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اگر عورت کا نطفہ سبقت لے جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ (حضرت) عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے سن کر عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے (''سچے'') رسول (ﷺ) ہیں۔۱۸۱ (تیسیر الباری جلد ۴ صفحہ ۴۰۸) ☆

☆ یہودیوں کے ایک عالم نے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے تین سوالات کئے جن کا غیب سے تعلق تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غیب کا علم نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ فرمایا کہ ایسی باتیں اللہ جلّ جلالہٗ کے رسول ﷺ سے پوچھنا شرک ہے' بلکہ جب آپ ﷺ نے تمام غیبی باتوں کے متعلق حضرت عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) کو بتلایا تو انہوں نے فوری طور پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا۔ ☆

غور کا مقام ہے ایک وہ وقت تھا جب لوگ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے علم غیب اور غیب کی خبریں سنتے تھے تو مسلمان ہو جاتے تھے اور آج یہ وقت ہے کہ بعض لوگ عوام الناس کو گمراہ کرنے کیلئے کہتے ہیں ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بارے یہ یقین اور عقیدہ رکھنا کہ انہیں علم غیب تھا' یہ شرک ہے'' (نعوذ باللہ من ذالک)۔ جبکہ قرآنِ مجید اور حدیث مبارک اس بات کے شاہد ہیں کہ اللہ کریم جلّ جلالہٗ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔

---

۱۸۱ بخاری جلد ۱ ص ۴۷۹۔

عَالِمِ مَا کَان:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ [۱۸۲] ''(جسم پیدا ہونے سے پہلے) روحوں کے جھنڈ جھنڈ الگ تھے پھر جن روحوں میں وہاں پہچان تھی، یہاں بھی محبت ہوتی ہے جو وہاں غیر تھیں، یہاں بھی خلاف رہتی ہیں''۔ ۞

۞ ''بغیر مناسبتِ روحانی کے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک بزرگ کا قول ہے اگر مومن ایسی مجلس میں جائے جہاں سو منافق بیٹھے ہوں اور ایک مومن تو وہ مومن ہی کے پاس جا کر بیٹھے گا اور اگر منافق ایسی مجلس میں جائے گا جہاں سو مومن ہوں اور ایک منافق تو اُس کی تسلی منافق کے پاس بیٹھنے سے ہوگی۔ اِسی مضمون کو ایک شاعر نے کہا ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز بہ باز

(تیسیر الباری جلد۴ ص۴۱۳ من وعن) ☆

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث شریف ہے کہ تمام روحیں ایک جگہ جمع تھیں، جنہوں نے وہاں ایک دوسرے سے محبت اور اُنس کیا وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور جنہوں نے وہاں ایک دوسرے سے نفرت کی وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ (تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۴۱)

حضرت ہرم بن حیان اور حضرت اویس بن عامر قرنی کی ملاقات:

حافظ ابونعیم، نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سوانح

۱۸۲ بخاری جلد۱ ص۴۶۹، تیسیر الباری جلد۲ ص۴۱۳، تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۴۰۔

میں ذکر کیا جب حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اُنہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور پوچھا: اے بھائی آپ کا کیا حال ہے؟ اُنہوں نے جواباً سلام کیا اور فرمایا: اے ہرم بن حیان رحمہ اللہ تعالیٰ، اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم تمہیں سلامت رکھے۔ آپ نے مجھے کیسے پہچانا؟ نہ تو میں نے آپ کو کبھی دیکھا اور نہ آپ نے مجھے کبھی دیکھا۔ فرمایا: میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد۲ ص۱۰۰) ۱۸۳

۵ ''حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ شیخ محی الدین بن عربی سے ملے۔ زبان سے کوئی بات نہیں ہوئی، دونوں جدا ہو گئے۔ لوگوں نے کہا آپ دونوں صاحب ملے بات تو کرنا تھی۔ اُنہوں نے کہا رُوحوں نے باتیں کر لیں اور ایک دوسرے سے اُنس حاصل ہو گیا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۴۱۳ من وعن) ☆

☆ ''قرطبی نے کہا جب کوئی شخص کسی نیک عالم فاضل کے متعلق اپنے دِل میں نفرت پائے تو اُس کا سبب تلاش کرے تو اُس کو حقیقت کا اِنکشاف ہو جائے گا اور اِس کے اِزالہ میں کوشش کرے گا حتیٰ کہ اُس کے دِل سے نفرت نکل جائے جو بُرا وصف ہے۔ اِسی طرح جب دِل میں اُس شخص کی طرف میلان پائے جو شریر اِنسان ہے اور وہ لوگوں میں بدنام اور رسوائے زمانہ ہو تو اُس کا سبب تلاش کرے۔ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مناسبت لوگوں میں محبت پیدا کرتی ہے''۔ (تفہیم البخاری جلد۵ ص۱۴۲)

لَمَّا نَزَلَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ اَلْکُوْفَةَ قَالَ یَا اَھْلَ الْکُوْفَةِ قَدْ عَلِمْنَا خَیْرُکُمْ مِّنْ شَرِیْرِکُمْ فَقَالُوْا لِمَ ذٰلِکَ قَالَ کَانَ مَعَنَا نَاسٌ مِّنَ الْاَخْیَارِ فَنَزَلُوْا عِنْدَنَاسٍ فَعَلِمْنَا اَنَّھُمْ مِّنَ الْاَخْیَارِ وَکَانَ مَعَنَا نَاسٌ مِّنَ الْاَشْرَارِ فَنَزَلُوْا عِنْدَنَاسٍ فَعَلِمْنَا اَنَّھُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ (عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۵ میں ۲۱۶) ''جب امیر المؤمنین

۱۸۳ تیسیر الباری جلد۴ ص۴۱۳، حاشیہ سطر نمبر۴ سے سطر نمبر۶ تک۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ گئے تو فرمایا: اے کوفہ کے لوگو! ہم نے نیک اور بد کو پہچان لیا۔ اُنہوں نے عرض کیا یہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا: ہمارے ساتھ نیک لوگ ہیں وہ لوگوں کے پاس گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوگیا کہ جن کے پاس نیک لوگ گئے ہیں۔ وہ بھی نیک ہیں اور ہمارے ساتھ شرارتی لوگ بھی ہیں وہ لوگوں کے پاس گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوگیا کہ جن کے پاس شرارتی لوگ ہیں وہ بھی شرارتی ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِينِهِ
فَكُلُّ قَرِينٍ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِي

''کسی شخص کا حال نہ پوچھو اُس کے ساتھی کا حال پوچھو۔ ہر ساتھی اپنے ساتھی کی اقتداء اور پیروی کرتا ہے''۔

عَالِمِ مَا سَيَكُوْنُ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم ایک ضیافت میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ بکری کی دستی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی (کیونکہ وہ بے ریشہ اور لذیذ ہوتی ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنے نورانی دانتوں سے تناول فرمایا۔ پھر فرمایا: اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا''۔ هَلْ تَدْرُوْنَ بِمَنْ يَّجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ'' تم جانتے ہو کہ یہ کس لئے ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ (عزوجل) پہلے اور پچھلے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا''۔ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَتَدْنُوْهُمُ الشَّمْسُ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰى مَا اَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَا بَلَغَكُمْ ''دیکھنے والا اُن سب کو دیکھے گا اور پکارنے والا اُن کو آواز سنائے گا (کیونکہ میدان صاف اور ہموار ہوگا) سورج نزدیک آجائے گا (سارے لوگ گرمی کے مارے

بیتاب ہو جائیں گے) اُس وقت بعض لوگ (حشر والوں سے) یہ کہیں گے بھائی دیکھو ہم کیسی مصیبت میں گرفتار ہیں کس حد تک ہم کو تکلیف ہے''۔ اَب چلو کسی ایسے شخص کو تجویز کرو جو تمہارے پروردگار کے پاس کچھ تمہاری سفارش کرے''۔ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَبُوْکُمْ آدَمُ فَیَاْتُوْنَهٗ فَیَقُوْلُوْنَ یَآ آدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ فَسَجَدُوْا وَاَسْکَنَکَ الْجَنَّةَ ''بعض لوگ کہیں گے (حضرت) آدم (علیہ السلام) تمہارے باپ ہیں۔ وہ سب (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ اے (حضرت) آدم (علیہ السلام) آپ سب اِنسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ (عزوجل) نے آپ کو خاص اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا ہے اور آپ میں روح پھونکی۔ اور فرشتوں کو حکم فرمایا۔ اُنہوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ کو رہنے کے لئے بہشت عطا فرمائی''۔ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ وَمَا بَلَغَنَا؟ ''کیا آپ اپنے رَبّ (رحیم) کے پاس ہماری شفاعت نہیں فرماتے؟ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس حال اور مصیبت میں ہیں اور ہمیں کتنی مشقت پہنچ رہی ہے؟ تو وہ فرمائیں گے۔ رَبِّیْ غَضِبَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ ''میرا پروردگار آج اَیسا غضبناک ہے کہ اِس سے پہلے کبھی اِس طرح غضبناک نہیں ہوا''۔ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ''اور نہ ہی کبھی آئندہ اِتنا غضبناک ہوگا''۔ نَهَانِیْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ ''اُس نے مجھے شجرِ ممنوعہ سے روکا تھا میں نے کھالیا مجھے خود فکر پڑی ہوئی ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ اَیسا کرو تم (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ''۔ لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے۔ یَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاکَ اللّٰهُ عَبْدًا شَکُوْرًا اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ اَلَا اِلٰی مَا بَلَغَنَا اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ ''اے (حضرت) نوح (علیہ السلام) ساری

زمین والوں کی طرف آپ پہلے رسول ہیں۔ اللہ (جل جلالہ) نے آپ کو شکر گزار بندہ ارشاد فرمایا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم لوگ کس حال میں ہیں اور ہماری تکلیف کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ آپ اپنے ربّ (کریم) کے ہاں ہماری شفاعت کریں''۔ وہ فرمائیں گے۔ رَبِّیْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا یَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِیْتُوا النَّبِیَّ ﷺ ''میرا رب آج غصے میں ہے اتنا غصے میں کبھی نہ ہوا اور نہ اتنا غصے میں کبھی بعد میں ہوگا۔ میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ''۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں:۔ فَیَأْتُوْنِیْ فَاَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ ''پس لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں عرش کے نیچے سجدہ کروں گا''۔ تو مجھے فرمایا جائے گا۔ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ [۱۸۴] ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا سر (انور) اُٹھائیں اور شفاعت فرمائیں آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور آپ (ﷺ) جو مانگیں گے آپ ﷺ کو عطا فرمایا جائے گا''۔ ☆

☆ مذکورہ بالا حدیث شریف کا مطالعہ فرمائیں اور غور فرمائیں کہ قیامت کے دن لوگ جو گذارشات انبیاء کرام علیہم السلام سے کریں گے اور جو جوابات انبیاء کرام علیہم السلام عطا فرمائیں گے وہ سب کے سب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حرفاً حرفاً اور لفظاً لفظاً پورے پورے بیان فرما دیئے ہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان عالی مرتبت میں ذرا برابر غلطی اور کمی نہیں ہوسکتی۔ کیسا ''علم مَا سَیَکُوْنَ'' ہے! امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور کیا عقیدہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کہ اُنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشاداتِ لاریب کو من وعن مانا اور بیان فرمایا اور تمام محدثین نے کانٹ چھانٹ کے بغیر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بتائے ہوئے ''علم غیب ما سیکون'' کو نقل فرما کر اپنے صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

---

[۱۸۴] بخاری جلد ۱ ص ۴۷۰، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۱۶۔

آج بھی وہی شخص صحیح العقیدہ مسلمان ہے جو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دی ہوئی غیبی خبروں کو مانے اور لوگوں تک پہنچائے۔

اِس روایت میں اختصار سے بیان ہے دوسری روایات میں تفصیل ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے پھر وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور سب سے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کی طرف جانے کے لئے فرمائیں گے۔ پھر عام لوگ نبی آخرالزماں، ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوں گے اور آپ ﷺ لوگوں کی دستگیری فرمانے کے لئے رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونگے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے گستاخ اور مردُودوں کا حلیہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے (یمن کے ملک سے) کچھ سونا بھیجا آپ (ﷺ) نے وہ سونا چار آدمیوں کو اقرع بن حابس حنظلی، مجاشعی اور عینیہ بدر فزاری اور زید طائی بن نہبان والے اور علقمہ بن علاثہ عامری بنی کلاب والے کو تقسیم فرما دیا۔ قریش اور انصار کے لوگوں کو اِس پر (بشری تقاضے سے) غصہ آیا وہ کہنے لگے آپ ﷺ نجدی سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا اَتَالَّفُهُمْ ''میں انہیں تالیف قلبی کے لئے دیتا ہوں''۔ یعنی اُن کا دِل ملانے کے لئے (کیونکہ ابھی حال ہی میں وہ مسلمان ہوئے ہیں)۔

فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَامُحَمَّدُ ''اتنے میں ایک شخص آن پہنچا (جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اور حرقوص بن زُبیر کے نام سے موسوم تھا اور ''ذوالثدیہ'' اُس کا لقب تھا) جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی (دھنسی ہوئی)

تھیں۔گال پھولے ہوئے (رخسار اُبھرے ہوئے) داڑھی گھنی (گنجان) سر منڈا ہوا تھا (مردود کیا) کہنے لگا ''اللہ سے ڈرو اے محمد'' (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُ اَيَاْمَنُنِيَ اللّٰهُ عَلَى الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ ''اگر میں ہی اللہ (عزوجل) کی نافرمانی کروں (حالانکہ میں اُس کا رسول ﷺ ہوں) تو پھر اُس کی اطاعت کون کرے گا؟ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے ہو''۔ یہ سن کر ایک صحابی نے (راوی فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ایک روایت میں ہے کہ وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے) قتل کر دینے کی اجازت چاہی۔تو آپ ﷺ نے اُنہیں منع فرما دیا جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا اَوْ فِيْ عَقِبِ هٰذَا قَوْمٌ يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ ۱۸۵ ''دیکھو اِس شخص کی نسل سے ایسے لوگ (جھوٹے مسلمان) پیدا ہوں گے جو ظاہر میں قرآن پڑھیں گے مگر قرآن اُن کے گلے کے نیچے نہیں اُترے گا۔۱ یہ لوگ دینِ اسلام سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر جانور سے نکل جاتا ہے۔(اِس میں کچھ لگا نہیں رہتا۔ اِن مردُودوں کا کام یہ ہوگا کہ) مسلمان کو قتل کریں گے اور بت پرست کافروں کو چھوڑ دیں گے۔ ۲ اگر میں نے اُن کا زمانہ پایا تو جیسے عاد کی قوم والے ہلاک کئے گئے کوئی نہ بچا اِس طرح اُن کو قتل کروں گا ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا''۔ (تیسیر الباری غیر مقلد جلد۴ ص۴۲۳)

۱ ''بس منہ سے اِس کے الفاظ رٹ لیں گے اور اپنے کو اِنتہا کا متقی اور پرہیزگار سمجھیں گے۔قرآن کے معنوں میں ذرا غور نہ کریں گے یا قرآن کا کچھ اثر اُن

۱۸۵ بخاری جلد۱ ص۴۷۱۔

کے دلوں پر نہیں پڑنے کا۔ دل میں بے ایمانی اور بدذاتی بھری ہوگی۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت ہو تو' قرآن کا اثر ہو'۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۴۲۳ من وعن حاشیہ نمبر۳)

۲ بلکہ اُن سے دوستی رکھیں گے' یہ پیشینگوئی آپؐ کی سچی ہوئی۔ حضرت علیؓ کی خلافت میں یہ لوگ پیدا ہوئے۔ کافروں کو چھوڑ کر اُلٹے خلیفۂ برحق اور مسلمانوں سے لڑنے کو مستعد ہوئے۔ حضرت علیؓ نے اُن کو خوب مارا اور قتل کیا۔ ہمارے زمانے میں بھی اُن کا بقایا موجود ہیں۔ ظاہر میں داڑھی' سر گھٹا ہوا' بڑے پرہیزگار اور دل میں ذرا نور ایمان نہیں۔ نہ حدیث شریف سے اُلفت ہے نہ پیغمبر صاحبؐ سے محبت۔ قرآنِ شریف کے لفظ پڑھتے پھرتے ہیں اور اُن کے دل پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔۔۔۔'' (تیسیر الباری جلد۴ص ۴۲۳ من وعن حاشیہ نمبر۳) ☆

☆ اِس فتین بے دین کا حلیہ یہ تھا کہ اُس کے چہرے کی دونوں ہڈیاں رخساروں پر اُبھری ہوئی تھیں' ماتھا اُونچا تھا اور آنکھیں سر کے اَندر کی طرف گھسی ہوئی تھیں۔ داڑھی بے پناہ بھاری اور سر کے بال اُسترے سے اُتارے ہوئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اِزار کو بہت اونچا اُٹھایا ہوا تھا گویا کہ وہ اَیسا کریہہ المنظر تھا کہ اگر کسی اکیلے بچہ کو مل جائے تو وہ دیکھ کر خوفزدہ ہو جائے۔ وہ شخص جس کا نام حرقوص ہے یہی وہ شخص ہے جو بعد میں خارجیوں کا سرپرست تھا اِسی نے مسلمانوں پر خروج کیا تھا۔ اِسی کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ۱۸۶

غیبی خبریں سُن کر نعرے لگانا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَآ آدَمُ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) قیامت کے دن فرمائے گا' اے آدم (علیہ السلام)!'' وہ عرض کریں گے: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ ''حاضر ہوں' مستعد ہوں (باریابی میں

۱۸۶ تفہیم البخاری جلد۵ص ۱۶۲۔

ہوں)۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم فرمائے گا' اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ '' دوزخ کا لشکر نکالو' (یعنی دوزخ میں بھیجے جانے والوں کو نکالو)''۔ وہ عرض کریں گے: وَمَا بَعْثُ النَّارُ؟ '' دوزخ میں بھیجے جانے والے کتنے لوگ ہیں؟''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم فرمائے گا: مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَّتِسْعِیْنَ '' ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے''۔ وَعِنْدَهٗ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا هُمْ بِسُکَارٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ: '' اُس وقت (مارے ہیبت) بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے وہ مست اور بے ہوش ہوں گے حالانکہ وہ بے ہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کا عذاب سخت ہوگا''۔ (لوگ ڈر سے بے ہوش ہو جائیں گے) لوگوں نے عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَیُّنَا ذٰلِکَ الْوَاحِدُ؟ '' وہ ایک ہم سے کون ہوگا''؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْکُمْ رَجُلٌ وَّمِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفٌ '' تمہیں خوشی ہونا چاہئے تم میں سے ایک آدمی کے مقابلے میں یاجوج وماجوج ایک ہزار ہوں گے''۔ پھر فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ اَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَکَبَّرْنَا '' قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے اُمید ہے تم جنتیوں میں چوتھا حصہ ہوگے''۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم لوگوں نے (خوشی کے مارے بلند آواز سے) تکبیر کہی (نعرہ تکبیر لگایا' اللہ اکبر کہا)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَکَبَّرْنَا '' مجھے امید ہے تم کل جنتیوں میں تیسرا حصہ ہوگے''۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا (نعرہ تکبیر لگایا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَآ اَنْتُمْ فِی النَّاسِ کَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْیَضَ اَوْ کَشَعْرَةٍ بَیْضَآءَ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ [۱۸۷] '' تم لوگوں

---

[۱۸۷] بخاری جلد ا ص ۴۷۲' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۷۱' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۲۶' مستدرک حاکم جلد ا حدیث نمبر ۲۹۔

میں اَیسے ہو جیسے سفید بیل کی کھال میں کالا بال یا کالے بیل کی کھال میں سفید بال''۔ ۞

۞ اِس فقرے سے نکلتا ہے کہ تم میں سے ایک آدمی کے مقابل یاجوج ماجوج میں سے ہزار آدمی پڑتے ہیں کیونکہ اِس سے یاجوج ماجوج کی اَیسی کثرت نسل معلوم ہوتی ہے کہ اُمّتِ اِسلامیہ اُن کافروں کی ہزارواں حصّہ ہوگی۔ اگرچہ ہمارے زمانے میں اِسلام بہت پھیل گیا ہے مگر اب بھی کافر مسلمان کی نسبت دہ چند ہیں۔

(تیسیر الباری جلد۴ص۴۲۶ من وعن) ☆

☆اِس خبرِ غیب کے ساتھ یہ خبرِ غیب بھی بیان فرمائی کہ جب قیامت میں رَبِّ ذوالجلال والاکرام کا یہ اِرشاد سنیں گے تو خوف وہراس اور دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور وہ عورتیں جو حاملہ مرگئیں۔ حاملہ اُٹھیں گیں اُن کا پیٹ گر پڑے گا۔

خوشی سے نعرہ لگانا:

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے خوشی کے وقت نعرہ تکبیر بلند کرنا مستحب ہے اور نعمتوں کی تحدید اور کثرت پر خوشی کا اِظہار کرنا مستحب ہے۔

قصہ یاجوج وماجوج:

یاجوج وماجوج دو آدمی ہیں جو یافث بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ہیں یہ تَاَجَّجَ سے مشتق ہے۔ تَاَجَّجَ النَّارُ یعنی آگ کی حرارت، شدت اِختیار کر گئی۔ سُمُّوْا بِذٰلِکَ لِکَثْرَتِھِمْ شِدَّتِھِمْ ۱۸۸ ''اِن کو یاجوج ماجوج اِس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بہت کثرت سے ہیں اور سخت ہیں''۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ: اَلْاِنْسُ عَشْرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃُ اَجْزَاءٍ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَسَآئِرُ النَّاسِ جُزْءٌ وَّاحِدٌ ۱۸۹

''قیامت تک تمام اِنسان دس حصّے ہوں گے جن میں سے نو حصّے یاجوج وماجوج ہوں

۱۸۸ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۸ جز۱۵ ص۲۳۲۔ ۱۸۹ عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۵ ص۲۳۲۔

گے اور ایک حصہ باقی لوگ ہوں گے"۔

یَاْجُوْجُ صِنْفٌ مِّنْهُمْ طُوْلُهٗ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ ذِرَاعًا وَيَرْوِیْ اِنَّهُمْ يَاْكُلُوْنَ جَمِيْعَ حَشَرَاتِ الْاَرْضِ مِنَ الْحَيَّاتِ وَالْعَقَارِبِ وَكُلِّ ذِیْ رُوْحٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَغَيْرِهٖ ۱۹۰ "ان میں سے ایک قسم ہے، جن کے قد لمبے ہیں یعنی ایک سو بیس گز اور وہ تمام حشرات الارض، سانپ، بچھو اور پرندے وغیرہ کھا جائیں گے"۔

وَلَيْسَ لِلّٰهِ خَلْقٌ يَنْمُوْنَمَآءَ هُمْ فِی الْعَامِ الْوَاحِدِ تُدَاعِی الْحَمَامَ وَيَعْوُوْنَ عَوَاءَ الْكِلَابِ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَهٗ قَرْنٌ وَّذَنَبٌ وَّاَنْيَابٌ بَارِزَةٌ يَّاْكُلُوْنَ اللَّحْمَ النِّيَّةَ ۱۹۱ "کوئی مخلوق اتنا نہیں بڑھتی جتنا وہ ایک سال میں بڑھتے ہیں وہ ایک دوسرے کو کبوتروں کی طرح بلاتے ہیں، اور کتوں کی طرح بھونکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے سینگ، دُم اور لمبے لمبے دانت ہیں جو کچا گوشت کھا جاتے ہیں"۔ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ اُمَّةً مُّخْتَلِفُوا الْخِلْقِ وَالْقُدُوْدِ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ مَّلِكٌ وَّلُغَةٌ ۱۹۲ "وہ چالیس گروہ ہیں جن کی خلقت ایک دوسرے سے نہیں ملتی ہر گروہ کا ایک بادشاہ ہے اور زبان علیحدہ ہے"۔ وَاَكْثَرُ طَعَامِهِمُ الصَّيْدُ وَرُبَمَا اَكَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ۱۹۳ "اُن کا اکثر طعام شکار ہے اور وہ ایک دوسرے کو بھی کھا لیتے ہیں"۔

آپ ﷺ کی خبر سے لوگوں کی بے خبری:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّكُمْ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاءَ كَمَا بَدَاْ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ اَوَّلُ

۱۹۰ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۳۲۔ ۱۹۱ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۳۲۔ ۱۹۲ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۳۲۔ ۱۹۳ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۳۲

مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِيْ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۱۹۴ ''تم (قیامت کے دن) ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بن ختنہ کے حشر کئے جاؤ گے (اُٹھائے جاؤ گے) پھر آپ ﷺ نے (سورۂ انبیاء) کی یہ آیتِ مبارک پڑھی (ترجمہ) ''جس طرح ہم نے ابتداً تم کو پیدا کیا دوبارہ اِسی طرح لوٹائیں گے''۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہمارا ذمہ ہے (یعنی ہم اُس کا وعدہ کر چکے ہیں جس کو پورا کریں گے) اور قیامت کے دن سب سے پہلے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ میرے اَصحاب میں سے کئی لوگوں کو بائیں طرف لے جایا جائے گا۔ تو میں کہوں گا یہ میرے اَصحاب ہیں' یہ میرے اَصحاب ہیں۔ تو کہا جائے گا جب آپ (ﷺ) اِن سے جدا ہوئے وہ اپنی ایڑھیوں کے بل اِسلام سے مرتد ہو گئے تھے۔ تو میں اَیسے کہوں گا جیسے عبد صالح (مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں) نے کہا تھا وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ..... اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدہ:۱۱۸) ''جب تک میں اُن میں رہا اُن میں گواہ رہا پھر جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو تو ہی اُن پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔ تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے''۔

محولہ بالا حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ ننگے بدن' ننگے پاؤں اور بن ختنہ اُٹھائیں جائیں گے اِس اِرشاد کو سمجھنے کے لئے چند اَحادیثِ مبارکہ کا مطالعہ ضروری ہے۔

---

۱۹۴ بخاری جلد ا ص ۴۷۳' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۲۷' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۱۷۴' مسند احمد جلد ا ص ۲۳۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۳۵' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۴۸۳' مسلم حدیث نمبر ۲۸۶۰' ترمذی حدیث نمبر ۲۴۲۳' نسائی حدیث نمبر ۲۰۸۷۔

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّہٗ لَمَّا حَضَرَۃُ الْمَوْتِ دَعَا بِثِیَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَھَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ الْمَیِّتَ یُبْعَثُ فِیْ ثِیَابِہِ الَّتِیْ یَمُوْتُ فِیْھَا ۱۹۵ ''جب وہ (یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) فوت ہونے لگے تو اُنہوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہنے اور فرمایا: میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میّت کو اُسی لباس میں اُٹھایا جائے گا جس میں اُس کا انتقال ہوگا''۔ ابنِ حبان نے اِسے صحیح کہا۔

(۲) حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا' آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔ اِنَّکُمْ تُحْشَرُوْنَ رِجَالًا وَّرُکْبَانًا وَّتُجَرُّوْنَ عَلٰی وُجُوْھِکُمْ ۱۹۶ ''تم پیادے اور سوار اُٹھائے جاؤ گے اور تم چہروں کے بل چلو گے''۔

''لیکن اِس کا بخاری کی اِس حدیث سے معارضہ نہیں ہے کیونکہ لوگ قبروں میں سے اُنہی کپڑوں میں اُٹھائے جائیں گے جن میں وہ فوت ہوئے ہوں گے۔ پھر محشر کے میدان میں جب لوگ جمع ہوں گے تو اُن کے یہ لباس اُتر جائیں گے اور اُن کا برہنہ حشر ہوگا یا حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ بعض لوگ حساب وکتاب کی جگہ ننگے چل کر آئیں گے پھر اُن کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا''۔ ۱۹۷

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی محولہ بالا حدیث شریف میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بہت بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے جیسے حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ فضیلت ہے کہ رسولِ کریم رؤف

---

۱۹۵ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۴۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۴' مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۳۴۰' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۵۱' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۲۰۳' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۹' فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۸۳۔ ۱۹۶ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۴۲' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۸۷' کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۱۸۔ ۱۹۷ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۲۴۲۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا پایا پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ حالانکہ آپ ﷺ سب سے پہلے قبر انور سے تشریف لائیں گے لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ﷺ سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہ جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے منافی نہیں یا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ متکلم ہیں اور مذکورہ حکم سے خارج ہیں۔ چنانچہ علماء اُصول نے ذکر کیا ہے کہ متکلم (یعنی بات کرنے والا) اپنے عمومی خطاب میں داخل نہیں ہوتا۔

ختم قرآنِ مجید:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور (شریف) کا پڑھنا اتنا آسان فرمادیا تھا: فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ کہ وہ اپنے جانور پر زین کسنے کا حکم فرماتے تو زین کسنے سے پہلے زبور (شریف) پڑھ لیتے۔ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ ۱۹۸ ''اور اپنے ہاتھ سے محنت کرکے (زرہ بنا کر بیچتے اور اپنے ہاتھ کی کمائی) سے کھاتے''۔ ۝

۝ ''اِس قدر جلد زبور پڑھ لینا حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ نووی نے کہا بعضے لوگوں سے منقول ہے کہ وہ رات میں قرآن کے چار ختم کیا کرتے اور دن کو چار۔ قسطلانی نے کہا اللہ تعالیٰ بعضے بندوں کے لئے زمانے کو سمیٹ دیتا ہے۔ جیسے مسافت کو سمیٹ دیتا ہے۔ میں نے ابوالطاہر کو دیکھا وہ رات میں قرآن کے دس ختم کرتے تھے اور۔۔۔ شیخ الاسلام برہان بن ابی شریف نے کہا وہ رات دن میں پندرہ ختم کرتے تھے اور یہ امر بغیر تائید روحانی اور فیضِ ربانی کے نہیں ہوسکتا۔ مترجم کہتا ہے کرامت اور معجزہ کے طور پر پڑھ جانے میں ہماری گفتگو نہیں ہے۔۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص۴۸۱ من وعن)

---

۱۹۸ بخاری جلد۱ ص۴۸۵، مسند احمد جلد۲ ص۳۱۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۱۲۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۷۱۸، کنز العمال حدیث نمبر۳۲۳۲۱، مرقاۃ جلد۱۰ ص۳۹۵۔

عمدۃ القاری میں ہے وَفِیْہِ الدَّلَالَۃُ عَلٰی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَطْوِی الزَّمَانَ لِمَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ کَمَا یَطْوِی الْمَکَانَ وَھٰذَا لَاسَبِیْلَ اِلٰی اِدْرَاکِہٖ اِلَّا بِالْفَیْضِ الرَّبَانِیْ ۱۹۹ ''اِس حدیث (شریف) سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) جس بندے کے لئے چاہے زمانہ اکٹھا کر دیتا ہے جیسے مکان جمع فرما دیتا ہے''۔ وَجَآءَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّ الْبَرَکَۃَ قَدْ تَقَعُ فِی الزَّمَنِ الْیَسِیْرِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْہِ الْعَمَلُ الْکَثِیْرُ ۲۰۰ ''اور حدیث (شریف) میں ہے کہ قلیل زمانہ میں برکت واقع ہوتی ہے اور اِس میں کثیر عمل ہوسکتا ہے''۔ جیسے شبِ اسریٰ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے برکت فرمائی اور کثیر عمل سرانجام پایا۔ حضرت اِمام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَلَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلاً حَافِظًا قَرَاَ ثَلَاثَ خَتَمَاتٍ فِی الْوِتْرِ کُلَّ رَکْعَۃٍ خَتَمَۃً فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ۲۰۱ ''میں نے ایک حافظِ قرآن (مجید) کو دیکھا کہ وہ لیلۃ القدر میں وتر کی ہر رکعت میں قرآن (مجید) ختم کرتا تھا''۔

۹ بچوں نے کلام کیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَھْدِ اِلَّا ثَلَاثَۃٌ ''نہیں کلام کیا گہوارے میں مگر تین بچوں نے''۔ (۱) عِیْسٰی ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۲) وَکَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ جُرَیْجٌ ۔۔۔ بنی اسرائیل قوم میں (حضرت) جریج (رحمہ اللہ تعالیٰ) نامی ایک شخص (بزرگ ولی) تھا۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا اُس کی والدہ آئی اور اُسے پکارا تو وہ (دِل میں) کہنے لگا میں نماز پڑھتا رہوں یا والدہ کا جواب دوں۔ (غرض جواب نہ دیا) اُس کی والدہ نے (بددُعا کی اور) کہا اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْہُ حَتّٰی تُرِیَہٗ وُجُوْہَ الْمُوْمِسَاتِ ''اے اللہ (جل جلالک) یہ اُس وقت تک نہ

۱۹۹ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۷۔ ۲۰۰ ایضاً۔ ۲۰۱ ایضاً۔

مرے حتیٰ کہ تو اِسے بدکار عورتوں کے منہ نہ دِکھائے''۔ پھر اَیسا ہوا کہ (حضرت) جریج (علیہ الرحمہ) اپنے عبادت خانے میں تھے کہ ایک (فاحشہ) عورت اُن کے سامنے آئی اور اُن سے گفتگو کی (یعنی بدکاری چاہی) (حضرت) جریج (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اِنکار کیا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی۔ اُس سے منہ کالا کیا اور ایک لڑکا جنم دیا۔ اُس (عورت) نے کہا یہ جریج کا (بچہ) ہے۔ لوگ یہ سن کر (بہت غصّہ میں آئے کہ اَیسا عابد ہو کر بدکاری کرتا ہے) اُن کے عبادت خانے کو توڑ ڈالا۔ اُن کو باہر نکال دیا اور گالی گلوچ کیا۔ (حضرت) جریج (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر اُس بچے کے پاس آئے۔ اور اُس سے پوچھا۔ **مَنْ اَبُوْکَ یَا غُلَامُ؟** ''اے بچے تیرا باپ کون ہے؟ اُس نے عرض کیا: **اَلرَّاعِیْ** ''چرواہا''۔ یہ حال دیکھ کر لوگ شرمندہ ہوئے۔ (حضرت) جریج (ﷺ) سے کہا ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں (حضرت) جریج (ﷺ) نے فرمایا' تم مٹی کا ہی بنا دو۔ (۳) **تیسرے وہ بچہ بولا** جس کی ماں اُسے دودھ پلا رہی تھی کہ اُس کے پاس سے ایک خوبصورت' خوش لباس گھوڑسوار گزرا۔ اُس عورت نے اُسے دیکھ کر کہا: **اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ ابْنِیْ مِثْلَهٗ** ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میرا بچہ اِس جیسا کر دے''۔ یہ سنتے ہی اُس بچے نے ماں کا دُودھ پینا چھوڑ دیا اور کہنے لگا **اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ** ''اے (میرے) اللہ (جل جلالک) تو مجھے اِس شخص جیسا نہ بنانا''۔ اِتنی بات کہہ کر وہ پھر دُودھ پینے لگا۔ حضرت ابوہریرہ (ﷺ) فرماتے ہیں' جیسے میں اُسے دیکھ رہا ہوں۔ آپ (ﷺ) نے اپنی اُنگلی کو چوس کر دِکھایا کہ وہ بچہ اِس طرح دُودھ چوسنے لگا۔ پھر ایک لونڈی اُس عورت کے پاس سے گزری (جس کو لوگ مارتے جاتے تھے) عورت نے کہا: **اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَ هٰذِهٖ** ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میرے بچے کو اِس جیسا نہ بنانا''۔ بچے نے یہ سن کر دُودھ پینا چھوڑ دیا۔ اور (اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کیا) **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا** ''اے میرے اللہ

(جل جلالک) مجھے اِس کی مثل بنانا''۔ اُس وقت اُس عورت نے اپنے بچے سے پوچھا یہ بات کیا ہے؟ (تو جو اُس خوش پوش گھوڑ سوار کی طرح نہیں ہونا چاہتا اور اِس لونڈی کی طرح ہونا چاہتا ہے) اُس نے جواب دیا: اَلرَّاکِبُ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَّارَةِ وَهٰذِهِ الْاَمَةُ يَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ ۲۰۲ ''یہ سوار جو (اَیسے) گزرا ظالموں میں سے ایک ظالم ہے اور یہ لونڈی (بیچاری محض بے قصور ہے) لوگ اِس پر طوفان اور بہتان جوڑتے ہیں کہ تو نے چوری کی، بدکاری کی حالانکہ اُس (بے چاری) نے کچھ نہیں کیا''۔ ۝

۝ ''دوسری حدیث میں چار شخص مذکور ہیں۔ (۴) چوتھا بچہ یوسفؑ کا گواہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ زلیخا کا ماموں زاد بھائی اور ابھی شیر خوار تھا کہ اُس نے یہ گواہی دی جس کا ذکر قرآنِ مجید میں ہے۔ (۵) پانچویں ایک اور بچے کا ذکر بھی آیا ہے جس نے اپنی ماں سے جو فرعون کی بیٹی یا مغلانی تھی، جب فرعون نے اُس کو انگار میں ڈالنا چاہا اور اُس نے تامل کیا، یہ کہا اماں صبر کر اور آگ میں گر جا۔ ہم سچے دین پر ہیں۔ (۶) چھٹے ایک اور بچے نے بھی بات کی جب اُس کی ماں کو آگ کی خندق میں ڈال رہے تھے اِس کو اِمام مسلم نے نکالا ہے۔ (۷) ساتویں کہتے ہیں حضرت یحییٰ نے بھی کم سنی میں بات کی سیرت واقدی میں ہے۔ (۸) آٹھویں ہمارے پیغمبرؐ صاحب نے پیدائش کے بعد بات کی۔ بیہقی نے نکالا حلیمہ کہتی ہے آنحضرت ﷺ نے دُودھ پیتے فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (۹) نویں بیہقی نے معیقیب سے نکالا میں حجۃ الوداع میں ایک گھر میں گیا جس میں آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے ایک عجیب بات دیکھی ایک شخص یمامہ کا ایک بچہ لے کر آیا جو اُسی دن پیدا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اُس

---

۲۰۲ بخاری جلد ۱ ص ۴۸۹، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۴۹۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۸۔ ۳۰۷۔ ۳۱۰، مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۵۹۵، دُرِ منثور جلد ۲ ص ۳۵، قرطبی جلد ۲ جز ۴ حدیث نمبر ۹۱، جلد ۵ جز ۹ حدیث نمبر ۱۷۲۔

سے پوچھا میں کون ہوں؟ وہ بول اٹھا آپ اللہ کے رسول ہیں پھر اُس بچے نے جوان ہونے تک کوئی بات نہیں کی ہم اُس کو مبارک الیمامہ کہا کرتے تھے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۴۹۷ من وعن)

بغض وغلط معنی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اُنہوں نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے' آپ ﷺ فرماتے تھے' لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ۲۰۳ غیر مقلد مترجم نے ترجمہ کیا ہے:- ○ "مجھ کو اِتنا مت چڑھاؤ (میری تعریف میں اِتنا مبالغہ نہ کرو) جیسے نصاریٰ نے عیسیٰؑ مریم کے بیٹے کو چڑھا دیا۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور کچھ نہیں۔ یوں کہو' اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول"۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۰۳ من وعن) ☆

☆ مترجم نے گستاخی اور بے ادبی کرتے ہوئے لکھا ہے "اور کچھ نہیں" یہ من گھڑت کلمات اپنی طرف سے لکھ کر پڑھنے والوں کے دل سے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عظمت کو نکالنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ یہ لوگ اپنے مولویوں کو بہت کچھ لکھتے ہیں لیکن رسولِ کریم رؤف ورحیم' خاتم النبیین' شفیع المذنبین' شافعی روزِ جزاء' امامُ الانبیاء' حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے ہیں "اور کچھ نہیں" نعوذ باللہ۔ اِن بے ادب اور بدتمیز لوگوں کو علم نہیں کہ مخلوق میں سب سے بڑے اور سب کچھ وہی ہیں۔ ○

○ شانِ مصطفیٰ ﷺ کے منکر وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں۔ "اللہ کے

---

۲۰۳ بخاری جلد۱ص۴۹۰' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۱۹۷۵۸' شرح السنۃ جلد۷ص۳۹' مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۸۹۸' دُرِ منثور جلد۲ص۲۴۹' دلائل النبوۃ جلد۵ص۴۹۸۔

غلام' اللہ کے حبیب' اللہ کے خلیل' اشرف انبیاء آپؐ کی تعریف کی حد یہی ہے جب آپؐ کو اللہ نے بندہ فرمایا یہ آیت اُتری فَلَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ تو آپؐ نہایت خوش ہوئے اللہ کی عبودیت خالصہ بہت بڑا مرتبہ ہے مگر یہ جاہل مولوی کیا جانیں اُنہوں نے آنحضرت ﷺ کی نعت یہی سمجھ رکھی ہے کہ آپ کو خدا بنادیں یا خدا سے بھی ایک درجہ بڑھادیں''۔۔۔۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۰۳ من وعن) ☆

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بے اَدب بدتمیز شارح کی من گھڑت بات ہے اور اہلِ ایمان پر تہمت اور بے ہودہ بہتان ہے۔ دوسرے اِس تحریر میں ربّ کائنات کی عظمت کا اِنکار' توحید کی توہین کی ہے اور ربّ ذوالجلال والاکرام کو محدود کردیا گیا ہے جو کہ کفر ہے۔ یہ کہنا کہ ''خدا سے بھی ایک درجہ بڑھادیں''۔ یہ کلمہ کفر ہے۔ خدا سے تو کوئی تب بڑھ سکتا ہے جب خدا کی عظمت وشان محدود ہو اُس کی عظمت وشان تو لامحدود ہے۔ بے حدوحساب ہے۔ شارح کی شرح سے معلوم ہوتا ہے اِس شارح کو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی صفات کی حدود کا علم ہے تبھی یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا سے بھی ایک درجہ بڑھادیں۔ یہ ایسا بیج بویا گیا ہے کہ آج اِنہی بے ادب لوگوں کے پیروکار بھی یہی اندازِ گفتگو اپنانے میں ڈر محسوس نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اِتنی تعریف کرتے ہیں کہ اللہ سے بڑھا دیتے ہیں۔ اِن فاتر العقل لوگوں سے پوچھو کہ بڑھائے تو تب جب وہ ذاتِ برحق خالقِ کائنات محدود ہو۔ یاد رکھیں اگر کروڑوں سال بھی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعریف کرتے رہیں تب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے نہیں بڑھ سکتے۔ مقامِ غور ہے کہ ربّ ذوالجلال والاکرام چوبیس گھنٹے اپنے محبوب ﷺ کی صفت وثناء بیان کررہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم قیامت کے بعد تک آپ ﷺ کی تعریفیں کرتا رہے گا۔ تو کچھ عقل سے کام لیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی کیسی شان ہے کہ ربّ کائنات علیم وخبیر نے فرمایا ہے: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ''آپ ﷺ

کی ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے اعلیٰ و بالا ہے"۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ "اور (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ہم نے آپ ﷺ کے لئے آپ ﷺ کے ذکر (مبارک) کو بلند فرمایا ہے"۔ آپ ﷺ نے اپنی شان میں بھی بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ [۲۰۴] "میں تمام رسولوں علیہم السلام کا پیشواء ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا اور میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں آخری ہوں اور میں یہ فخر یہ نہیں کہتا"۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَآصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً [۲۰۵] "مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ میں ایک ماہ کے راستہ سے رُعب کے ذریعے مدد کیا گیا ہوں اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ہے کہ میری اُمّت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجائے وہ وہیں پڑھ لے اور میرے لئے مالِ غنیمت حلال کردیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔ مجھے بڑی شفاعت دی گئی ہے اور ہر نبی علیہ السلام خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، میں سارے اِنسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں"۔

---

[۲۰۴] مشکوٰۃ ص ۵۱۴، دارمی جلد ۱ ص ۲۷، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۸۳۔۳۲۰۵۵۔ [۲۰۵] بخاری حدیث نمبر ۳۳۵۔۳۱۲۲، مسلم حدیث نمبر ۵۲۱، نسائی حدیث نمبر ۴۳۲، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۲۵، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۵۹، دارمی جلد ۲ ص ۲۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۱۲، جلد ۲ ص ۴۳۳۔۳۲۹، جلد ۶ ص ۲۹۱، جلد ۹ ص ۴، مشکوٰۃ ص ۵۱۲، مسند احمد جلد ۳۰۴، جلد ۵ ص ۱۴۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۲۰۶ ''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں''۔

قوم کا سیّد کون؟

قوم کا سیّد (سردار) وہ ہے، جس کی طرف قوم مصیبتوں میں پناہ لے اور وہ اُن کی مصیبتیں رفع کرے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تمام مخلوق کی پناہ اور دافعِ البلاء ہیں۔ اِس سرداری کا ظہور قیامت کے دن بھی ہوگا اور کوئی اِس کا انکار نہ کر سکے گا۔ دُنیا دیکھ لے گی وہ دن اُنہی کا دن ہے، سب اُن کی پناہ لیں گے۔ جو لوگ آج اُن سے فریاد کرنے کو شرک کہتے ہیں، کل وہ بھی اُنہی سے شفاعت کی بھیک مانگیں گے۔

؎ آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ آج بھی تمام جہانوں کے لئے پناہ ہیں۔ یہ اُنہی کی پناہ ہے کہ ہم جیسے گنہگار عذابِ الٰہی سے بچے ہوئے ہیں۔

بعض لوگ جہالت کی آگ میں جلتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان میں غلو پر مبنی قصائد پڑھے جاتے ہیں جس میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے مدد مانگی جاتی ہے اور فریاد کی جاتی ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ (وہ اِن الفاظ کا ترجمہ کرتے ہوئے کہتے کہ) رسولِ کریم رؤف

---

۲۰۶ مشکوٰۃ ص ۵۱۱، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۲، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۵، مسلم حدیث نمبر ۲۲۷۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۷۳، الترغیب والترہیب جلد ۹ ص ۴۴۲، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۲۶۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۵، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۱۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''تم میری تعریف میں اِتنا مبالغہ نہ کرو، جیسے نصاریٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھا دیا''۔

حالانکہ مضمون بالکل واضح ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرمارہے ہیں کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''اِلٰـہ'' کہا، اللہ کا بیٹا کہا، اور تیسرا اللہ کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اَیسا نہ کہنا''۔

آپ ﷺ نے اِس بات کے جواب میں یہ بات فرمائی ''اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ'' کہ میں بندہ ہوں، ''فَقُوْلُوا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ'' یوں کہو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے بندے اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ)۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تم خاتم النبیین نہ کہنا، رحمۃ للعالمین نہ کہنا۔ قائد المرسلین نہ کہنا، رؤف الرحیم نہ کہنا، سیّد العرب والعجم ﷺ نہ کہنا۔

جو لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی عظمت وشان سننے سے پریشان ہوتے ہیں اُن کے اِمام نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادِ عظیم کا جو ترجمہ کرتے ہیں وہ اُن کی اِیمانی کمزوری اور ذہنی پستی کی غمازی کرتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:-

غیر مقلدین کے قائد وحید الزماں نے **لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ** کا ترجمہ اِس طرح کیا ہے:- ''مجھ کو اِتنا مت چڑھاؤ (میری تعریف میں اِتنا مبالغہ نہ کرو) جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام، مریم کے بیٹے کو چڑھا دیا' میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور کچھ نہیں۔ یوں کہو اللہ کے بندے اور رسول''۔ (ﷺ)

غور کریں وحید الزماں صاحب کو خوفِ خدا نہیں **اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ** کا ترجمہ کرتے ہیں ''میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور کچھ نہیں''۔ کوئی اَیسے لوگوں کو پوچھنے والا ہے کہ ''اور کچھ نہیں'' کن اَلفاظ کا ترجمہ ہے۔ جب کہ حدیث شریف میں اَیسا کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ ''اور کچھ نہیں'' ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عوام النّاس کو گمراہ کر دیا اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ذکرِ پاک ایک عام اِنسان کی طرح بیان کر کے آپ

ﷺ کی عظمت وشان گھٹانے کی نازیبا اور ناپاک جسارت کی اور بعض سادہ لوح لوگ ایسے لوگوں کی سازش کا شکار ہو کر برباد ہو گئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم شانِ مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ بڑھاتا ہے جبکہ یہ لوگ گھٹانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ محمد بن اسماعیل دہلوی صاحب نے ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا ہے:۔ ''ہر پیغمبر اپنی اُمت کا سردار اِن معنوں میں ہوتا ہے، جیسے قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار'' (العیاذ باللہ) جبکہ ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تو سارے نبیوں علیہم السلام کے سردار اور رحمۃ للعالمین ہیں'' (ﷺ)۔

اِمام اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت الشاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

اللہ عزوجل چوبیس گھنٹے صفت وثناء بیان فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ کی تشریح میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَاءُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ [۲۰۷]

[۲۰۷] بخاری جلد۲ص ۷۰۷۔

''ابوالعالیہ'' ۲۰۸ نے کہا۔ ''اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی صلوٰۃ اور سلام سے یہ مراد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم فرشتوں میں آپ ﷺ کی ثناء (یعنی تعریف) کرتا ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم چوبیس گھنٹے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعریف کررہا ہے کیا ہم لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ کریم کب سے تعریف فرمارہا ہے اور کیا کیا تعریفی کلمات فرشتوں کے سامنے بیان فرمارہا ہے؟ ہم لوگ کیا تعریف کرسکتے ہیں۔ ہمارے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں ہیں جو آپ ﷺ کی عظمت وشان بیان کرسکیں۔ امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے آپ ﷺ کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ آپ نے ''سلام رضا'' کے عنوان سے ایک سو بہتر (۱۷۲) اشعار میں آپ ﷺ کے فضائل وخصائل بیان کئے ہیں۔ حضرت شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ نے قصیدہ بردہ شریف کے ۱۶۰ اشعار میں سرکار کائنات ﷺ کی عظمتیں بیان فرمائی ہیں، لیکن یہ سب اپنے اپنے علم کے مطابق ہیں۔

خالقِ کائنات ﷻ، جس کے کلام کی انتہا ہی نہیں ہے، اپنے کلام وکلمات کے بارے میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے: ۔قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ (الکہف:۱۰۹)'' (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ) فرمادیں اگر سمندر میرے ربّ (خبیر) کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہوجائے گا اور میرے ربّ (عظیم) کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگر ہم ویسا ہی سمندر اور اُس کی مدد کے لئے لے آئیں''۔

ربّ کریم کے علوم غیر متناہی ہیں، دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ ۔۔۔ (لقمان:۲۷) ''اور اگر زمین

۲۰۸ یہ ابوالعالیہ وہ بڑے امام ہیں، جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی (تیسیر الباری جلد ۶ ص ۳۱۶۔

میں جتنے پیڑ ہیں، سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اُس کی سیاہی ہوں اور اُس کے پیچھے سات سمندر اور ہوں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی باتیں ختم نہیں ہوں گی"۔

ساری دُنیا کے درخت قلمیں بن جائیں اور ساتوں سمندر روشنائی بن جائیں اور تمام ملائکہ اور جن وانس لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ ختم ہوجائے گا مگر اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کے علوم ختم نہ ہوں گے۔ جب ربِ ذوالجلال والاکرام خود صفت وثنائے مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ کر رہا ہے اور یہ سلسلہ چوبیس گھنٹے کروڑوں سال سے جاری ہے اور تا اَبد جاری رہے گا۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان ختم ہوسکتی ہے یا اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے برابر ہوسکتی ہے؟

اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا ہے: وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○ "اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کے ذکر کو آپ (ﷺ) کے لئے بلند فرمایا ہے"۔

خبرِ غیب:

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْحَرْبَ وَیَفِیْضَ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہُ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ: وَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا[۲۰۹] "قسم ہے اُس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

---

۲۰۹ بخاری جلد ۱ ص ۴۹۰، تیسیر الباری جلد ص ۵۰۵، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۳۲۰، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۴۴، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۴۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۴۳۔

وہ زمانہ قریب ہے جب (حضرت) مریم (علیہا السلام) کے بیٹے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) تم میں نازل ہوں گے۔ درآں حالیکہ وہ منصف حاکم ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ کر پھینک دیں گے (تثلیث کو باطل کر دیں گے)۔ سؤر کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے۔ اُس وقت مال وزر بہت پھیل جائے گا۔ اور کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ ایک سجدہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث شریف پڑھ کر فرماتے تھے اگر تم چاہو تو (سورۃ النسآء کی) یہ آیت (مبارک) پڑھو۔ (جو اِس حدیث شریف کی تائید کرتی ہے) کوئی کتاب والا ایسا نہ ہوگا جو اُن (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی وفات سے پہلے اُن پر ایمان نہ لائے گا اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے دن اُن پر گواہی دیں گے"۔ ۝

۝ "گویا اِس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے قریب جو یہود اور نصاریٰ ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام اُن کے زمانہ میں اُتریں گے تو وہ اپنی موت سے بیشتر اُن پر اِیمان لائیں گے۔ ابن عباسؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ لیکن ابنِ جریر نے ابن عباسؓ سے بہ سند صحیح روایت کیا کہ یہ آیت عام ہے ہر ایک کتاب کو شامل ہے، خواہ کسی زمانے میں ہوں یا معنی یہ ہیں کہ مرتے وقت اُن کو بتلایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول تھے جیسے مسلمانوں کا اِعتقاد ہے۔ اُس وقت وہ اِیمان لاتے ہیں لیکن ایسے وقت کا اِیمان کچھ مفید نہیں۔ اِس حدیث شریف سے صاف اُس شخص کا جھوٹا ہونا نکلتا ہے جو ملکِ ہند میں موضع قادیان میں پیدا ہوا ہے اور اپنے تئیں عیسیٰ کہتا ہے نہ وہ حاکم ہوا، نہ اُس نے جزیہ موقوف کیا بلکہ خود نصاریٰ کا محکوم اور دستِ نگر ہے"۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۵۰۵ من وعن) ☆

☆ غیر مقلدین نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا اِنکار کرتے ہیں۔ لیکن اگر نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب نہ مانیں تو ختم نبوت کا عقیدہ

درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ختمِ نبوت کی تمام اَحادیثِ مبارکہ علمِ غیبِ مصطفیٰ ﷺ کی روشن اَحادیثِ مبارکہ ہیں۔ بعض غیر مقلدین ایسی اَحادیثِ مبارکہ کو پیش گوئی سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض خبرِ مستقبل لکھتے ہیں لیکن خبرِ غیب یا علمِ غیب ماننے اور لکھنے سے گریز کرتے ہیں۔ اِن لوگوں کو اللہ (جل جلالہ) سمجھ عطا فرمائے کہ خبرِ مستقبلہ اور پیش گوئی بھی تو آئندہ کی غداً کی خبر ہوتی ہے۔ اور مستقبل کی جو خبریں آپ ﷺ نے عطا فرمائی ہیں وہ سب علمِ غیب اور خبرِ غیب ہی کہلاتی ہیں۔ کسرِ صلیب سے مراد نصرانیت کو ختم کرنا ہے اور ساری دُنیا میں صرف ایک دینِ اِسلام رہ جائے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہیں کریں گے اور اُن کے نزول سے قبل جزیہ باقی رہے گا۔ کیونکہ ہم مال کے محتاج ہیں اور آپ کے نزول کے بعد مال کی کثرت کے باعث مال کی اِحتیاج نہ رہے گی اور جزیہ ختم ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے عدل و اِنصاف کے سبب برکات نازل ہوں گی اور خیرات کی بارشیں ہوں گی۔ اُس وقت زمین اپنے خزانے باہر نکال دے گی اور قیامت کے قرب کے باعث لوگوں کی مال و دولت کی طرف رغبت نہ رہے گی اور ایک سجدہ دُنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اُس زمانہ میں قربِ الٰہی صدقات و خیرات سے نہ ہوگا' صرف عبادات سے ہی قربِ الٰہی حاصل ہوگا۔ لوگوں کے حال کی اِصلاح ہوگی' اُن کا اِیمان مضبوط ہوگا۔ اُن کا مطمعِ نگاہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی عبادت ہوگا اور وہ ایک رکعت کو ساری دُنیا کے حصول پر ترجیح دیں گے۔ نماز کثرتِ صدقہ سے بہتر ہوگی۔ سجدہ سے مراد ایک رکعت ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں کیا حکمت ہے اور اِس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے؟۔ اِس کا جواب یہ ہے آپ کے نزول میں یہودیوں کا رَد ہے کیونکہ اُنہوں نے کہا تھا کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ (نعوذ باللہ) تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم نے اُن کی

تکذیب بیان فرمائی ہے کہ اُنہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ اُن کو (یعنی یہودیوں کو) قتل کریں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اُس وقت اُن کی موت کا وقت قریب ہوگا۔ اِس لئے وہ زمین پر اُتریں گے تاکہ اُس میں دفن ہوں کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوتے ہیں وہ مٹی کے سوا کسی دوسرے مکان میں فوت نہیں ہوئے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سرورِ کائنات ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمّت کی صفات کی سماعت کی تو اُنہیں شوق ہوا کہ وہ بھی آپ (ﷺ) کی اُمّت کا فرد بنیں' اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ حتیٰ کہ وہ آخر زمانے میں تشریف لائیں گے اور اِسلام کے اُمور کی تجدید کریں گے۔ اُن کے زمانے میں دَجّال کا خروج ہوگا وہ اُس کو قتل کریں گے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ آسمان سے نزول کے سبب نصاریٰ کی تکذیب کریں گے اور اُن کے باطل دعووں کے بطلان کا اِظہار کریں گے کہ اُنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ (عمدۃ القاری' کرمانی اور فتح الباری باختصار تفہیم البخاری جلد۵ ص۳۲۲)

حضرت اِمام مہدی علیہ السلام اِمام ہوں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ۲۱۰ ''تمہاری اُس وقت کیا شان ہوگی جبکہ تمہارے درمیان (حضرت) ابن مریم (علیہ السلام) نازل ہوں گے اور تمہارا اِمام تم میں سے ہوگا''۔ ۝

۝ ''یعنی اِمام مہدیؑ اِمام ہوں گے۔ وہی نماز کی اِمامت کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ اُن کی اقتداء کریں گے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تم میں سے ہو کر اِمامت کریں گے' مذہب اِسلام کی پیروی کریں گے اور شریعتِ محمدیؐ پر چلیں گے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۵۰۶ من وعن) ☆

۲۱۰ بخاری جلد۱ ص۴۹۰' مسند ابو عوانہ جلد۱ ص۱۰۶' قرطبی جلد۲ جز۴ حدیث نمبر۱۰۱' جلد۸ جز۱۶ حدیث نمبر۱۰۶' شرح السنۃ جلد۷ ص۴۵۶۔

شرح:

☆ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''کتاب الایمان'' میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت یہ ہوگی کہ آپ ہلکے زرد رنگ کی چادریں پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے' سفید مینار کے پاس شرقی دمشق کے دروازہ پر نزول فرمائیں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ٹپکتے نظر آئیں گے۔ آپ کے پاس یہودی آ کر کہیں گے' ہم آپ کے اَصحاب ہیں۔ آپ اُنہیں فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو۔ نصاریٰ بھی اِسی طرح کہیں گے۔ آپ فرمائیں گے میرے اَصحاب مہاجرین ہیں جو جنگ سے بچ نکلے ہیں۔ آپ اُن کے خلیفہ کو دیکھیں گے کہ وہ اُنہیں نماز پڑھا رہے ہیں' آپ پیچھے ہو جائیں گے اور اُسے فرمائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم آپ سے راضی ہے میں تو صرف وزیر بن کر آیا ہوں' امیر بن کر نہیں آیا ہوں۔ آپ کے تشریف لاتے ہی اَمارت ختم ہو جائے گی۔ نیز کعب اَحبار نے کہا دَجّال مومنوں کا بیت المقدس میں محاصرہ کئے ہوئے ہوگا۔ لوگوں کو سخت بھوک پیاس لگے گی حتیٰ کہ وہ اپنی کمانوں کی رسیاں کھانے لگیں گے۔ وہ اِسی حال میں ہوں گے کہ وہ صبح کے اَندھیرے میں ایک بلند آواز سنیں گے اور وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہوں گے۔ نماز قائم ہوگی۔ مسلمانوں کا اِمام متاخر ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ آگے اِمامت کے لئے مصلیٰ پر تشریف لائیے! چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ پھر اِس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اِمام ہوں گے اور وہ شخص حضرت اِمام مہدی علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ آپ اذان واِقامت کے درمیان نزول فرمائیں گے اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت میں ہے کہ مسلمان بیت المقدس میں محصور ہوں گے۔ اُس وقت عورتیں ایک لاکھ ہوں گی اور بائیس ہزار مجاہد مرد ہوں گے۔ اچانک اُن کو بادل ڈھانپ لے گا۔ صبح کے وقت بادل کھلے گا تو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن میں موجود ہوں گے۔ مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد زمین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدتِ اِقامت سات سال ہوگی۔ ابونعیم نے کتاب الفتن میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور اُنیس سال زمین میں اِقامت فرمائیں گے۔ اِسی اسناد سے اُنہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ زمین میں چالیس سال اِقامت کریں گے۔ حضرت امام احمد اور حضرت اِمام ابوداؤد رحمہما اللہ تعالیٰ نے صحیح اَسناد کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن آدم علیہ الرحمہ کے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِس طرح مرفوع روایت کی ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ لوگوں میں چوبیس سال اِقامت کریں گے۔ اُن میں سے دس سال لوگوں کو جنت میں درجات کی تفصیلات بیان کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح کریں گے اور آپ کی اَولاد ہوگی اور اُنیس سال اِقامت کریں گے۔ حضرت یزید بن ابی حبیب علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ آپ قبیلہ ازد کی عورت سے نکاح کریں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ خدا نہیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ شادی کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی ہوگی اور پینتالیس سال اِقامت کریں گے، پھر فوت ہوں گے اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں صرف سات برس ٹھہریں گے۔ آپ کے دو صاحبزادے حضرت محمد اور حضرت موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوں گے۔ آپ کے زمانہ میں کوئی اِمام، قاضی اور مفتی نہ ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم علم کو قبض کرے گا۔ لوگ علم سے خالی ہوں گے۔ جب آپ نازل ہوں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم آپ کو شریعت کا علم عطا فرمائے گا تاکہ لوگوں میں فیصلے کریں اور سب مومن جمع ہو کر آپ کو

حاکم تسلیم کریں گے جبکہ اُن کے سوا کوئی اِس کے لائق نہ ہوں گا۔ (عینی باختصار)

قَوْلُهٗ اِمَامُكُمْ مِّنْكُمْ حضرت علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو آپ اِس اُمّت کے اِحترام واِعزاز کے طور پر فرمائیں گے تم میں سے ہی بعض اِمام ہوں گے۔ حضرت ابنِ جوزی علیہ الرحمہ نے کہا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت اِمام اِمامت کے لئے آگے ہوں تو دِلوں میں اُن خطرات کو راہ ملے گی کہ آپ متشرع نبی ہیں اِس لئے وہ مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھیں گے۔ تاکہ شُبہ کے غبار سے **لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ** کا روئے مبارک غبار آلود نہ ہو۔ طیبی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری اِمامت اِس حال میں کریں گے کہ آپ تمہارے دین پر ہوں گے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت اِمام مہدی علیہ السلام کی اِقتداء میں نماز پڑھنا حالانکہ وہ آخر زمانہ ہوگا اور قیامت قریب ہوگی، اِس حال میں اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی زمین حجت قائم کرنے والے سے خالی نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں اِرشاد نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ **لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَالَ اَللّٰهُ اَللّٰهُ. وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ!** (تفہیم البخاری جلد۵ ص۳۲۳ من وعن)

''علمِ غیب کی اِس حدیث شریف کو مان کر ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے۔ آنے والے حالات کی خبر ہی تو علمِ غیب ہے۔ عقیدہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب پر یقین کرنا اَشد ضروری ہے کیونکہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جتنے حقائق اور واقعات کا بیان ہے اُن میں ساری کی ساری غیبی خبریں ہیں۔ علمِ غیب کی نفی اور ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ متضاد خیالی اور ناسمجھی کی دلیل ہے۔

یہود ونصاریٰ کے نقشِ قدم پر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا**

بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ سَلَکُوْ حُجْرَ ضَبٍّ لَسَلَکْتُمُوْهُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْیَهُوْدَ وَ النَّصَارٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَمَنْ؟[۲۱۱] تم بھی اَگلے لوگوں کی چال پر چلو گے بالشت کے بدل بالشت، ہاتھ کے بدل ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں (جو نہایت تنگ ہوتا ہے) گھسیں گے تو تم بھی اُس میں گھس جاؤ گے۔ ۵ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اَگلے لوگوں سے کون لوگ مراد ہیں۔ یہود و نصاریٰ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اور کون یعنی یہود و نصاریٰ۔''

۵ آپؐ کا مطلب یہ ہے کہ اَندھا دُھند یہود و نصاریٰ کی تقلید کرنے لگو گے۔ فکر اور تامل کا مادہ تم میں سے نکل جائے گا۔ ہمارے زمانہ میں مسلمان اَیسے اَندھے بن گئے ہیں کہ نصاریٰ جو کام کریں یہ بھی ویسا ہی کرنے میں مستعد ہو جاتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ آیا ہمارے ملک اور ہمارے مراسم اور ہماری شریعت کی رُو سے یہ کام قرینِ عقل ہے یا نہیں۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۰۹ من وعن) ☆

☆ ''اِس حدیث شریف میں آنے والے حالات کی خبر غیبی بتائی گئی ہے اور راوی ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور لکھتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ معلوم ہوا کہ اُن لوگوں کے نزدیک غیب کی خبریں دینے والی حدیثیں بیان کرنا اور روایت کرنا اور لکھنا اِنتہائی ضروری رہا ہے۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اَیسی احادیث جن میں غیب کا علم اور خبریں ہیں اُنہیں خوب خوب بیان فرماتے ہیں۔ اُن کو تو علم مصطفیٰ ﷺ میں شرک نظر نہیں آتا تھا مگر کیسے ہیں وہ لوگ جو علمِ غیب مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں خائن ہیں اور غیر اِسلامی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہر کلمہ گو کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم جیسا مکمل صحیح اِسلامی عقیدہ نصیب فرمائے''۔

بلند حوصلگی اور حُبِّ رسولِ کریم ﷺ:

اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے

---

۲۱۱ بخاری جلد۱ص ۴۹۱ حدیث نمبر ۳۴۵۶، مسلم حدیث نمبر ۶-۲۶۶۹، مسند احمد جلد۳ص ۸۴، مستدرک حاکم جلد۱ حدیث نمبر ۳۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۶۱، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۹۲۳۔

کہ حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے مشرکین مکہ کی ہجو کرنے کے لئے اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی انہی کے خاندان میں سے ہوں (حضرت) حسان (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا میں اپنی شاعری کے کمال سے آپ (ﷺ) کو اُن مشرکوں میں سے اِس طرح نکال لوں گا جیسے مکھن میں سے بال نکال لیتے ہیں۔ (اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے) اپنے والد سے یہ بھی روایت بیان کی کہ میں اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے (حضرت) حسان (رضی اللہ عنہ) کو بُرا کہنے لگا۔ اُنہوں نے فرمایا (حضرت) حسان (رضی اللہ عنہ) کو برا نہ کہہ (سبحان اللہ کیا پاک نفسی تھی)۔ کیونکہ وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حمایت کرتا تھا۔ ۝

۝ ''مشرکین جو آنحضرت ﷺ کی برائیاں کرتے حسان اُن کا جواب دیتے اور جواب بھی کیسا کہ مشرکوں کے دل پر سانپ لوٹتا۔ اِیمان اور پاک نفسی اِسی کا نام ہے۔ باوجودیکہ حسانؓ نے حضرت عائشہؓ کو اَیسی تہمت لگائی تھی کہ اور کوئی ہوتا تو دل کھول کر اُن کو گالیاں دیتا مگر اِس وجہ سے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے خیر خواہ اور حمایتی اور مداح تھے۔ اپنی ذات کی بُرائی کا کچھ خیال نہیں کیا۔ ہائے اَفسوس ایک زمانہ وہ تھا ایک ہمارا زمانہ ہے جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں رات دن حدیث اور قرآن میں مشغول رہتے ہیں۔ اُن کو یہ نام کے مسلمان یوں بُرا کہتے ہیں کہ فلاں مولوی یا مجتہد کے خلاف ہیں۔ معاذ اللہ'' اللہ اور رسول ﷺ کی محبت ایسی چیز ہے کہ تمام جہان کی برائیاں اگر ہوں بھی تو وہ درگزر کے قابل ہیں اُن کی تعریف اور ستائش کرنی چاہئے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۵۶۱ من وعن)

خارجی فرقہ کو وحید الزماں صاحب کی تعلیمات پر غور کرنا چاہئے کہ وہ یہ درس دے رہے ہیں کہ جو لوگ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہیں انہیں بُرا نہیں کہنا چاہئے۔ لیکن خارجی فرقہ اَیسا متعصب فرقہ ہے آن واحد میں شرک

وبدعت کے فتوے لگا کر یہ ثابت کر دیتا ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے محبت کرنے والوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ یہ فرقہ وہی جماعت ہے جو کافروں سے دوستی لگاتی ہے اور مومنوں سے دشمنی رکھتی ہے۔

اولیاء اللہ کی برکتیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ اِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْئَالُ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسْئَالَهٗ فَقَالَ لَهٗ هَلْ تَوْبَةٌ، قَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَجَعَلَ يَسْئَالُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ وَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ [۲۱۲] ''بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے (۹۹) قتل کر دیئے تھے۔ پھر وہ (نادم ہو کر) اُس کے متعلق دریافت کرنے نکلا۔ ایک راہب کے پاس آیا اور اُس سے دریافت کیا اور کہا کیا اُس کی توبہ قبول ہوگی؟ راہب نے کہا نہیں! تو اُس (قاتل) نے اُس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ مسئلہ پوچھتا چلا تو اُسے ایک شخص نے کہا فلاں فلاں گاؤں (بستی) میں جاؤ۔ ○ (وہ اُس طرف جا رہا تھا) کہ راستے میں اُس کو موت نے آلیا (تو مرتے مرتے) اُس نے اپنا سینہ اُس بستی کی طرف جھکا دیا (جدھر وہ توبہ کرنے جا رہا تھا)۔ اَب رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اُس کے بارے میں تکرار کرنے لگے (جھگڑنے لگے) تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) نے اُس بستی (جس کی طرف وہ جا

---

[۲۱۲] بخاری جلد ۱ ص ۴۹۳، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۲۱، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۳۴۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۰۷، جلد ۷ ص ۳۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۱۵۸، مسلم جلد ۲ ص ۳۵۶۔

رہا تھا) کو وحی کی (حکم دیا) کہ تو اُس (شخص) کے قریب ہو جا اور اُس بستی کو (جس سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ تو دُور ہو جا۔ پھر فرشتوں سے فرمایا: (اَیسا کرو جہاں یہ مرا ہے وہاں سے دونوں بستیوں کے درمیان پیمائش کرو تو وہ ایک بالشت اُس بستی کے قریب پایا گیا (جدھر وہ جا رہا تھا) تو اللہ (تبارک وتعالیٰ غفور ورحیم) نے اُسے بخش دیا''۔

○ ''نصرہ میں وہاں ایک بڑا درویش رہتا ہے اُس کے ہاتھ پر توبہ کر۔ طبرانی کی روایت میں اِس کی صراحت ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۲۲ حاشیہ نمبر۳ من وعن) جس بستی کی طرف اُس کو بھیجا گیا اُس بستی کا نام ''نصرہ'' تھا۔ وہاں ایک ولی اللہ رہتا تھا۔ اُس کے پاس جا کر توبہ کرنے کے لئے اُس کو کہا گیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں اِتنا زیادہ ہے' رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہو کر نکلا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا وہ ساری عمر خون کرتا رہا اُس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۲۲ من وعن)

صحیح مسلم میں ہے: ثُمَّ خَرَجَ مِنْ قَرْیَةٍ اِلٰی قَرْیَةٍ فِیْهَا قَوْمٌ صَالِحُوْنَ فَلَمَّا کَانَ فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ اَدْرَکَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ ''پھر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف چلا جہاں نیک لوگ رہتے تھے' راستہ میں اُس کو موت نے آلیا تو اُس نے اپنا سینہ آگے بڑھایا''۔ پھر جھگڑا کیا رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے فَکَانَ اِلَی الْقَرْیَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبُ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا [۲۱۳] ''وہ قریۃ الصالحہ (بستی شریف' اچھے گاؤں) کی طرف نزدیک نکلا تو اُنہی لوگوں میں کیا گیا''۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کیا میں تم سے اُس بات کو بیان نہ کروں جو میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنی ہے۔ میرے دونوں کانوں نے اُس کو سُنا' میرے دِل نے اُس کو یاد رکھا

[۲۱۳] صحیح مسلم جلد۱ص۳۵۴۔

(اگلے زمانے میں) ایک شخص تھا' اُس نے ننانوے آدمیوں کو (ناحق) قتل کیا پھر اُس کو توبہ کا خیال آیا اور اُس نے دریافت کیا کہ ساری زمین میں کوئی بڑا عالم ہے' پھر آگے وہی واقعہ ہے جو صحیح مسلم اور بخاری شریف میں ہے۔

ابنِ ماجہ میں یہ زیادہ ہے کہ اُس کو اللہ والے نے فرمایا: اُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ الَّتِيْ اَنْتَ فِيْهَا اِلٰى قَرْيَةِ الصَّالِحَةِ قَرْيَةً كَذَا وَ كَذَا ''تو اُس ناپاک بستی سے جہاں تو نے اِتنے سخت گناہ کئے ہیں نکل جا اور فلانی نیک بستی میں جا' اُس کا نام لیا''۔ فَاعْبُدْ رَبَّكَ فِيْهَا ''اُس بستی میں جا کر اپنے رَبّ کریم کی عبادت کر''۔ راستے میں اُس کو موت آن پہنچی۔ پھر وہی واقعہ ہے جو دیگر کُتبِ احادیث میں ہے۔ سنن ابنِ ماجہ میں ہے فَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَكًا فَاخْتَصَمُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا [۲۱۴] ''پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے ایک فرشتے کو (اُن کا فیصلہ کرنے کے لئے) بھیجا۔ دونوں طرف کے فرشتے اُس کی طرف رجوع ہوئے''، صحیح مسلم میں ہے: فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ ''پھر اُن کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا اور اُنہوں نے اُسے اپنے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا''، پھر باقی روایت ویسے ہی ہے جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔

صحیح مسلم شریف میں قاتل کی بستی کو اَرْضُ سُوْءٍ کہا گیا ہے اور سنن ابنِ ماجہ میں قَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ اور صحیح مسلم اور سنن ابنِ ماجہ میں نیک لوگوں کی بستی کو قَرْيَةُ الصَّالِحَةِ... ''نیک بستی'' فرمایا گیا ہے۔

بستیوں کو شریف یا صالح کہنا:

''بستیوں کو شریف یا صالح کہنا قرآنِ مجید اور اَحادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ... (المائدۃ:۲۱) ''اے میری قوم اُس پاک بستی (بستی شریف) میں

[۲۱۴] ابن ماجہ ۱۹۲' حدیث نمبر ۲۶۲۲۔

داخل ہو''۔ (اُس زمین کو مقدس اِس لئے فرمایا گیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مسکن تھی)۔ حضرت موسیٰ ''طویٰ'' کے علاقہ میں تشریف لے گئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا: اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۝ (طٰہٰ:۱۲) ''بے شک آپ پاک بستی طویٰ میں ہیں''۔ جو ملک شام میں طور کے قریب ہے۔ سورۃ النازعات کی آیت نمبر ۱۶ میں بھی اِس کا ذکر ہے۔ اِسی طرح ''طیب'' بمعنی پاک' ستھرا اور مقدس کے معنوں میں مختلف چیزوں کا ذکر قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ مثلاً اَلْبَلَدُ الطَّیِّبُ (الاعراف:۵۸) ''پاک اور اچھی زمین''۔ اَلْکَلِمُ الطَّیِّبُ (فاطر:۱۰) ''پاک کلام'' فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا (النسآء:۴۳' المائدہ:۶) ''تو پاک مٹی سے تیمم کرو''۔ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً (آل عمران:۳۸) ''پاک اَولاد'' ایسے ہی کئی اور آیاتِ مبارکہ بھی قرآنِ مجید میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

اِسی سے صحیح العقیدہ مسلمان بعض شہروں کو جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے محبوب' نیک' بزرگ ہستیاں اور برگزیدہ لوگ رہتے ہیں' اُن کے نام کے ساتھ شریف کا لفظ لگاتے ہیں۔

جیسے مدینہ شریف' بغداد شریف' چورہ شریف' علی پور شریف' کوٹلہ شریف' شرقپور شریف' کیلیانوالہ شریف' کرماں والا شریف' ملتان شریف اور لاہور سے دور رہنے والے لوگ قدوۃ الصالحین زبدۃ العارفین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کی نسبت سے لاہور کو لاہور شریف کہتے ہیں' ایسے ہی سیّدی مرشدی پیر طریقت' رہبر شریعت' امینِ علم لدنی حضرت قبلہ بابا جی سرکار حاجی محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہ العزیز کی بستی کو عقیدتمند لوگ ''پیلے گوجراں شریف'' کہتے ہیں۔ جو لوگ بستیوں کو شریف کہنے سے ناراض ہوتے ہیں اُن بیچاروں کی تربیت کی ضرورت ہے وہ علم حدیث شریف اور علم قرآنِ مجید سے نابلد ہیں۔

سنن ابنِ ماجہ میں ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو زیرِ بحث حدیث

شریف کے راوی ہیں، فرماتے ہیں، مجھے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اُس کو موت آن پہنچی تو گھسٹ کر یا محنت کر کے **فَقَرُبَ مِنَ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ وَبَاعَدَ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ فَأَلْحَقُوْهُ بِأَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ** ''وہ نیک بستی کے قریب ہو گیا اور بُری بستی سے دُور ہو گیا۔ آخر فرشتوں نے اُس کو نیک بستی کے لوگوں میں شریک کیا''۔ اور وہ شخص نیکوں میں لکھا گیا''۔ سبحان اللہ! اگر مالکِ حقیقی کے رحم وکرم کو دیکھو تو اُمید ایسی بندھ جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی گنہگار کو عذاب نہ کرے گا اور اگر اُس کے جلال اور عدل وقہر کی طرف خیال کرو تو اپنے عملوں کا حال دیکھ کر ایسا خوف طاری ہوتا ہے کہ معاذ اللہ۔ ایمان اِسی کا نام ہے کہ اِنسان خوف اور رجاء کے درمیان رہے۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اِنسان خواہ جس قدر بھی گنہگار ہو اُس کو توبہ کا خیال نہیں چھوڑنا چاہئے اور گناہوں کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ وہ ارحم الراحمین پروردگار ہے اور اُس کا اِرشاد ہے **رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ** لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی رحمت ومغفرت کا تکیہ لگانا اور گناہ کا اِرتکاب کرنا بڑی حماقت اور سفاہت ہے۔ ہر وقت گناہ سے بچتے رہنا چاہئے اور خصوصاً حقوق العباد کی تلفی سے۔ اگر کبھی شامتِ اَعمال سے گناہ سرزد ہو جائے تو اپنے مالکِ حقیقی کے حضور گڑگڑا کر توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ گناہ نہیں کرے گا تو کیا عجب کہ مالک غفور ورحیم اُس کو معاف فرمادے۔

قانونی نکتہ:

اِس حدیث شریف میں اشکال ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ اَیسے شخص کی توبہ قبول نہیں تو سارے نصوص کی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم فرماتا ہے **اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا...** (البقرہ:۱۶۰) اور اگر ہم یہ کہیں کہ توبہ قبول ہے تو نصوص شرع کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ توبہ کے ساتھ حقوق

العباد معاف نہیں ہوتے بلکہ اُن کی توبہ کا طریقہ کار یہ ہے کہ حقوق العباد اُن لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو اُن کے مستحق ہیں یا اُن سے معاف کرا لئے جائیں اِس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم جب اُس سے راضی ہو گیا اور اُس کی توبہ قبول کر لی تو وہ لوگ بھی راضی ہو جائیں گے جن کے حقوق اُس نے غصب کر رکھے تھے۔

زیر بحث حدیث شریف میں جس شخص کا ذکر ہے جب وہ مر گیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتے پہنچ گئے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا اِس نے دِل سے توبہ کر لی ہے اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا ہے۔ ہشام کی روایت میں ہے کہ فرشتوں نے دونوں بستیوں کے درمیان مسافت کی پیمائش کی تو جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا وہ بستی دوسری بستی سے' جہاں سے وہ شخص آیا تھا' زیادہ قریب تھی۔ اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تمام گناہوں سے توبہ کرنی مشروع ہے حتیٰ کہ قتل وغیرہ کبائر سے بھی توبہ کرنی مشروع ہے۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے کہا اہلسنّت کا مذہب یہ ہے کہ دوسرے گناہوں کی طرح قتل سے بھی توبہ قبول ہے اور اگر نصوص سے توبہ کی عدم قبولیت معلوم ہوتی ہے تو وہ زجر وتہدید پر محمول ہیں تا کہ لوگ قتل پر جرأت نہ کرنے لگیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ .... (النسآء:۱۱۶،۴۸) ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اِسے نہیں بخشتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک سے نیچے جو کچھ ہے' جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے''۔

لہٰذا شرک کے سوا ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم فرماتا ہے: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ... (النسآء:۹۳) ''جو کوئی عمداً مومن کو قتل کرے اُس کی سزا دوزخ ہے''۔ اِس سے ظاہر ہے قتلِ عمد معاف نہیں ہوتا۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اُس کو سزا دینا چاہے تو اُس کی سزا

یہی ہے جو آیتِ کریمہ میں مذکور ہے۔ ہوسکتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اُس کو سزا نہ دے اور معاف فرمادے یا یہ معنی ہیں کہ مومن کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اِس میں سب کا اتفاق ہے۔

مسائل:

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عالم کو عابد پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ پہلے راہب نے جو فتویٰ دیا تھا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوگی اُس پر عبادت کا غلبہ تھا۔ اُس نے ننانوے اِنسانوں کے قتل کو بہت بڑا گناہ سمجھا جبکہ دوسرے راہب نے جو عالم تھا اُس نے اچھا جواب دیا اور اُس کو نجات کی راہ بتائی۔

اِس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو اشخاص کے جھگڑے میں تصفیہ کے لئے تیسرے کو حاکم تسلیم کرلینا جائز ہے اور اُس کا فیصلہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا کیونکہ رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے باہم جھگڑا کیا تو تیسرے فرشتے نے اُن میں فیصلہ کردیا جو اِنسانی شکل وصورت میں ظاہر ہوا تھا' فرشتوں نے اُس کے فیصلے کو تسلیم کرلیا۔

نیز اِس حدیث شریف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علماء اور نیک لوگوں کے مقامات کی طرف قصد کر کے جانا باعث برکت ہے اور اُن کے توسل سے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ (تفہیم البخاری جلد۵ص۳۵۰)

لکڑی اور پتھر کا کلام کرنا اور بھیڑیئے کا علم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا ''ایک دفعہ ایک شخص ایک گائے (یا بیل) کو ہانک رہا تھا' اُس پر سوار ہوگیا' اُس کو مارا''۔ فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ ''وہ گائے بولی ہم (جانور) اِس لئے پیدا نہیں ہوئے ہم تو

کھیتی باڑی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں''۔ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! گائے بات کرتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَاِنِّیْ اُؤْمِنُ بِهٰذَا اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثُمَّ ''میں تو اِس پر یقین رکھتا ہوں اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی اِس پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہاں موجود نہ تھے''۔ پھر فرمایا: بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمِهٖ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَتْ حَتّٰى كَاَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّيْ فَمَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ؟ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ؟ ''ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا اِتنے میں ایک بھیڑیا لپکا اور ایک بکری لے بھاگا۔ یہ شخص اُس کے پیچھے لگا۔ بھیڑیئے کے منہ سے بکری چھڑا لی۔ اُس وقت بھیڑیا بول اُٹھا' اَب تو تو نے میرے منہ سے بکری چھڑا لی ہے سبع کے روز (قیامت کے دن) اِس کا محافظ کون ہوگا؟ جس دن میرے سوا اِس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا' اُس وقت کون چھڑائے گا''۔ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: فَاِنِّیْ اُؤْمِنُ بِهٰذَا اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثُمَّ ''میں اِس پر یقین رکھتا ہوں اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں اِس پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے''۔ ۲۱۵ ۝

۝ لیکن آپؐ کو اُن کی قوت ایمانی پر یقین تھا' جو اللہ اور اُس کے رسولؐ نے فرمایا مومن کو اُس پر یقین ہوتا ہے۔ البتہ کافر اور منافق کو شک رہتا ہے۔ گائے کا بات کرنا کون سی مشکل بات ہے وہ تو جاندار ہے' زبان رکھتی ہے۔ لکڑی اور پتھر نے اللہ کے حکم سے بات کی ہے۔ ہم مسلمانوں کو اِس پر یقین ہے' گو نیچری مردُود نہ مانیں وہ اَیسی باتوں میں شبہ کرتے رہیں۔ مرتے وقت خود بخود مان لیں گے۔ (تیسیر الباری

۲۱۵ بخاری جلد ۱ ص ۴۹۴' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۲۲' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۳۵۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۴' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۴۰۳۔

جلد۴ص۵۲۳ من وعن) ☆

☆ ''بقرہ کا اِطلاق گائے اور بیل دونوں پر ہوتا ہے۔ ''یوم سبع'' ایک دن آئے گا کہ جب اُن کو بھیڑیا پکڑ لے گا تو اُن کو چھڑانے والا کوئی نہ ہوگا اور اُس وقت میرے سوا چرانے والا کوئی نہ ہوگا یعنی تم بھاگ جاؤ گے اور میں ہی اُن کے قریب ہوں گا اور دیکھوں گا اُن میں سے میرے لئے کیا بچا ہے۔ حضرت اِمام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اِس کا معنی یہ ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں لوگ اُن کو چھوڑ جائیں گے اور اُن کا کوئی نگران نہیں ہوگا اور اُن کے لئے صرف بھیڑیئے رہ جائیں گے یعنی وہ تنہا اُن کے پاس ہوں گے۔ (تفہیم البخاری جلد۳ص۵۶۰)

اِس حدیثِ مبارک سے یہ پتا چلا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے ایک جانور کو مستقبل کا علم عطا فرمایا کہ اُس نے غیب کی خبر بتائی جس کو نبی آخر الزماں ﷺ کی زبانِ وحیٔ ترجمان نے بیان فرمایا: یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی عطا ہے اگر قرآنِ مجید میں کہیں بیان ہوتا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کسی کو علم غیب عطا نہیں فرماتا اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے کسی کو علم غیب عطا نہیں فرمایا تو کوئی آیتِ مبارک یا حدیثِ پاک ضرور ہوتی۔ اِس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم عالم الغیب والشہادہ ہے۔ اور علم غیب اُس کے پاس ہے لیکن یہ اُس نے کہیں نہیں فرمایا کہ میں کسی کو علم غیب عطا نہیں فرماتا۔ قرآنِ مجید سارے کا سارا غیب کی خبریں ہیں' ربّ کائنات جَلَّ وعلا نے اِن ساری غیبی خبروں سے متعلق نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو مطلع فرمایا ہے۔ ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہِ اِلَیۡکَ .... (آل عمران:۴۴' یوسف:۱۰۲) تِلۡکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہَاۤ اِلَیۡکَ (ھود:۴۹) ''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر آپ (ﷺ) کو بتاتے ہیں''۔ اِن مقدس آیاتِ مبارکہ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

سورۃ الجن میں ارشادِ ربانی ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ (الجن: ۲۶،۲۷) ''وہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے' اُن کے آگے پیچھے پہرہ مقرر فرما دیتا ہے''۔ اُنہیں غیوب پر مسلط فرماتا ہے اور اِطلاع کامل اور کشف وانخلاء اولیاء کے علم سے بہت بلند وبالا اور ارفع واعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء (علیہم السّلام) ہی کی وساطت اور اُنہی کے فیض سے ہوتے ہیں۔۔۔ سیّد الرسل' خاتم الانبیاء' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ' مرتضیٰ رسولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے آپ ﷺ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر اَحادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے اور یہ آیتِ مبارک حضور ﷺ کے اور تمام مرتضیٰ رسولوں علیہم السلام کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔ (خزائن العرفان زیر آیت الجن: ۲۶' حاشیہ نمبر ۵۰ من وعن)

زیر بحث حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عظیم مرتبہ ہے کہ اُن کو سیّد عالم ﷺ نے اپنا قائم مقام فرمایا اور اُن کے ایمان کی توثیق فرمائی۔ جس صحابی رضی اللہ عنہ نے بھیڑیئے سے بکری چھین لی تھی' وہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت اہبان بن عقبہ رضی اللہ عنہ تھے' اُنہوں نے شجرہ کے تحت سیّد عالم ﷺ کی بیعت کی تھی۔ (تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۶۵۰)۔

قدرتِ الٰہی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِيْهِ لَمَّا حُضِرَ اَيُّ اَبٍ كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوْا خَيْرُ اَبٍ، قَالَ: فَاِنِّيْ لَمْ اَعْمَلْ

خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مِتُّ فَاحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ؟ قَالَ مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ رَحْمَتُهُ [۲۱۶] ''تم سے پہلے ایک شخص (نام نامعلوم بنی اسرائیل سے) تھا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُسے بہت سا مال دیا تھا' وہ مرتے وقت اپنے بیٹوں سے کہنے لگا' میں تمہارا کیسا باپ تھا؟ اُنہوں نے کہا بہت اچھا باپ تھا۔ اُس نے کہا، میں نے عمر بھر کبھی کوئی نیکی نہیں کی جب میں مرجاؤں تو تم اَیسا کرنا کہ مجھ کو جلا دینا۔ پھر (ہڈیاں) خوب پیسنا اور جس دِن آندھی چلے (میری) راکھ (ہوا) میں اُڑا دینا۔ اُنہوں نے اَیسا ہی کیا۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُس کا سارا بدن اکٹھا کرلیا۔ فرمایا: اَرے تو نے اَیسا کیوں کیا؟ عرض کیا' پروردگار! تیرے ڈر سے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُس پر رحم فرمایا۔ (اور اُسے بخش دیا) (سبحان اللہ: کیسا ارحم الراحمین ہے)۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۵۲۹)

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ حدیث شریف بخاری شریف میں پانچ مرتبہ بیان کی ہے۔ حدیث نمبر ۳۴۷۸، ۳۴۷۹، ۳۴۸۱ تین بار اِسی باب میں یعنی حدیث نمبر ۳۴۷۸، ۳۴۷۹ اور ۳۴۸۱ ایک مرتبہ **کتاب الرقاق باب الخوف من اللہ** حدیث نمبر ۶۴۸۱ اور ایک مرتبہ **کتاب التوحید**۔ باب نمبر ۵۴ حدیث نمبر ۷۵۰۸۔ تمام مقامات میں چند حروف کا اِختلاف ہے مگر مضمون ایک جیسے کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث شریف کے مطابق جب اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے اُس سے پوچھا کہ آخر تم نے اَیسا کیوں کیا تھا؟ تو عرض کیا: تیرے خوف سے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) نے اُس کو بخش دیا۔

صحیح مسلم شریف میں اِس طرح کی تین اَحادیثِ مبارکہ ہیں' دو کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ ایک کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں: رَجُلٌ لَّمْ

[۲۱۶] بخاری جلد۱ ص ۴۹۵ کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۳۴۴' الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۲۶۰۔

يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ قَالَ لِاَهْلِهٖ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهٗ فِي الْبَرِّ وَ نِصْفَهٗ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَّا يُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَفَعَلُوْا مَآ اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَافِيْهِ وَاَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَافِيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ [۲۱۷] ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی جب وہ مرنے لگا تو اپنے لوگوں سے کہا مجھے جلا کر راکھ کر دینا پھر آدھی راکھ جنگل میں اُڑا دینا اور آدھی سمندر میں کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی قسم اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) مجھے پائے گا تو ایسا عذاب کرے گا کہ دُنیا میں ایسا عذاب کسی کو نہیں کرے گا۔ جب وہ شخص مر گیا۔ اُس کے لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسی اُس نے وصیّت کی تھی اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے جنگل کو حکم فرمایا: اُس نے سب راکھ اکٹھی کر دی پھر سمندر کو حکم فرمایا: اُس نے بھی اُس کی ساری راکھ اکٹھی کر دی۔ پھر پروردگار نے (اُس کو زندہ فرما کر) اُس شخص سے فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ بولا: اے پروردگار تو خوب جانتا ہے، تیرے ڈر سے۔ چنانچہ پروردگار نے اُسے بخش دیا''۔

صحیح مسلم کی دوسری روایت جس کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، میں یہ بات زیادہ ہے کہ اُس شخص نے جس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) نے خوب مال اور اولاد سے نوازا تھا۔ اُس نے اپنی اولاد سے کہا: لَتَفْعَلُنَّ مَآ اٰمُرُكُمْ بِهٖ اَوْ لَاُوَلِّيَنَّ مِيْرَاثِيْ غَيْرَكُمْ ''تم وہ کام کرنا جو میں حکم دیتا ہوں ورنہ میں اپنے مال کا وارث کسی اور کو کر دوں گا''۔ پھر باقی حدیث شریف ویسی ہے جیسی بخاری شریف سے نقل کی گئی ہے۔ [۲۱۸]

غالب اِمکان یہ ہے کہ یہ شخص کوئی اسرائیلی تھا اور کفن چور تھا۔ یہ واقعہ اُس

---

[۲۱۷] مسلم جلد۲ص ۳۵۶،۳۵۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۵۵، مسند احمد جلد۲ص ۲۶۹ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۵۴۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۳۴۲۔ [۲۱۸] مسلم جلد۲ص ۳۵۷۔

وقت کا ہے جب انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم دُنیا سے گم ہو چکی تھی۔ لوگ رب تعالیٰ کی صفات سے بے خبر ہو چکے تھے۔ اگر چہ اُس زمانہ میں دفن کا رواج تھا مگر اُس ناسمجھ نے خیال کیا کہ دفن ہونے کی صورت میں میری لاش ایک ہی جگہ ہو گی جسے رَبِّ کریم دوبارہ زندگی بخشے گا اور اگر میری مٹی کے ذرّے دریا اور خشکی میں بکھر گئے تو رَب تعالیٰ اُسے جمع نہ کرے گا یا جمع نہ کر سکے گا۔ اُس کا یہ خیال قدرتِ الٰہی سے بے خبری کی بنا پر تھا۔ لہٰذا یہ بندہ معذور تھا۔ اُسے اِس بنا پر کافر نہیں کہہ سکتے کیونکہ اَیسے زمانے میں نجات کے لئے عقیدہ توحید ہی کافی ہوتا تھا۔

مسئلہ: مُردہ کو جلا ڈالنے اور اُس کی مٹی کو اڑا دینے سے مردہ حساب و کتاب سے نہیں بچ سکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ایک آن میں اُس کے تمام ذرّات کو جمع کر کے حساب بھی لیتا ہے اور عذاب بھی دے دیتا ہے۔

خبرِ غیب غداً:

حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب حضرت امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ یہ حدیث شریف بیان کرتے ہیں سَیَکُوْنُ مَلِکٌ مِنْ قَحْطَانَ ''عنقریب عرب کا بادشاہ ایک قحطانی ہوگا''۔ (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) یہ سن کر غُصّہ ہوئے (اور خطبہ سنانے کھڑے ہوئے) پہلے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی صفت وثناء بیان کی جیسی اُس کی شان کے لائق تھی۔ حمد وثناء کے بعد کہا **اما بعد**، مجھے یہ خبر پہنچی ہے تم میں بعض لوگ اَیسی اَحادیث بیان کرتے ہیں جن کی سند اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی کتاب سے نہیں نکلتی اور نہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ تم میں یہ لوگ جاہل ہیں اُن سے اور اُن کے خیالات سے بچے رہو، جن خیالات نے اُنہیں گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْهِمْ اَحَدٌ

اِلَّا کَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوْا الدِّیْنَ ۲۱۹ ''یہ خلافت اور سرداری قریش میں رہے گی جو کوئی اُن کی دشمنی کرے گا' اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اُس کو سرنگوں (اُوندھا) فرمائے گا' جب تک یہ دین اور شریعت کو قائم رکھیں گے۔ ۝

۝ ''اور جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو قریش کی خلافت قائم نہ رہے گی آپؐ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ پانچ چھ سو برس تک خلافت بنوامیہ اور عباسیہ جو قریشی تھے' قائم رہی۔ جب اُنہوں نے شریعت پر چلنا چھوڑ دیا اُن کی خلافت چھن گئی دوسرے لوگ بادشاہ ہوگئے جب سے آج تک پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔ .....اِس حدیث کا مطلب یہ ہے قیامت کے قریب ایک قحطانی عرب کا بادشاہ ہوگا۔ (قحطان یمن میں مشہور قبیلہ ہے)۔'' (تیسیر الباری جلد۴ص۵۴۰ من وعن) ☆

☆ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اَیسے تمام اِرشاداتِ مبارک علم غیب پر دلالت کرتے ہیں جو ربِّ کائنات عالم الغیب والشھادہ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ یہ ماننا عین ایمان ہے کیونکہ ایمان' اِیمان بالغیب ہی ہے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعظیم وتوقیر:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ تیراندازی کررہے تھے' تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِرْمُوْا بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا وَاَنَامَعَ بَنِیْ فُلَانٍ ''اے (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) کے بیٹو تیراندازی کرو۔ تمہارے والد بھی تیراَنداز تھے۔ تیراَندازی کرو اور میں فلاں کے بیٹو! کے ساتھ ہوں''۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' فَاَمْسَکَ اَحَدُ الْفَرِیْقَیْنِ بِاَیْدِیْھِمْ ''تو دونوں فریقوں میں سے ایک فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے۔'' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَالَکُمْ لَا تَرْمُوْنَ ''تمہیں کیا مسئلہ

۲۱۹ بخاری جلد۱ص۴۹۷۔

ہے؟تم تیر اندازی کیوں نہیں کرتے''؟ تو اُنہوں نے عرض کیا' كَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) ہم تیر اندازی کیسے کر سکتے ہیں جبکہ آپ ﷺ اُن کے ساتھ ہیں''؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِرْمُوْا وَاَنَامَعَ كُلِّكُمْ ۲۲۰ ''تم تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں''۔ ☆

☆ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اندازِ تعظیم وتوقیر اور اَدب واِحترام ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُس طرف تیر پھینکنا بھی اپنے ایمان کے خلاف سمجھتے تھے جدھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہوں۔یقیناً وہی لوگ لذتِ ایمان حاصل کر سکتے ہیں جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔رَبِّ کائنات جل جلالہ نے قرآنِ مجید میں اِرشادِ لازوال فرمایا ہے :اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۲۲۱ ''بے شک (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ (ﷺ) کو بھیجا ہے' حاضر وناظر اور خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والے' تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) پر ایمان لاؤ اور (رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام' اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی پاکی بیان کرو''۔

حضرت ابونجیح یعنی عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرٍ ۲۲۲ ''جس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی راہ میں نیزہ مارا اُس کو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب حاصل ہوگا''۔

---

۲۲۰ بخاری جلد ۱ ص ۴۹۷' مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۹۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۸۶۴' مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۶۸' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۷۸' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۴۴۔ ۲۲۱ الفتح: ۸۔۷۔

۲۲۲ ترمذی حدیث نمبر ۱۶۳۸' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸۶' ۳۸۴' ۲۳۶' ۱۱۳' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۷۰' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۷۹۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے تیراندازی کی ترغیب دلائی:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو منبر مبارک پر جلوہ افروز دیکھا اور سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے ہیں: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّااسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ رَمْیُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ [۲۲۳] ''اوردشمن کے لئے تیاررکھو جوقوت تمہیں بن پڑے اور فرمایا: اچھی طرح سمجھ لوقوت رمی ہے' اچھی طرح سمجھ لو طاقت رمی ہے' اچھی طرح سمجھ لوطاقت تیراندازی ہے''۔ یہ آپ ﷺ نے قیامت تک کے حالات پر نگاہ رکھتے ہوئے فرمایا۔ چنانچہ ہر حکومت کو رمی پر فخر ہے جس حکومت کو رمی جیسی پوری قوت حاصل ہے اُسی کی دوسروں پر برتری ہے۔ بم' میزائل و راکٹ سب رمی میں شمار ہوتے ہیں۔

اِس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سربراہِ مملکت کو ملکی حفاظت کے لئے حالات کے اِعتبار سے عسکری تجربہ میں پوری مہارت ہونی چاہیے۔ ہم جس خطہ میں رہتے ہیں ہماری شمالی اور مشرقی سرحدیں غیر محفوظ ہیں۔ ہر دو جانب' یہود و نصاریٰ اور ہنود ناپاک عزائم رکھتے ہیں ہمارے ملک کے سربراہان کو ملکی دفاع سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارا پرانا دشمن ہندو بنیا ہے' ہندو اَچھوت ذہنیت رکھتا ہے۔ جسے ہماری مملکت سے پرانی عداوت ہے۔ وہ ہر لحاظ سے مضبوط اور محفوظ ہے۔ ایٹمی لحاظ سے' آبادی اور قوت' اسلحہ اور افرادی قوت کے لحاظ سے برتری کا داعی ہے۔ ۱۹۴۸' ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کی جنگیں اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی مکار دشمن کی مذموم کارروائیوں کا نتیجہ ہے۔ ماضی کے حالات کو سامنے رکھ کر ہمارے حکمرانوں کو فوجی' مادی اور افرادی قوت کے ساتھ ساتھ مضبوط اور بھرپور ایمانی قوت کی اہمیت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

---

[۲۲۳] ترمذی حدیث نمبر ۳۰۸۳' مسند احمد جلد ۴ ص ۱۵۷' مستدرک حاکم جلد ۲ حدیث نمبر ۳۲۸' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۷۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۸۶۱' قرطبی جلد ۴ جز ۸ حدیث نمبر ۳۵' کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۸۳۲' ۲۸۹۹۔

انڈیا دھڑا دھڑ اسلحہ کے اَنبار لگا رہا ہے اور ہمارے ناتجربہ کار نادان اور ملک وملّت کے وقار اور عظمت سے بے خبر صدر کا انڈیا کو این او سی جاری کرنا کہ ہمیں انڈیا سے نہ پہلے خطرہ تھا نہ آئندہ ہے' یہ اِنتہائی خوفناک اور خطرناک بیان ہے۔ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کے حکم کے مطابق دشمنوں کے دِلوں پر دھاک بٹھانے کے لئے اپنی فوجی قوت میں زبردست اِضافے کا اِہتمام کرنا چاہیے۔ مزائل اور بم تیار کرنے چاہئیں اور ملک کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانا چاہیے۔

قیامت کب آئے گی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ ۲۲۴ ''قیامت قائم نہ ہوگی' حتیٰ کہ قحطان کا ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا''۔ ۝

۝ ''کہتے ہیں یہ اِمام مہدی کے بعد نکلے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۵۵۰ من وعن)

حدیث شریف میں اُس شخص کا نام مذکور نہیں لیکن اِمام قرطبی علیہ الرحمہ نے اُس کا نام جہجاہ ذکر کیا ہے۔ امام مسلم علیہ الرحمہ نے ''کتاب الفتن'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاءُ ۲۲۵ ''دن رات ختم نہ ہوں گے (زمانہ ختم نہ ہوگا) حتیٰ کہ ایک شخص دنیا کا مالک ہوگا اُس کو ''جہجاہ'' کہا جائے گا''۔ ''قَوْلُهٗ يَسُوْقُ النَّاسُ ''اِس میں اِشارہ ہے کہ وہ لوگوں کو مسخر کرے گا اور اُن کو رعیّت بنائے گا جیسے چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہے۔ توضیح میں ہے کہ قحطان کی حدیث شریف

---

۲۲۴ مسلم جلد۲ ص۳۹۵' بخاری جلد۱ ص۴۹۸' شرح السنۃ جلد۷ ص۴۳۴۔ ۲۲۵ مسلم کتاب الفتن ب۱۸ رقم ۶۱' کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۸۔

اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ شخص جبراً خلیفہ ہوگا۔ نعیم بن حماد نے ''فتن'' میں ارطاۃ بن منذر سے ذکر کیا ہے کہ قحطانی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد ہوگا اور اُن کی سیرت اِختیار کرے گا اور اَنَّ الْقَحْطَانِیَّ یَعِیْشُ فِی الْمُلْکِ عِشْرِیْنَ سَنَةً ۲۲۶ ''قحطانی ملک میں بیس برس رہے گا''۔

بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کیا ہے؟

حضرت زہری علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے: اَلْبَحِیْرَةُ الَّتِیْ یُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِیْتِ وَلَا یَحْلِبُهَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ، وَالسَّائِبَةُ الَّتِیْ کَانُوْا یُسَیِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا یُحْمَلُ عَلَیْهَا شَیْءٌ قَالَ: وَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: رَاَیْتُ عَمْرَو ابْنَ عَامِرٍ ابْنِ لُحَیِّ الْخُزَاعِیَّ یَجُرُّ مُصْبَهُ فِی النَّارِ، وَکَانَ اَوَّلَ مَنْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ ۲۲۷ ''بحیرہ وہ جانور ہے جو بتوں کے نام چھوڑ دیا جاتا تھا اور کوئی شخص اُس کا دُودھ نہیں دھوسکتا تھا۔ اور سائبہ وہ جانور جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اُس پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ سواری کرتا۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا وہ اپنی آنتیں (انتڑیاں) دوزخ میں کھینچ رہا تھا۔ اِسی نے سب سے پہلے سائبہ کی رسم نکالی''۔ ۝

۝ ابنِ اسحاق علیہ الرحمہ کی روایت میں یوں ہے اِسی نے بتوں کو نصب کیا، سائبہ چھوڑ دیا، بحیرہ اور وصیلہ اور حام نکالا۔ کہتے ہیں یہ عمرو بن لحی شام کے ملک میں گیا وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ اُن سے ایک بت مانگ لیا۔ کعبے میں لا کھڑا کیا

---

۲۲۶ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۸۷۔ ۲۲۷ بخاری جلد ۱ ص ۴۹۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۷۵، در منثور جلد ۲ ص ۳۳۷ طبع قدیم، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۰۸۸، ۳۴۰۹۵۔

اُس کا نام ہبل تھا اور ایک شخص اَساف نامی نے نائلہ نامی ایک عورت سے خانہ کعبے میں زنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن (دونوں) کو پتھر کر دیا۔ عمرو بن لحی نے اُن کو لے کر کعبے میں کھڑا کیا جو لوگ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے وہ اَساف کے بُت سے شروع کرتے اور نائلہ کے بُت پر ختم کرتے۔ بعضے کہتے ہیں' ایک جن (شیطان) ابوثمامہ نامی' عمرو بن لحی کا رفیق تھا۔ اُس نے عمرو بن لحی سے کہا جدّہ میں جا' وہاں سے بُت اُٹھالا اور لوگوں سے کہہ اِن کی پوجا کریں وہ جدّہ گیا وہاں اُن بتوں کو پایا جو حضرت ادریسؑ اور نوحؑ کے زمانہ میں پوجے جاتے تھے۔ یعنی ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسران' مکہ اُٹھالایا۔ لوگوں سے کہا اِن کی پوجا کرو۔ اِس طرح عرب میں بت پرستی شروع ہوئی۔ خدا کی مار اُس بے وقوف پر آپ بھی آفت میں پڑا اور قیامت تک ہزاروں لوگوں کو بھی آفت میں پھنسایا۔ اگر آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک عرب میں ظہور نہ کرتی تو ہندوؤں کی طرح عرب بھی اَب تک بت پرستی میں گرفتار رہتے۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۵۲ من وعن)

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو ربّ ذوالجلال والاکرام نے طاقت و اِختیار عطا فرمایا کہ آپ ﷺ کے آنے سے عرب کا خطہ بت پرستی کے فتنہ سے پاک ہوا۔ ربّ ذوالجلال والاکرام مختارِ حقیقی خود بھی یہ کام فرما سکتا تھا لیکن اِس کام کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ذریعے کروایا۔ ۝

۝ ''تیسیر الباری میں ہے' سورۂ انعام میں عرب کی ساری جہالتیں اور نادانیاں مذکور ہیں' اُن میں سب سے بڑی یہ تھی کہ کم بخت اپنی اَولاد یعنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے' بت پرستی' راہزنی' اُن کا رات دن کا شیوہ تھا۔ عورتوں پر وہ ستم کرتے کہ معاذ اللہ' جانوروں کی طرح اُن کو سمجھتے۔ یہ سب بلائیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بھیج کر دُور کرائیں''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۵۷ من وعن)

بحیرہ: اہلِ جاہلیت کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچوں کو جنم دے لیتی

اور پانچواں بچہ مذکر ہوتا تو وہ اُونٹنی کا کان چیر دیتے اور اُسے آوارہ چھوڑ دیتے اُس پر سواری کرنا اور اُس کا دُودھ اپنے لئے حرام قرار دیتے تھے اور اُس کو کسی چراگاہ اور پانی سے روکا نہ جاتا تھا۔ اُسے بحیرہ کہا جاتا تھا۔ اِس طرح وہ بتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے۔

سائبہ: جب کوئی شخص سفر کا اِرادہ کرتا یا بیمار ہو جاتا تو کہتا تھا اگر میں اپنے سفر سے واپس آ گیا یا اِس بیماری سے تندرست ہو گیا تو میری اُونٹنی سائبہ ہے اور اِس کا ہر نفع اپنے لئے حرام کر دیتا تھا جیسے بحیرہ سے اِنتفاع حرام کرتے تھے۔

عمرو بن عامر' ابن قمعہ کے بچوں میں سے ہے اور وہی عمرو بن لحی ہے۔ عامر نام اور لحی لقب ہے یا ایک اِس کے باپ کا نام اور دوسرا اُس کے داداؤں میں سے کسی دادے کا نام ہے۔ اِسی لئے بعض روایات میں عمرو بن لحی مذکور ہے اور بعض میں عمرو بن عامر ہے۔ یہ چند جانور مشرک اپنے بتوں کی تعظیم کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور اُن کو اپنے لئے حرام کر دیتے تھے۔ قرآنِ کریم نے اُن کی سخت تردید کی ہے کہ یہ جانور اُن کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کا اِرشادِ مبارک ہے: مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (المائدۃ:۱۰۳) ''اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے مقرر نہیں کیا' کان چرا ہوا اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔ ہاں کافر لوگ اللہ (ﷻ) پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور اُن میں اکثر بے عقل ہیں''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے اِن جانوروں کو حرام نہیں کیا اُس کی طرف اِس کی نسبت غلط ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر کوئی جانور کسی کے لئے نامزد کر دیا جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور اُس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے مفہوم میں داخل نہیں کیونکہ اِس کا مفہوم یہ ہے جو بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ ۲۲۸

۲۲۸ تفہیم البخاری جلد۵ ص۳۹۴۔

آپ ﷺ کی دُعا کی برکتیں:

حضرت جعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ چورانوے سال کی عمر میں قوی وتندرست تھے۔ اُنہوں نے (یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهٖ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ اِلَّا بِدُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ''میں جانتا ہوں میرے حواس کان' آنکھ سب اَب تک جو کام دیتے ہیں' یہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کی برکت ہے''۔ فرماتے ہیں میری خالہ مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ قَالَ فَدَعَالِیْ [۲۲۹] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِس بچہ کے لئے دُعا فرمایئے یہ میرا بھانجا ہے بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی''۔

آپؐ نے وضو کیا۔ میں نے آپؐ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔'' (تیسیر الباری جلد۴ ص ۵۶۵'۵۶۶)

مُشک سے زیادہ پیاری خوشبو:

حضرت حکم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ دوپہر کے وقت سخت پتھریلے میدان میں بطحاء کی طرف تشریف لے گئے آپ ﷺ نے وضو شریف فرمایا' ظہر اور عصر کی نماز (وہیں) پڑھی۔ آپ ﷺ کے سامنے برچھی گاڑھ دی تھی۔ اِس میں حضرت عون رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اُنہوں نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ اِضافہ کیا ہے کہ برچھی کے آگے سے ایک عورت گزر رہی تھی (اور لوگ بھی گزرتے تھے) نماز کے بعد لوگ کھڑے ہو گئے۔ فَجَعَلُوْا یَاْخُذُوْنَ یَدَیْهِ فَیَمْسَحُوْنَ بِهَا

---

[۲۲۹] بخاری جلد۱ ص ۵۰۱' تیسیر الباری جلد۴ ص ۵۶۵' تفہیم البخاری جلد۵ ص ۴۱۴' فتح الباری جلد۶ ص ۶۹۵' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ ص ۱۰۱۔

وَجُوْهَهُمْ ''آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک تھام کر (برکت کے لئے) اپنے چہروں پر ملنے لگے''۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب مجھے (خوش بختی سے) موقع ملا: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْكِ ۲۳۰ تو میں نے آپ ﷺ کا (نورانی) ہاتھ مبارک تھاما اور اپنے چہرے پر رکھ لیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا''۔ ۝ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۷۱)

۝ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے پانی کے ایک ڈول میں کلی کر کے وہ پانی کنوئیں میں ڈال دیا تو کنوئیں میں سے مشک کی طرح خوشبو پھوٹی۔ اُمّ سلیم نے آپؐ کا پسینہ جمع کر کے خوشبو میں شریک کیا وہ خوشبو سے زیادہ معطر تھا۔ ابویعلی اور براء نے باسناد صحیح نکالا کہ جب آپؐ مدینہ کے کسی رستے سے گزر جاتے تو وہ مہک جاتا۔ وہاں مشک کی خوشبو آتی۔ ایک غریب عورت کے پاس خوشبو نہ تھی آپؐ نے شیشہ میں تھوڑا سا پسینہ دے دیا۔ وہ عورت جب اُس کو لگاتی تو سارے مدینے والے مشک کی سی خوشبو پاتے۔ اُس کے گھر کا نام بَيْتُ الْمُطَيَّبِيْنَ پڑ گیا یہ بھی ابویعلی اور طبرانی نے نکالا۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۷۱ حاشیہ نمبر۲ من وعن) ☆

☆ سرکارِ کائنات ﷺ کے دستِ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈے ہونے کی حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے نورانی ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک آپ ﷺ کے جسم مبارک کی ہر عیب سے سلامتی پر دلالت کرتی ہے اور آپ ﷺ کے دستِ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھے اور خوشبو آپ ﷺ کا وصف ہے اگرچہ آپ ﷺ خوشبو استعمال نہ کریں لیکن اِس کے باوجود آپ ﷺ خوشبو بکثرت اِستعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی فرشتوں سے بکثرت ملاقات رہتی تھی۔ مسند بزار میں صحیح

۲۳۰ بخاری جلد۱ص ۵۰۲' تیسیر الباری جلد۴ص ۵۷۱' تفہیم البخاری جلد۵ص ۴۲۶' فتح الباری جلد۶ص ۷۰۰' عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ص ۱۰۸۔

اَسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ جب مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزر جاتے تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اِس راستہ سے سرورِ کائنات ﷺ گزرے ہیں''۔

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں، ایک عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی تھی اور اُس کے پاس خوشبو نہ تھی اُس نے بوتل میں آپ ﷺ کا پسینہ شریف بھر لیا۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِسے کہو یہ خوشبو استعمال کرے۔ چنانچہ جب وہ یہ خوشبو اِستعمال کرتی تو مدینہ منورہ کے سارے لوگ خوشبو سونگھتے تھے۔ اِسی وجہ سے اُس کے گھر کو بَیْتُ الْمُطَیَّبِیْنَ کہا جاتا تھا۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا پسینہ مبارک موتیوں کی طرح تھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

ذکرِ میلاد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْهُ [۲۳۱] ''میں (حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر) برابر آدمیوں کے بہتر قرنوں میں ہوتا آیا (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک وہ قرن آیا جس میں میں پیدا ہوا''۔ ☆

☆ اِس حدیث شریف میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ ہم پاک پشتوں اور پاک رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے پیدا ہوئے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خود اپنے میلاد پاک کا ذکر فرمایا اور میلاد پاک کا ذکر فرماتے ہوئے بات حضرت سیّدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع فرمائی۔ عقل سلیم سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اے عقل سلیم اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم تیرا بھلا کرے تو

---

[۲۳۱] تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۷۳۔

ہی بتا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے میلاد پاک کا ذکر کن لوگوں کے سامنے کیا۔ تو عقل سلیم ایمان کے نور کی روشنی میں یہ بات دِل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے کہے گی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے۔ تو شرافت کا پیکر، اسلام کا داعی، اَمن وسلامتی اور پرچم محبت کا علمبردار پوچھے گا پھر میلاد مصطفیٰ ﷺ سے بغض رکھنے والا کس مذہب کا ماننے والا ہے جسے دین اسلام کے بانی اور اِسلام کے معماروں کی مخالفت کا عارضہ بے چین کئے ہوئے ہے۔ ہدایت بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کے کرم سے ہے۔

دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کسی دُعا میں اپنے دونوں ہاتھ اِتنے اُونچے نہیں اُٹھاتے تھے جتنے اِستسقاء میں یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اِس میں اِتنے ہاتھ اُٹھائے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دی۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۷۶) ☆

☆ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے تھے ''کتاب الدعوات سے کتب اَحادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیسا کلمہ گو ہے وہ شخص جو اپنے رَب کے سامنے ہاتھ اُٹھانا جائز نہیں سمجھتا ہے۔ یہاں تک ضدی ہے کہ نماز کے بعد بھی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے کو بُرا سمجھتا ہے بلکہ نماز کا سلام پھیرتے ہی اکڑتا ہوا مسجد سے باہر نکل جاتا ہے۔

نورانی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مختلف موقعوں پر نورانی اُنگلیوں سے چشموں کے جاری ہونے کا سلسلہ بروایات صحیحہ بیان فرمایا ہے۔

(۱) آپ ﷺ زوراء (کے مقام) میں تشریف رکھتے تھے (یہ جگہ مدینہ منورہ میں ہے) وہاں آپ ﷺ کے پاس پانی کا ایک برتن لایا گیا۔ آپ ﷺ نے

اپنا نورانی ہاتھ مبارک اُس میں رکھ دیا تو آپ ﷺ کی (بے مثال مقدس) اُنگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا۔ سب لوگوں نے وضو کرلیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے (جناب) انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اُس وقت کتنے آدمی تھے تو اُنہوں نے فرمایا: تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۸۱)

(۲) فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ عصر کی نماز کا وقت آن پہنچا تھا' لوگ وُضو کے لئے پانی تلاش کررہے تھے۔ مگر پانی نہ ملا۔ آخر کار رسول اللہ ﷺ کے پاس (تھوڑا سا) وُضو کا پانی لایا گیا آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک اُس میں رکھ دیا۔ پھر لوگوں کو حکم فرمایا کہ اِس میں سے وُضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ سب لوگوں نے یہاں تک کہ آخری آدمی نے بھی وُضو کرلیا۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۸۲)

(۳) فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی سفر میں نکلے اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ (رضی اللہ عنہم) آپ ﷺ کے ساتھ تھے' چلتے چلتے نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ پھر روایت نمبر۲ کی طرح بیان فرمایا۔ اِس روایت میں مزید فرمایا کہ اِس موقعہ پر ستر یا اِس سے زیادہ صحابہ کبار (رضی اللہ عنہم) تھے۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۸۲)

(۴) ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت آن پہنچا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس پتھر کا ایک کونڈا لائے جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی نورانی ہتھیلی مبارک اُس کے اَندر رکھی۔ کونڈا چھوٹا تھا آپ ﷺ اُس میں ہتھیلی نہ پھیلا سکے۔ آخر آپ ﷺ نے اُنگلیاں ملا کر ہتھیلی کونڈے میں رکھی۔ پھر سب لوگوں نے وضو کیا (حضرت) حمید (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا یہ میں نے (حضرت) انس (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا وہ کتنے تھے (جنہوں نے اُس کونڈے سے وضو کیا) اُنہوں نے کہا اَسی (۸۰) آدمی تھے۔ [۳] (تیسیر الباری جلد۴ص۵۸۲)

[۳] یہ چار اَحادیثِ مبارکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی ہیں۔ حضرت

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۱۸ پر لکھا ہے ''یہ پانی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نورانی اُنگلیوں سے نکل رہا تھا۔ اور اُنگلیوں سے جوش مار کر نکل رہا تھا اور یہ بہت بڑا معجزہ ہے (گو حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پتھر پر لاٹھی مار کر اُس سے پانی جاری کیا تھا) لیکن پتھروں سے طبعاً پانی نکلتا رہتا ہے' اُن سے چشمے پھوٹتے رہتے ہیں۔ گوشت اور خون سے پانی بہہ نکلنا عجیب تر ہے''۔ اِس لئے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِس معجزہ کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ پر فوقیت حاصل ہے۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۱۹ پر لکھا ہے کہ ''علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ اُنگلیوں سے پانی نکلنا کئی مواقع پر ظہور پذیر ہوا ہے اور بہت سے مقامات میں پایا گیا۔ کئی طریقوں اور مختلف سندوں سے یہ اَحادیثِ مبارکہ مروی ہیں' جو حتمی طور پر یقینی علم پر دلالت کرتی ہیں۔ ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سوا کسی نبی علیہ السلام سے اَیسا معجزہ نہیں دیکھا گیا کہ کسی نبی (علیہ السلام) کی ہڈیوں' پٹھوں اور گوشت پوست سے پانی جوش مار کر نکلا ہو''۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے پانی کا ایک چھوٹا سا لوٹا رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے وضو شریف فرمایا' جب آپ ﷺ وضو شریف کر چکے تو لوگ گھبرائے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا' ہمارے پاس نہ تو وضو کرنے کے لئے پانی ہے اور نہ ہی پینے کے لئے' بس یہی پانی ہے جو آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا نورانی ہاتھ مبارک لوٹے میں رکھ دیا تو آپ ﷺ کی (نورانی) اُنگلیوں سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا۔ ہم نے وہ پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ (حضرت) سالم فرماتے ہیں میں نے (حضرت) جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' آپ کتنے لوگ تھے؟ اُنہوں نے کہا اُس وقت

ہم پندرہ سو تھے اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی یہ پانی ہمارے لئے کافی ہوتا۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۸۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے ہم نے اُس کا سارا پانی نکال لیا اور اُس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ پانی کے لئے دُعا فرمائی اور کنوئیں میں پانی کی کلی ڈالی۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ کنواں پانی سے بھر گیا۔ ہم سب نے خوب پانی پیا حتیٰ کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہمارے مال مویشی بھی سیراب ہو گئے۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۸۴)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم تو معجزات کو برکت اور عنایت سمجھتے تھے۔ ایک سفر میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ پانی کی کمی ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زائد پانی تلاش کر کے لاؤ۔ وہ ایک برتن میں لے آئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نورانی ہاتھ مبارک ڈالا اور فرمایا: پاک کرنے والے بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی طرف سے ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے خود دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (نورانی) اُنگلیوں میں سے پانی (فوارے کی طرح) پھوٹ رہا تھا اور ہم (حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں) کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے حالانکہ اُسے کھایا جاتا تھا۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۸۶) ۝

۝ صحابہ کو سنانا یہ آپؐ کا معجزہ تھا ورنہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید میں ہے **وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ** کنکریوں نے بھی تسبیح کہی ہے۔ بیہقی نے دلائل میں نکالا آپؐ نے سات کنکریاں نکالیں اُنہوں نے آپؐ کے ہاتھ میں تسبیح کہی۔ اُن کی آواز سنائی دی پھر آپؐ نے اُن کو ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ پھر عمرؓ کے ہاتھ میں پھر عثمانؓ کے ہاتھ میں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں تسبیح کہی۔

(تیسیر الباری جلد۴ص۵۸۶) ☆

☆ مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے شانِ مصطفیٰ ﷺ عیاں ہو رہی ہے اور اُن لوگوں کے لئے درسِ عظیم ہے جو خارجی ذہنیت کے دھوکے میں انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے کی حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیا اِن خارجیوں کی اُنگلیوں سے بھی پانی کے چشمے جاری ہوتے ہیں؟ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا شقِ قمر کا معجزہ تو قرآنِ مجید اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ کیا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو (نعوذ باللہ) اپنے جیسا کہنے والوں نے بھی چاند کو شق کیا اور لکڑیاں اُن کے فراق میں روئی ہیں۔ اَیسے لوگوں کو سچی توبہ کر کے دوبارہ کلمہ شریف پڑھنا چاہئے اور دِل کی دُنیا کو نورِ اِیمان اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے منور کرنا چاہئے۔

ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ (منورہ) کے لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کے (ظاہرہ) زمانۂ حیات میں قحط آیا۔ آپ (ﷺ) جمعۃ المبارک کا خطبہ فرما رہے تھے، اِتنے میں ایک صاحب (خارجہ بن حصن فراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) گھوڑے (چارہ نہ ملنے سے) ہلاک ہو گئے۔ بکریاں ہلاک ہو گئیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم) کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا فرمایئے وہ ہمیں پانی عطا فرمائے۔ فَمَدَّ یَدَیْهِ وَ دَعَا آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ (اُٹھائے اور) لمبے کئے اور دُعا فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُس وقت آسمان آئینے کی طرح صاف تھا۔ (بادل کا نام ونشان نہ تھا) اِتنے میں آندھی آئی اور بادل اُمڈ آئے۔ پھر وہ بادل مل گئے اور خوب بارش ہونے لگی (گویا آسمان نے اپنے دہانے کھول دیئے) ہم جو مسجد سے نکلے (تو پانی کھڑا ہو چکا تھا) اور ہم پانی میں سے گزر کر اپنے گھروں کو پہنچے۔ پھر اُس جمعۃ

(المبارک) سے لے کر دوسرے جمعۃ (المبارک) تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی شخص یا کوئی اور کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا' یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) گھر گر گئے ہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا فرمایئے۔ آپ (ﷺ) مسکرائے۔ پھر آپ (ﷺ) نے یوں دُعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ''(اے اللہ جل جلالک) ہمارے اِردگرد برسا ہم پر نہ برسا''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا (اُسی وقت) بادل اُڑ گئے۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۹۰) ☆

☆ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدُنی سیّدی مرشدی حضرت قبلہ علامہ مولانا حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اوہ جو چاہندے سو ہو جاندا اوہ جو کہندے رب من لیندا
تسیں کیہہ لگدے اوملاں جی کیوں شور مچائے جاندے نیں

اور اسے کہتے ہیں۔ ''آپ ﷺ کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی''۔

لکڑی کا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی محبت میں رونا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک لکڑی (کھجور کے تنے) پر ٹیک لگا کر خطبہ اِرشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر (شریف بنا تو آپ ﷺ خطبہ اِرشاد فرمانے کے لئے اُس پر تشریف لے گئے تو لکڑی (کے ستون) نے رونا شروع کر دیا۔ (حضور ﷺ) اُس کے پاس آئے اور اُس پر اپنا (یداللہ کی شان والا نورانی) ہاتھ مبارک پھیرا۔ ۝

۝ ''صحابہؓ نے یہ آواز سنی۔ دوسری روایت میں ہے آپؐ نے آکر اُسے گلے لگا لیا وہ خاموش ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا: اگر میں اَیسا نہ کرتا تو وہ قیامت تک روتی رہتی۔ حسن بصریؒ اِس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے مسلمانو! ایک لکڑی آنحضرتؐ کے شوق میں روئی اور تم لکڑی کے برابر بھی آپؐ سے ملنے کا شوق نہیں رکھتے۔ دارمی کی روایت میں ہے

کہ آپؐ کے حکم سے ایک گڑھا کھودا گیا اور وہ لکڑی اُس میں دبا دی گئی۔ ابونعیم کی روایت میں ہے آپؐ نے صحابہ سے فرمایا: تم کو اُس لکڑی کے رونے سے تعجب نہیں آتا؟ وہ آئے اور اُس کا رونا سنا' خود بھی بہت روئے۔ مسلمانو! لکڑی کو آنحضرت ﷺ سے ایسی محبت ہو اور ہم اشرف المخلوقات ہیں اپنے پیغمبر سے اِتنی بھی اُلفت نہ رکھیں' رونے کا مقام ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۴ص۵۹۱ من وعن) ☆

☆ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اہلسنّت وجماعت کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی نعمت سے نوازا ہوا ہے اور وہ دن رات عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی باتیں اور نعتیں سن سن کر آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں اور اپنے دِل کی دُنیا کو نورِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے آباد کرتے ہیں۔ وحیدالزماں صاحب ہی کی قوم ہے جو اُٹھتے بیٹھتے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتی رہتی ہے۔ کیا گستاخی کرنے والا عشق ومحبت کی نعمت پا سکتا ہے؟ یاد رہے حدیث شریف میں ہے کہ محبت اِنسانوں کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ محبت والے کو اپنے محبوب میں کوئی عیب اور نقص نظر نہیں آتا اور نہ ہی اپنے محبوب کے خلاف کسی قسم کی بے ادبی کا کلمہ بول سکتا ہے۔ کیا خوب فرمایا کہا ہے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ

مذکورہ بالا حدیث کے علاوہ اُستن حِنانہ کے بارے میں دوسری روایات میں ہے کہ اَنصار کی ایک عورت یا ایک مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم آپ ﷺ کے لیے منبر نہ بنا دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے! جب جمعۃ المبارک کا دن ہوا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے درخت نے اِس طرح پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا جیسے بچہ چلا کر روتا ہے۔

بابِ لُدّ کی غیبی خبر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں

نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے:
تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَائِيْ فَاقْتُلْهُ ۲۳۲ ''تم سے یہودی جنگ کریں گے اور تم اُن پر غالب آجاؤ گے (پھر قیامت کے قریب) یہ حال ہوگا کہ پتھر بات کرے گا' اے مسلم! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے' اِسے قتل کردو''۔ ۝

۝ یہ اُس وقت ہوگا جب حضرت عیسیٰؑ اُتریں گے اور یہودی لوگ دجّال کے لشکر والے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰؑ ''بابِ لُد'' کے پاس دجّال کو ماریں گے اور اُس کے لشکر والے جابجا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۹۶ من وعن) ☆

☆ابنِ تیمیہ صاحب کے مقلدین کے اِمام وحید الزماں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بتائی ہوئی ''خبرِ غیب'' کو نقل کرتے ہیں۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بتائی ہوئی خبرِ غیب کو کتاب المناقب' باب علامات النبوۃ فی الاسلام میں رقم فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو مستقبل کے واقعات کا علم یا غیب کا علم ہے یا آنے والے حالات کا علم ہے۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا عقیدہ بھی اہلسنّت وجماعت کی طرح کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہوا ہے۔ اِسی لئے حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغیر جرح وبحث (بغیر تاویل) کے آپ ﷺ کا اِرشاد مبارک نقل کیا ہے۔ یہ جنگ اُس وقت ہوگی جب حضرت سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے وہ شریعتِ اِسلامیہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر عامل ہوں گے اور ہماری طرح صحیح العقیدہ مسلمان اُن کے تابع ہوں گے۔ جبکہ یہودی دجّال کا ساتھ

۲۳۲ بخاری جلد۱ص۵۰۷' ترمذی حدیث نمبر۲۲۳۶' مسند احمد جلد۲ص۱۴۹۔۱۳۵۔۱۳۱۔

دے رہے ہوں گے۔

اُس وقت جامد چیزیں باتیں کریں گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں دیں گی اور اُن کے قتل پر خوش ہوں گی۔ ہم سنی مسلمان اِن تمام باتوں کو چونکہ چنانچہ یعنی معلوم ہوا لگائے بغیر من وعن تسلیم کرتے ہیں۔ ۝

۝ ''وحید الزماں تیسیر الباری جلد۴ص۵۹۶ حاشیہ نمبر۲ میں لکھتے ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو باب لُد میں قتل کریں گے''۔

صحیح مسلم میں اِس کا خلاصہ اِس طرح ہے' ملاحظہ فرمائیں: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ يَدْعُوْ رَجُلاً مُمْتَلِيًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ وَيَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ علیہ السلام عِنْدَ الْمِيْنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْذَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَّجِدُ رِيْحَ نَفْسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفْسُهُ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ۲۳۳ ''ایک نوجوان مرد کو بلائے گا اور اُس کو تلوار سے مارے گا اور اُس کے دو ٹکڑے کر دے گا جیسے نشانہ دو ٹوک ہو جاتا ہے پھر اُس کو زندہ کر کے پکارے گا سو وہ نوجوان سامنے آئے گا' اُس کا چہرہ دمکتا ہوگا اور ہنستا ہوگا۔ دجّال اِسی حال میں ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق شہر کے مشرق کی طرف سفید مینار پر اُتریں گے۔ آپ نے زرد رنگ کا لباس زیب تن کیا ہوگا اور دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر

۲۳۳ مسلم جلد۲ص۴۰۱' ابن ماجہ حدیث نمبر۴۰۷۵۔

جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر مبارک اُٹھائیں گے۔ تو موتیوں کی طرح بوندیں بہیں گی۔ جس کافر کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے اُس کو اُن کے دَم (پھونک) کی بھاپ لگے گی وہ مرجائے گا اور اُن کے دَم (پھونک) کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اُن کی نظر پہنچے گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو تلاش کریں گے جب تلاش کرلیں گے تو اُس کو بابِ لُد پر قتل کریں گے"۔

دَجّال کے بارے میں خبرِ غیب کی تفصیل:

محولہ بالا حدیث شریف میں دجال کے متعلق مندرجہ ذیل غیبی خبریں تفصیل سے اِس طرح ہیں:-

(۱) جوان، (۲) گھونگھریالے بال، (۳) ایک آنکھ (۴) وہ شام اور عراق کے درمیان کی راہ سے نکلے گا (۵) دائیں بائیں فساد اور خرابی ڈالے گا (۶) وہ زمین پر چالیس دن تک رہے گا (۷) پہلا دن ایک سال کا ہوگا پھر دوسرا دن ایک ماہ کا ہوگا پھر تیسرا دن ایک ہفتہ کا ہوگا اور باقی دن جیسے تمہارے یہ دن ہیں (ہمارے دنوں کے حساب سے دَجّال ایک سال دو ماہ اور چودہ دن تک رہے گا) (۸) وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اُس کو کفر کی طرف بلائے گا وہ اُس پر ایمان لائیں گے اُس کی بات مانیں گے (۹) وہ آسمان کو حکم کرے گا وہ پانی برسا دے گا (۱۰) زمین کو حکم کرے گا وہ اُن کی گھاس اور اَناج اُگا دے گی (۱۱) شام کو جانور آئیں گے اُن کے بال پہلے سے زیادہ لمبے ہوں گے تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں تنی ہوں گی (۱۲) پھر دوسری قوم کی طرف آئے گا اُنہیں کفر کی طرف بلائے گا وہ اُس کی بات نہیں مانیں گے تو اُن کی طرف سے ہٹ جائے گا اُن پر قحط سالی اور خشکی ہوگی۔ اُن کے ہاتھوں میں اُن کے مالوں سے کچھ نہ رہے گا (۱۳) دجّال ویران زمین پر نکلے گا تو اُس سے کہے گا اَے زمین اپنے خزانے نکال تو وہاں سے مال اور خزانے نکل کر اُس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد جمع ہوتی ہیں (۱۴) دَجّال

ایک نوجوان کو بلائے گا' (۱۵) تلوار سے اُس کے دو ٹکڑے کرے گا' (۱۶) پھر اُس کو زندہ کر دے گا' (۱۷) پھر اسی حال میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے' (۱۸) دمشق میں اُتریں گے' (۱۹) مشرق کی طرف اُتریں گے' (۲۰) سفید مینار پر اُتریں گے' (۲۱) زرد رنگ کا لباس زیب تن ہوگا' (۲۲) دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے' (۲۳) جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا' (۲۴) جب سر اُٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح بوندیں بہیں گی' (۲۵) جس کافر کے پاس حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اُتریں گے اُس کو اُن کے دَم (پھونک) کی ہوا لگے گی وہ اُسی وقت مر جائے گا' (۲۶) اُن کی پھونک کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک اُن کی نظر پہنچے گی' (۲۷) پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے' (۲۸) اُسے باب لُدّ پر پائیں گے (باب لُدّ فلسطین میں ملک اسرائیل کے دارالخلافہ تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے' یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈا بنا رکھا ہے) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دَجّال کو مقام لُدّ پر قتل کریں گے' (۲۹) پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اُن لوگوں کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے دجّال سے بچا لیا ہوگا' (۳۰) اُن لوگوں کو جنت کی خوشخبری دیں گے' (۳۱) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر وحی آئے گی کہ میرے مسلمان بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ' (۳۲) پھر یاجوج و ماجوج کا لشکر آئے گا' (۳۳) دریائے طبرستان کا سارا پانی پی جائیں گے' (۳۴) یاجوج و ماجوج بیت المقدس کا پہاڑ دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا ہے اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں گے' (۳۵) اپنے تیر آسمان کی طرف برسائیں گے' (۳۶) اُن کے تیر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم خون سے بھر کر لوٹائے گا۔ وہ سمجھیں گے ہم نے آسمان والے لوگ بھی مار دیئے ہیں' (۳۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے دوست دُعا کریں گے' (۳۸) یاجوج اور ماجوج کے

لوگوں پر عذاب آئے گا' (۳۹) اُن کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا' (۴۰) صبح تک سب مرجائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے' (۴۱) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی طور پہاڑ سے تشریف لائیں گے' (۴۲) ساری زمین پر یاجوج اور ماجوج کی لاشیں گلی سڑی پڑی ہوں گی' (۴۳) بڑی بڑی چڑیاں آئیں گی جو بڑے اُونٹ کی گردنوں کے برابر ہوں گی' (۴۴) یاجوج و ماجوج کی لاشوں کو اُٹھائیں گی اور جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کو منظور ہوگا وہاں پھینک دیں گی' (۴۵) پھر اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم بارش برسائے گا' (۴۶) مٹی کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا' (۴۷) اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم زمین کو دھوڈالے گا' (۴۸) زمین مثل حوض اور صاف باغ کے ہوگی' (۴۹) پھر زمین کو حکم ہوگا اپنے پھل جما اور اپنی برکت پھیر دے' (۵۰) اُس دن ایک اَنار کو ایک گروہ کھائے گا' (۵۱) اُس کے چھلکے کو بنگلہ سا بنا کر اُس کے سایہ میں رہیں گے' (۵۲) ایک اُونٹنی کا دُودھ بڑے گروہ کو کفایت کرے گا' (۵۳) ایک گائے کا دُودھ ایک برادری کو کافی ہوگا' (۵۴) ایک بکری کا دُودھ ایک خاندان کے لئے کافی ہوگا' (۵۵) سو اِسی حالت میں لوگ ہوں گے کہ اللہ عزوجل ایک پاک ہوا بھیجے گا اُن کی بغلوں کے نیچے لگے گی' (۵۶) ہر مومن اور مسلم پر اثر کرے گی اور اُن کی روح قبض کرے گی' (۵۷) بُرے بد ذات لوگ باقی رہ جائیں گے' (۵۸) گدھوں کی طرح آپس میں بھڑیں گے' (۵۹) اُن پر قیامت آئے گی۔ یہ اُس لمبی اور طویل حدیث میں غیبی خبریں ہیں جس کے راوی حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو لوگ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب نہیں مانتے شاید وہ لوگ مطالعہ نہیں کرتے یا پھر اَیسی اَحادیثِ مبارکہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ اَبھی صرف ایک حدیث شریف سے بیان کیا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ مبارک کا اَندازہ فرمائیں' کتنا وسیع ہے۔

ایک اِرشادِ عظیم اور کئی غیبی خبریں:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک مرتبہ میں نبی

کریم رؤف ورحیم ﷺ کے حضور بیٹھا ہوا تھا۔ اِتنے میں ایک شخص آیا' اُس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرا شخص آیا' اُس نے راہ کی بے امنی کی شکایت کی تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ؟ ''اے عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ (یہ کوفہ میں ایک بستی ہے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا' نہیں! (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) لیکن میں نے اُس کا نام سنا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ ''اگر تو زندہ رہا تو تو دیکھے گا کہ ایک اکیلی عورت ہودے میں (اُونٹ پر) بیٹھ کر حیرہ سے چلے گی اور مکہ مکرمہ پہنچ کر کعبۃ (اللہ) کا طواف کرے گی۔ اُس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔'' (چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دَور میں اَیسا ہی ہوا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے خیال کیا بنی طے کے ڈاکو کہاں چلے جائیں گے جنہوں نے شہروں کو تباہ کر رکھا ہے (اور فساد کی آگ سلگا رکھی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (۲) وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحُنَّ كُنُوزُ كِسْرَى قُلْتُ كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ قَالَ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ ''اور اگر تو زندہ رہا تو تو دیکھ لے گا کہ تم مسلمان لوگ کسریٰ کے خزانوں کو فتح کر لو گے۔ میں نے عرض کیا کسریٰ' ہرمز کا بیٹا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! کسریٰ ہرمز کا بیٹا''۔ (جو اُس وقت اِیران کا بادشاہ تھا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (۳) وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ ''اور اگر تو زندہ رہا تو تو یہ بھی دیکھ لے گا کہ آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی نکالے گا یہ چاہے گا کہ کوئی لے لے تو کوئی بھی نہ لے گا۔ (لوگ مالدار ہو چکے ہوں گے) (۴) وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ ''اور تم میں سے ہر کوئی اللہ

(ﷻ) سے (قیامت کے دن) ملے گا۔ اُس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا''۔ (بلکہ پروردگار بلاواسطہ باتیں کرے گا) پروردگار (کائنات جَلّ جلالہ) فرمائے گا (۵) اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَیْکَ رَسُوْلًا فَیُبَلِّغُکَ ''کیا میں نے تیرے پاس رسول (علیہ السلام) نہیں بھیجے میرے اَحکام سنانے کے لئے''۔ وہ عرض کرے گا بے شک تو نے بھیجے۔ رَبِّ ذوالجلال والاکرام پھر فرمائے گا۔ (۶) اَلَمْ اُعْطِکَ مَالًا وَّ اَفْضَلْ عَلَیْکَ ''کیا میں نے تمہیں مال و دولت نہیں عطا فرمایا اور بہت نہیں عطا فرمایا''۔ وہ عرض کرے گا ہاں! (یا اللہ جل جلالک) فَیَنْظُرُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا جَھَنَّمَ وَیَنْظُرُ عَنْ یَّسَارِہٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا جَھَنَّمَ ''پھر دائیں طرف دیکھے گا تو دوزخ نظر آئے گی پھر بائیں طرف دیکھے گا تو دوزخ نظر آئے گی''۔ (یعنی ہر طرف دوزخ ہی دوزخ نظر آئے گی اور کچھ نظر نہیں آئے گا)۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے آپ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ شِقَّ تَمْرَۃٍ فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ ''دوزخ کی آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی سہی۔ اللہ (ﷻ) کی راہ میں دے کر اور یہ بھی کسی کو نہ ملے تو اچھی پاکیزہ بات کہے''۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جیسا فرمایا تھا، فَرَاَیْتُ الظَّعِیْنَۃَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِیْرَۃِ حَتّٰی تَطُوْفَ بِالْکَعْبَۃِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ ''تو یہ میں نے دیکھ لیا کہ ایک اکیلی عورت ہودے میں (اُونٹ پر) بیٹھ کر حیرہ سے آتی ہے اور کعبہ معظّمہ کا طواف کرتی ہے''۔

وَکُنْتُ فِیْ مَنِ افْتَتَحَ کُنُوْزَ کِسْرٰی بْنِ ھُرْمُزَ ''اور میں اُن لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے''۔ وَلَئِنْ طَالَتْ بِکُمْ حَیَاۃٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِیُّ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ یَخْرُجُ مِلْءَ کَفِّہٖ [۲۳۴] ''اَب تم لوگ اگر زندہ رہے تو یہ بھی دیکھ لو گے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ابو القاسم

[۲۳۴] بخاری جلد ۱ ص ۵۰۷، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۹۷، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۴۷۱۔

ﷺ نے جیسے فرمایا ہے کہ آدمی مٹھی بھر سونا لے کر نکلے گا اور کوئی نہ لے گا''۔ ۵

۵ کہتے ہیں' عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں یہی حال ہو گیا تھا۔ مسلمان اِس قدر غنی تھے کہ اُنہیں صدقہ دینے کے لئے قابل مستحق لوگ نہ ملتے تھے۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۵۹۸ من وعن) ☆

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِیمان قابل رشک ہے کہ وہ لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زبانِ اَطہر سے نکلی ہوئی ہر بات کو تسلیم کر لیتے تھے اُنہیں حقیقی معنوں میں قرآنِ مجید کے علوم پر عبور حاصل تھا' وہ... وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ط .... ۲۳۵ (لقمان:۳۴) ''اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی''۔ (کیا کچھ کرے گے) مانتے تھے۔ لیکن نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اگر کل کی بات بتاتے یا پرسوں کی ایک سال یا دو سال یا سو سال بعد کی یا قیامت کی یا قیامت کے بعد کی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقینِ محکم کے ساتھ تسلیم کر لیتے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اَٹکل' قیافے' اندازے یا تجربے سے نہیں بلکہ یقینی علمِ عطائے الٰہی سے بیان فرماتے تھے۔ تو آپ ﷺ تو تمام گزری ہوئی اور آنے والی باتیں اُن کو نورانی علمِ غیب سے بتاتے جو اللہ عالم الغیب والشہادۃ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ مذکورہ بالا میں بیان ہے۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ بھی اِسی اِعتقاد کے حامل ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو آنے والی باتوں کا علم تھا۔ اگر حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو یا تو اَیسی اَحادیثِ مبارکہ نقل ہی نہ فرماتے یا پھر ساتھ نوٹ لکھ دیتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِعتقادی لحاظ سے کمزور تھے۔ لیکن یقینی بات ہے کہ نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اِعتقادی طور پر کمزور تھے اور نہ ہی

۲۳۵ بعض لوگ بات کرتے ہوئے سوچتے نہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا۔ نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ یہ سب اُن لوگوں کا اپنا حال ہے جو یہ باتیں کرتے ہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا خصوصی مقام اور اعجاز ہے کہ وہ دوسروں کی راحت اور آرام کا سامان کرتے ہوں گے۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ اور نہ ہی اہلِ سُنّت و جماعت کمزور ہیں۔ اہلِ سُنّت و جماعت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فرمودات کو بغیر شک اور شبہ کے حق و سچ تسلیم کرتے ہیں۔ صحیح العقیدہ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی ہر بات کو بغیر جرح کے دل و جان سے حق و سچ مانا جائے۔

کیا یہ حدیث شریف علماء کی نظر میں ہے؟

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک روز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور شہداء اُحد پر نماز اِس طرح پڑھی جس طرح میّت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر آپ ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا: اِنِّیْ فَرَطُکُمْ وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ ''میں تمہارا (قیامت کے دن) پیش خیمہ ہوں گا' (آگے جا کر تمہاری راحت اور آرام کا سامان کروں گا) اور میں تم پر گواہی دوں گا''۔ ۲☆

اِنِّیْ وَاللّٰہِ اَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْآنَ ''یقیناً قسم خدا کی میں اَب اِس وقت اپنے حوض (یعنی حوضِ کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔'' ۱☆ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی تھیں۔ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَخَافُ بَعْدِیْ اَنْ تُشْرِکُوْا وَلٰکِنْ اَخَافُ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا ۲۳۵ ''اور بے شک اللہ کی قسم مجھ کو تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم پھر شرک کرنے لگو گے مگر مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں دُنیا میں پڑ کر ایک دوسرے سے حسد اور رشک نہ کرنے لگو''۔ ۵

۱☆ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دیوار کے پیچھے کا کسی کو علم نہیں یہ سب لوگ اپنا حال بیان کرتے ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی شان وراء الوراء ہے آپ اپنے مقام پر کھڑے اور بیٹھے حوضِ کوثر کو دیکھتے ہیں لیکن ماننے گا وہی جس کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نگاہِ نبوت سے قیامت اور قیامت کے بعد ہونے والے حالات و واقعات دیکھتے ہیں۔ یہ شرف اور عقیدہ' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ۲۳۵ بخاری جلد ا ص ۵۰۸' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۵۹۸' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۴۷۳۔

o ''یہ پیش گوئی آپؐ کی آگے چل کر بالکل سچی ہوئی۔ مسلمانوں کو بڑا عروج ہوا مگر پھر آپس میں رشک اور حسد کی وجہ سے خراب ہو گئے۔ دشمن اُن پر غالب آئے۔ افسوس تو اِس زمانہ میں آتا ہے جب مسلمان تمام ملکوں میں ذلیل اور خوار اور محتاج اور نادار اور نصاریٰ کی رعایا ہو رہے ہیں۔ اِن پر بھی جو کچھ اُن کے پاس اگلے مسلمانوں کی کمائی کا بچا کھچا رہ گیا ہے اُس کو آپس میں رشک و حسد سے برباد کئے دیتے ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۹۹ من وعن) ☆

☆ یہ حضرات رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بتائی ہوئی غیبی خبروں کو پیش گوئی کہتے ہیں جبکہ صحیح العقیدہ مسلمان اہل سنت و جماعت ایسی ''پیش گویوں'' کو علم غیب اور غیبی خبریں کہتے ہیں۔ کیا خوب ہے پیش گوئی مانو تو ''توحید پرست''، علم غیب مانو تو ''مشرک''۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بصارت وسماعت پاک:

(۱) حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مدینہ منورہ کے محلات سے ایک اُونچے محل پر چڑھے اور فرمایا: هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی اِنِّیْ اَرَی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ ۲۳۶ ''کیا تم وہ فتنہ وفساد دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ بارشوں کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں گر رہے ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص۵۹۹) ☆

''یعنی تمہارے گھروں میں اَیسے فتنے واقع ہوں گے جیسے موسلا دھار بارش برستی ہے۔ یہ سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور کوئی بھی اِن سے بچ نہ سکے گا''۔ (تفہیم البخاری جلد۵ص۴۷۴)

(۲) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا اُن سے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی' حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا' اُن سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی

۲۳۶ بخاری جلد۱ص۵۰۸' تیسیر الباری جلد۴ص۵۹۹۔

اُمُّ المومنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' اُن سے اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ پر کچھ گھبراہٹ کے اَثرات تھے۔ یَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلِ ھٰذَا وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِہٖ وَ بِالَّتِیْ تَلِیْھَا ''آپ ﷺ نے فرمایا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عرب کی خرابی ہوگی اُس شر سے جو قریب آ گیا ہے۔ آج یاجوج و ماجوج نے دیوار میں اِس قدر سوراخ کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے اَنگوٹھے اور پاس والی اُنگلی سے حلقہ بنا کر دکھایا۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا: اَنَھْلِکُ وَفِیْنَا الصَّالِحُوْنَ ''کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ اِذَا کَثُرَ الْخَبَثُ ''ہاں جب بُرائی بہت پھیل جائے گی''۔ اور اِسی سند سے حضرت زہری علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہا مجھ سے حضرت ہند بنت حارث علیہا الرحمہ نے بیان کیا کہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جاگے تو فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا ذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَا ذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ ؟[۲۳۷] ''سبحان اللہ! کیا کیا خزانے نازل کیے گئے ہیں اور کیا کیا فساد اور فتنے اُترے''۔ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے یاجوج و ماجوج کا سوراخ دیکھا جو اُنگلیوں کے حلقہ کے برابر کھل چکا تھا وہ فتنوں کے ظہور کی علامت تھا۔ خبث سے مراد فسق و فجور اور معاصی ہیں یعنی جب لوگ بہت گناہ کرنے لگیں گے تو اُن کی ہلاکت قریب ہوگی جب خبث کا غلبہ ہوگا تو نیک لوگوں کی نیکیاں مغلوب ہو کر رہ جائیں گی''۔ (تفہیم البخاری جلد۳ ص ۴۷۵)

---

[۲۳۷] بخاری جلد۱ ص ۵۰۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۱۸۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۵۳' مسند احمد جلد۶ ص ۴۲۸' ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۰۶' الترغیب والترہیب جلد۳ ص ۲۲۶' دلائل النبوۃ جلد۶ ص ۴۰۶' کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۶۸' ۳۸۸۷۶۔

جنتی ہونے کی خبر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (حضرت) ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) اپنے گھر میں چھپ گئے۔ حضور ﷺ نے اُن کی خبر لانے کے لئے فرمایا۔ ایک شخص گیا تو (حضرت) ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) اپنے گھر میں مغموم سر جھکائے بیٹھے تھے' اُن سے پوچھا کیا حال ہے؟ (حضرت) ثابت (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے بُرا حال ہے' اُن کی عادت تھی وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی آواز سے بلند آواز میں باتیں کرتے۔ اُنہوں نے کہا' میرے اَعمال مٹ گئے اور میں دوزخی ہوگیا۔ یہ سن کر وہ شخص آنحضرت ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا وہ اَیسے اَیسے کہتے ہیں (یعنی میں دوزخی ہوگیا) حضرت موسیٰ بن انس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں' وہ لوٹ کر گیا' تو بڑی خوش خبری لے کر۔ آپ ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا: اِذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَّهُ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ''ثابت کے پاس جا اور کہہ تو دوزخی نہیں ہے بلکہ بہشت والوں میں سے ہے۔ ۝

۝ ''اِس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہوتی ہے کہ جیسی آنحضرت ﷺ نے ثابت کو بشارت دی تھی وہ سچی ہوئی' ثابت جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور شہید بموجب آیتِ قرآنی بہشتی ہیں''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۶۰۹ من وعن)

''غیر مقلدین کے گھر کے آدمی نے غیر مقلدین کی اِن باتوں کی تردید کی ہے کہ نعوذ باللہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اپنا پتا نہیں ہوتا وہ کسی کے بارے میں کیا جانیں''۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ لوگوں کے اَنجام سے واقف ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے ہمارے پیارے نبی آخرالزماں ﷺ کو علم دیا ہے کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی ہے؟ اور خود اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ شِفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ (میری شفاعت بڑے بڑے گنہگاروں کے لئے ہے)۔ آپ ﷺ نے

نام لے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کی خوشخبریاں عنایت فرمائی ہیں جو کتبِ اَحادیث میں محفوظ ہیں۔

دُعائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میرے مکان میں میرے والد کے پاس آئے۔ اُن سے ایک کجاوہ خریدا اور میرے والد (حضرت) عازب رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اپنے بیٹے براء سے کہو یہ پالان اُٹھا کر میرے ساتھ چلے، میں اُٹھا کر اُن کے ساتھ چلا اور والد اُس کی قیمت لینے لگے۔ میرے والد نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آپ وہ واقعہ بیان فرمائیں جب آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے لئے چلے تھے تو تمہارے ساتھ کیا گزری؟ اُنہوں نے فرمایا ہاں اَیسا ہوا ہم رات بھر چلتے رہے اور دوسرے دن، دن بھر ٹھیک دوپہر جب ہوئی اُس وقت راستہ میں کوئی نہ تھا۔ ہمارے سامنے ایک اُونچا پہاڑ ہوا۔ جس کے نیچے سایہ تھا، دھوپ نہ تھی ہم وہاں اُتر پڑے اور میں نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہاتھ سے جگہ صاف کی اور لوئی بچھائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آرام کریں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں آرام فرمائیں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِردگرد حفاظت کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں اِردگرد حفاظت کرنے لگا اِس دوران میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا بکریاں لے کر اس پہاڑ کی طرف آرہا ہے اِس کا ارادہ بھی وہی تھا جو ہمارا ارادہ تھا (یعنی وہ بھی ہماری طرح اس پہاڑ کے سایہ میں ٹھہرنا چاہتا تھا۔ میں نے پوچھا تو کس کا غلام ہے اس نے کہا میں مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے ایک شخص کا غلام ہوں۔ میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دُودھ ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا، کیا تو دودھ دوھے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! پھر اُس نے ایک بکری پکڑی تو اُس نے کہا اِس کا پستان مٹی اور نجاست سے صاف کرلو۔ اِسحاق نے کہا میں نے (حضرت) براء

(رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں مار کر جھاڑتے تھے۔ پھر اُس نے ایک پیالہ میں دُودھ دھویا اور میرے پاس پانی کی ایک چھاگل تھی جو میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لئے اُٹھالایا تھا تاکہ آپ ﷺ اُس میں سے پانی پئیں گے اور وضو فرمائیں گے۔ میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ (پاک) میں آیا اور آپ ﷺ کو بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا لیکن اِتفاق یہ ہوا کہ میں نے آپ ﷺ کو اِس حال میں پایا کہ آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے دُودھ میں کچھ پانی ڈالا وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اتنا پیا کہ میں خوش ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اَبھی کوچ کا وقت نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا جی آ گیا ہے! اور ہم سورج کے ڈھلنے کے بعد چل پڑے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا' تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کوئی ہمارے پیچھے آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فکرمت کرو اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دُعا فرمائی تو اُس کا گھوڑا اُس کے پاؤں سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ پھر سراقہ نے کہا میرا خیال ہے کہ تم دونوں نے مجھ پر بددُعا کی ہے کہ میں تمہیں تلاش کرنے والوں کو واپس کردوں گا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی تو اُس نے زمین سے نجات پائی۔ پھر وہ جس سے ملتا اُسے کہتا میں تلاش کر چکا ہوں اُدھر جانے کی حاجت نہیں۔ وہ کسی کو نہیں ملتا تھا مگر اُس کو واپس کر دیتا تھا (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اُس نے وعدہ پورا کیا۔ ۲۳۸

اِس حدیث شریف میں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا عظیم معجزہ نبوت کی دلیل ہے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کے اثر سے سخت زمین میں گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے۔

---

۲۳۸ تیسیر الباری جلد۴ ص ۶۱۱' بخاری جلد۱ ص ۵۱۰۔

خارجیوں، منافقوں کا امام ذوالخویصرہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک بار میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس موجود تھا۔ آپ ﷺ غزوۂ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اِتنے میں ذوالخویصرہ نامی ایک شخص آیا جو بنی تمیم قبیلے سے تھا۔ کہنے لگا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِنصاف (عدل) فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ ''خرابی ہو تیری، اگر میں نے اِنصاف نہ کیا تو کون اِنصاف کرے گا؟ تیری تباہی اور بربادی ہے اگر میں اِنصاف نہ کروں''۔ (امیر المومنین حضرت سیّدنا) فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِس کے بارے میں مجھے حکم فرمایئے تاکہ میں اِس کی گردن اُڑادوں۔ تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا: دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَّحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ اِلٰى نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ اِلٰى رِصَافِهٖ فَمَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ۲۳۹ ''اے عمر چھوڑو، اِس شخص کے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو اُن کی نماز کے سامنے حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو اُن کے روزے کے مقابل حقیر سمجھے گا۔ وہ قرآنِ (مجید) پڑھیں گے لیکن وہ اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے اَیسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اِس کے پکڑنے کی جگہ دیکھی جائے تو اِس میں کوئی چیز معلوم نہ ہوگی۔ اِس پر دیکھیں جائیں تو اُن میں کوئی چیز معلوم

---

۲۳۹ بخاری حدیث نمبر ۳۴۱۴۔۶۵۳۴، مسلم حدیث نمبر ۲۵۰۵، مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۵۶، مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۳۵۴، دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۱۸۵، شرح السنۃ باب قتال اھل البغی۔ درمنثور جلد ۴ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۲۳۲۔

نہ ہوگی''۔ اُس کے پر اور پکڑنے کی جگہ کے درمیان کے مقام کو دیکھا جائے تو اِس میں کوئی شئے نظر نہ آئے گی۔ حالانکہ وہ گندگی اور خون سے ہو کر گزرا ہے۔ اُن کی نشانی یہ ہوگی کہ اُن میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا جو پھڑکے گا (تھل تھل کرتا ہوگا یعنی ہل رہا ہوگا) یہ لوگ اُس وقت ظاہر ہوں گے جب لوگوں میں اِختلاف پیدا ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث شریف نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگ کی تھی جبکہ میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اُس شخص کے متعلق حکم فرمایا تو اُسے تلاش کر کے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اُسی حال میں دیکھا جو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا حال بیان فرمایا تھا۔ ۝

۝ ''یہ مردود خارجی تھے جو حضرت علیؓ اور مسلمانوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تھے ظاہر میں اہل کوفہ کی طرح بڑے نمازی پرہیز گار ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر مسلمانوں کو کافر بنانا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ حضرت علیؓ نے اُن مردودوں کو مارا اُن میں ایک زندہ نہ چھوڑا۔ معلوم ہوا قرآن کو صرف زبان سے پڑھنا اور اُس کے مطالب اور معانی میں غور نہ کرنا خارجیوں کا شیوہ ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص۶۰۶ من وعن) ☆

☆ آج بھی اَیسے لوگوں کو پہچانا جا سکتا ہے جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک اور کافر کہتے ہیں۔

حضر موت تک تنہا جانے کی خبر غیب:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے کعبۃ اللہ کے سایہ میں جلوہ اَفروز تھے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے کافروں کی ایذا کا شکوہ کیا کہ آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم سے مدد کیوں طلب نہیں فرماتے اور ہمارے لئے اللہ جل مجدہٗ الکریم سے دُعا کیوں نہیں فرماتے؟۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لِيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَصِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَ مُوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۲۴۰ تم سے پہلے ایسے ایماندار لوگ تھے اُن کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر گڑھے میں اُن کو گاڑھا جاتا اور آرا لایا جاتا اور اُن کے سر پر رکھا جاتا یہاں تک کہ اُن کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے (پناہ بخدا) پھر بھی وہ اپنے سچے دین سے نہ پھرتے اور لوہے کی کنگھیاں اُن کی ہڈیوں اور پٹھوں تک چلاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم کی قسم رَبِّ ذوالجلال والاکرام اِس دینِ (متین) کو ضرور مکمل فرمائے گا۔ یہاں تک ایک شخص سوار ہو کر صنعاء سے (جو یمن کا دارالخلافہ ہے) حضرموت تک جائے گا۔ اُس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم) کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا یا ڈر ہوگا تو بھیڑیئے کا ڈر ہوگا اپنی بکریوں پر لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو"۔

۲۴۰ بخاری جلد ا ص ۵۱۰ بخاری حدیث نمبر ۳۴۱۶۔

حقوقِ فوت شُدگان

تالیف منیر احمد یوسفی (ایم اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ہدیہ: 300 روپے

ملنے کا پتہ جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36880028,36187575,0300-4274936